www.emarsiya.com

مطلع

شوکت نمائے فوج سخن ہے علم مرا

www.emarsiya.com

تمہید

چہرہ

شوکت نمائے فوجِ سخن ہے علم مرا — سیّارِ دشتِ نظمِ بیاں ہے قلم مرا
کیا بحرِ پُر خطر ہے یہ بحرِ رقم مرا — غوّاص ہو کے کھاتا ہے غوطے قلم مرا
پایاں نہیں عمق کا سیاہی میں راہ ہے
پردہ پھٹا ہوا ہے کہ پانی سیاہ ہے

ہوتا ہے فوجِ نظم میں رایت علم مرا — دیتا نشانِ فتح ہے دل دمبدم مرا
سقائے جوئے فکر ہے ابرِ رقم مرا — ہے تشنۂ زُلالِ معانی قلم مرا
کیسی زبان خشک تھی، تر اک ذرا سی ہوئی
خالی ہوئیں دوات سے مشکیں بھری ہوئی

لو آمدِ فشونِ سخن ہے نگاہ میں — تانتا بندھا ہوا ہے مضامیں کا راہ میں
قرنا صریرِ کلک نے پھونکی سپاہ میں — بیتوں کے جم رہے ہیں رزم گاہ میں
ہر سطر بڑھتی جاتی ہے دریا کی موج سے
رایت قلم کا دو قدم آگے ہے فوج سے

www.emarsiya.com

اس بحر میں سخن کی لطافت کا ہے بیاں — گویا ہے سلسبیل سے دھوئی ہوئی زباں
پانی سے ہیں سیاہی و دست و قلم رواں — لہریں ہیں حوضِ صفحۂ پہ مسطر کے سب نشاں
ساحل ہے حاشیہ یمِ حسنِ صفائی کا
جدول زمردی ہے کہ سبزہ ترائی کا

کیا سرخرو ہوں مدحتِ آلِ رسول سے — سرسبزیاں ملی ہیں شرف کے حصول سے
بخشا علی نے اوج یہ حسنِ قبول سے — اعلیٰ ہر ایک لفظ ہے طوبیٰ کے پھول سے
نیچا علم سے فکر کے، سر آسماں کا ہے
جو مصرعہ، بلند ہے پرچم نشاں کا ہے

دل ہے نہالِ طبعِ عدیم المثال سے — کم ہے یہ باغ کیا چمنِ لازوال سے
ثمرے ریاضتوں کے ملے ذوالجلال سے — طوبیٰ کی شاخ کھینچ لی دستِ خیال سے
ہاتھ آئے کب جہاں میں کسی سبز بخت کے
مضمون ہیں یہ ثمر بہت اونچے درخت کے

چہرہ ہے مرثیے کا تو سادے ہیں بند ابھی — رنگِ سخن بڑھیگا دوچند و سہ چند ابھی
دیکھو نہ زورِ دستِ خیالِ بلند ابھی — ممکن نہیں کھلے دلِ صنعت پسند ابھی
موقع ہے صید آہوئے معنی میں دیر کا
پنجہ فقط شکار پہ کھلتا ہے شیر کا

تمہید سے سمجھ تو گئے ہونگے خاص و عام — کس کے بیانِ حال کا ہوتا ہے اہتمام
تصریح ہر جگہ بہ کنایہ ہوئی تمام — صورت وہ اب ہو جس سے کھلے خود نشان و نام
جعفر علم لیے نظر آئیں سپاہ میں
پھر جائے مرتضےٰ کا سراپا نگاہ میں

www.emarsiya.com

سراپا

قربانِ شان و شوکت و اجلال و رعب و داب — دامن علم کا رحمتِ معبود کا سحاب
پنجہ وہ جس کے رشک سے چھپ کر بصد حجاب — خورشید دن کا چاند، قمر شب کا آفتاب
یہ گرمیٔ جلال یہ موسم شباب کا
ہے سر پہ دوپہر کو مقام آفتاب کا

پڑھتا ہوں پہلے وصف جبینِ جناب کا — دیکھو کھلا ہے صفحۂ اوّل کتاب کا
ایما ہے ابروؤں کو یہ اس برقِ تاب کا — اُلٹو اب اُنگلیوں سے ورق آفتاب کا
روشن دلوں کو بات بدیہی پسند ہے
اجزائے رُخ میں سب سے جبیں سربلند ہے

آنکھوں کو دیکھو عینِ عنایت کی ہے نظر — ابرو سے بازوئے بذل کا ایما ہے سربسر
بینی الف تو ہے، الف الفت کا ہے مگر — دنداں کھلیں تو سین سعادت کی دیں خبر
صنعت یہ کلک کاتبِ قدرت کا کام ہے
چہرے پہ لکھ دیا ہے کہ عباس نام ہے

لطف اب یہ ہے کہ نام کی صورت کھلے لقب — وہ رخ ہے جس کی ضو سے زمانہ ضیا طلب
ٹھنڈا چراغِ مہر ہے، داغی ہے مہ بھی سب — ہاں کچھ چمک دمک ہے پہ یہ چاندنی ہے کب
جلوہ ہے اس کے پرتوِ خورشید ماند ہے
روشن ہے تو مہِ بنی ہاشم یہ چاند ہے

www.emarsiya.com

ہے یہ گلا کہ آئینۂ حسن بے مثال — اترا ہے جام نور میں خورشید لازوال
رگ رگ میں انکی قوتِ ضرغام ذوالجلال — سلمان فارسی کا تو روشن ہے سب پہ حال
کھایا کلمانچہ حکم علی میں جو دیر کی
گردن ابھی تلک نہیں پھرتی ہے شیر کی

دریا نوال دست کشادہ سخی کے ہیں — ہاتھ اسطرح کے ہاتھ بھی آئے کسی کے ہیں
دستِ خدا کے ہاتھ یہ ہاتھ اس ولی کے ہیں — بازو درِ مدینۂ علم نبی کے ہیں
باندھے انگوٹھے دیو کے زورِ بشر ہے کیا
خیبر کا در الٹ دیا کوفے کا در ہے کیا

ہاتھ ان کے ہونگے کب دمِ نصرت مدد میں بند — مشکل کشا ہوئے ہیں کسی جد و کد میں بند
رستے ضلال کے ہوئے بدر و احد میں بند — سینے میں دل، کہ ببر ہے برج اسد میں بند
لڑکے بھی یاں کے پلتے ہیں شیروں سے کھیل کے
اُلٹا پھرا دیں چرخ کو چھاتی سے ریل کے

کیا منہ کرے جو صدر کی مدحت بیاں کوئی — کب ہے کلید قفل خزینہ زباں کوئی
صنعت کا باب بند ہے کیا دے نشاں کوئی — ایسا نہ پُر جگر ہے نہ پر دل جواں کوئی
پہلو میں سب جگر ہی جگر ہے دلیر کے
ہے دل ہی دل بھرا ہوا سینے میں شیر کے

جس کا یہ دل جگر ہو پھر اس کا کہاں نظیر — جرأت کا کالبد ہے شجاعت کا ہے خمیر
اُلٹے زمیں کہ پھٹ کے گرے آسمان پیر — کچھ ان کو وسوسہ ہو نہ ہنگام دار و گیر
پہلو تہی سے ان کا جگر آشنا نہیں
سینے میں دل بھرا ہے کہ دھڑکے کی جا نہیں

www.emarsiya.com

لو سر سے آبِ وصف اب اترا ہے کمر — چلنے کے پیچ پر لئے کیونکر پڑے نظر
عنقا ہے گر تو کیوں نہ کہو طائرِ ظفر — کھلتی ہے تب یہ فتح کی کھل جائے جب خبر
نازک جو اِس کو سمجھے ہیں عقل اُنکی سست ہے
محکم ہے استوار ہے چست و درست ہے

یہ اور لعبتانِ حسیں کی کمر ہے اور — حسنِ نگاہ اور ہے، رعبِ نظر ہے اور
شعر اور شے، سپاہ گری کا ہنر ہے اور — کلک و دَوات اور ہے، تیغ و سپر ہے اور
ڈھیلا ہو سست ہو کوئی مضموں اگر بندھے
بندش ہو چست بھی تو نہ ایسی کمر بندھے

دونوں قدم یہ پائے ثبات و قرار ہیں — یا ساقِ عرشِ قدرتِ پروردگار ہیں
اس لام الف پہ کاتبِ مدحت نثار ہیں — لا سیف انھیں کی شان میں ہے ذوالفقار ہیں
چل کر وغا میں کب سرِ اعدا کٹے نہیں
حرفوں کی طرح اپنی جگہ سے ہٹے نہیں

ممکن ہے معرکے سے علی کا علم ہٹے — دیکھا نہیں کہ سروِ ریاضِ اِرم ہٹے
ہٹ جائے قطب، پر نہ یہ کیواں حشم ہٹے — جم کر ہٹے قدم بھی جو نقشِ قدم ہٹے
سرباز خاکِ دشتِ وغا چھوڑتے نہیں
پامرد بے مٹے ہوئے جا چھوڑتے نہیں

مغفر کہ زیبِ فرق ہمایوں ہے تاجِ زر — رخ پر جہلم ہے مقنعِ خورشید جلوہ گر
بازو کہ جوشنوں میں ہیں دو ماہیِ ظفر — دستانے جن میں پنجۂ شہ زورِ شیرِ نر
چھنتی ہے ضو بدن کی زرہ چست بر میں ہے
تلوار ڈاب میں ہے کہ بجلی کمر میں ہے

www.emarsiya.com

پاؤں پہ ہیں چڑھے ہوئے گورے جو اشکار — پہلی قدم سے بڑھ کے پلٹتی ہے بار بار
سارے سلاحِ جنگ بدن پر ہیں اُستوار — لوہے میں چھپ گیا ہے سراپا وہ ذی وقار
ہیبت سے کانپتے ہیں جیالے لڑے ہوئے
روئیں تنوں کے بال ہیں تن پر کھڑے ہوئے

بس اے قلم ٹھہر کہ سراپا ہوا تمام — آنکھوں سے دیکھیں صورتِ عباس نیکنام
مجلس کہو اسے کہ زیارت کا ہے مقام — چاروں طرف بلند ہے آوازِ السّلام
حاجت طلب سب آئے ہیں نزدیک و دور سے
فارغ مراد مانگ لے تو بھی حضور سے

یا ابنِ مرتضےٰ مری امداد کیجئے — قیدِ غمِ عذاب سے آزاد کیجئے
لا نذر مرثیہ کو یہ ارشاد کیجئے — فرما کے محنتوں پہ نظر صاد کیجئے
پاؤں شرف قبولِ متاعِ کلام کا
آقا ہیں آپ رد نہ ہو ہدیہ غلام کا

کچھ اپنا حال

اکثر سخن میں آگئے ایسے بھی سو مقام — کچھ چل سکا نہ زورِ طبیعت سے جن میں کام
یاں تک ہوا میں عاجز و مجبور مستہام — گھبرا کے ترک کر دیا مدحت کا انتظام
فیض آپ ہی کا جب پئے ذہن و ذکا ہوا
پھر بڑھ کے بہہ چلا مرا دریا رُکا ہوا

www.emarsiya.com

اگلے وہ مرثیے [illegible] آبِ حیات
منہ تھا مراکہ میں اُنھیں کہتا بسعیِ ذات کی ہے مدد امام نے ہنگام مشکلات
عقدہ کھلا ہے دل کا بندھے ہار کی طرح
نکلا ہے جنتری سے سخن تار کی طرح

اللہ ری عنایت سلطان انس وجاں کس مرتبہ ہیں اپنے غلاموں پہ مہرباں
کیا ہے یہ پھر اگر نہیں امدادِ مدح خواں رویا میں آکے دیتے ہیں مضموں کے سو نشاں
جب سو گیا سخن کے کسی پیچ و تاب میں
اکثر ہوا کہ بند کہے میں نے خواب میں

تھا خواب ہی کہ مجھ کو زیارت ہوئی دوبار اوّل تو جبکہ شوقِ سخن تھا نہ زینہار
ایما ہوا سنا ہمیں کچھ نظم آبدار مطلع پڑھا جو مدح میں میں نے بافتخار
گو یہ کہا نہ شہ نے کہ نظم نفیس ہے
فرمایا ہنس کے یہ تو کلام انیس ہے

باردوم وہ مجھ کو تھا درد حصاۃ جب اخراج و چاک کیلئے باقی تھی تھوڑی شب
مضطر تھا خوف جان سے عجب دل پہ تھا تعب کیا دیکھتا ہوں خواب میں قربان فضل رب
حاصل ہے اک خوشی دل ناشاد کے لئے
پاس آئے ہیں حسین خود امداد کے لئے

ایما کیا مقام مرض پر کہ باہر آ بھاگی نکل کے میرے جسد سے کوئی بلا
حاضر تھا کہ ایک شیر، کہالے، وہ جا پڑا جاتے ہی اس کو مار کے پلٹا تو کچھ نہ تھا
دم بھر میں بن گئے مرے بگڑے جو کام تھے
کھلنا بس آنکھ کا تھا کہ غائب امام تھے

www.emarsiya.com

حضرت بھی تو انھیں کے برادر ہیں میں فدا — کیا مثنوی رہے گا یونہی دل کا مدعا
لکھتا ہوں حال آپ کا یا ابنِ مرتضیٰ — حسرت ہے کارنامہ ہو یہ مرثیہ مرا
کب تک نہ کیجئے گا سفارش امام سے
بڑھ جائے یہ کلام اُس اگلے کلام سے

لو اپنے مدح خواں کی مدد کی جناب نے — جودت دی طبع کو خلفِ بوتراب نے
دکھلا دی راہ، خضرِ طریقت صواب نے — روشن چراغ دل کو کیا آفتاب نے
دیکھوں میان شب اُسے جو رگ ہو بال میں
راتیں ہوئی ہیں دن مرے چشم خیال میں

رنگِ ریاض طرز بیاں اور ہو گیا — نظم سخن میں لطفِ زباں اور ہو گیا
عالم پہ زور طبع عیاں اور ہو گیا — دریا جو بہہ چلا تھا رواں اور ہو گیا
تیزی بڑھی طبیعت عبدِ ذلیل کی
باڑھ اور ہو گئی مری تیغ اصیل کی

تفصیل مرثیہ

حصر ثنائے ابن یداللہ محال ہے — طاقت قلم کی ہے نہ زباں کی مجال ہے
تھرّا رہا ہے مہر وہ رعب و جلال ہے — سنئے رقم کچھ ان کی وفاؤں کا حال ہے
یہ تو نہ کہہ سکوں گا علی سے نہ ہو سکا
جو ان سے ہو سکا وہ کسی سے نہ ہو سکا

www.emarsiya.com

تین ان سے معرکے تھے مشہور و یادگار — جرأت سے ان کی ہل گیا میدان کارزار
ہیں جن کو لکھ گئے شعرائے ہنر شعار — سب کا بیان ایک جگہ پر ہے شرح وار
ذکر ان کا ہے جہاں وہیں قصہ مرا بھی ہے
حصہ وہ ان کا تھا تو یہ حصہ مرا بھی ہے

فارغ وہ معرکے یہ ہیں مجمل سمجھ لو تم — وہ کربلا خیال میں جس کی خوشی ہو گم
تپتی زمیں کہ رخش تصور جلائے سم — ماہ عزا کی وہ دوم و ہفتم و دہم
تھا غم پہ غم ملال تھا فرط ملال پر
کیا گزری ان دنوں میں محمد کی آل پر

یہ دن وہ تھے کہ پھر نہ کسی کو خدا دکھائے — دنیا پھرے تو کون مسافر پہ رحم کھائے
رستے رکے تھے سب کے نہ کوئی مدد کو آئے — رونا تو یہ ہے ساتھ تھا بچوں کا ہائے ہائے
کوشش تھی سب کی تشنہ دہانی کیواسطے
عباس پیاسے مر گئے پانی کیواسطے

مانند مرتضیٰ دم ہیجا لڑا یہ شیر — کیا کیا نہ پیاس میں لب دریا لڑا یہ شیر
دو بار چار لاکھ سے تنہا لڑا یہ شیر — سب کچھ رقم کیا ہے کہ کیسا لڑا یہ شیر
اس مرثیے میں سب وہ جدال و قتال ہے
ان تین دن کا تین جدالوں میں حال ہے

اے طبع صولت اسد حملہ ور دکھا — بپھرے ہوئے ہزبر کی چشم و نظر دکھا
دفتر سیاہ ظلم کا زیر و زبر دکھا — ہر فرد پر کھنچی ہوئی تیغ دوسر دکھا
چہرہ دکھا علی ولی کے جلال کا
آفت کا معرکہ ہے یہ پہلی جدال کا

www.emarsiya.com

جدال داخلہ

کربلا میں امام حسین کا پہنچنا

جب کربلا میں آمد سلطانِ دیں ہوئی
خیمے کی راہ جادۂ خلدِ بریں ہوئی
پیدا جو گردِ عسکرِ نصرت قریں ہوئی
رتبے میں آسمانِ شرف وہ زمیں ہوئی
منزل کا قرب چوب وہ ڈنکوں پہ زور کی
دوڑی خبر ہوا پہ نقیبوں کے شور کی

آگے وہ سب جلوسِ سواری کے بادیا
صیحے قدم قدم پہ وہ تاپوں کی وہ صدا
بعد ان کے مرکبوں پہ جوانانِ مہ لقا
وہ صورتیں کہ صلِ علیٰ آلِ مصطفےٰ
خورشیدِ دیں، کہ مہرِ فلک ذوالجناح پر
سایہ کئے پروں کا ملک ذوالجناح پر

فوجِ ملائکہ شہِ صفدر کے ساتھ ہے
امدادِ غیب سبطِ پیمبر کے ساتھ ہے
ذرّوں بھرا غبار جو لشکر کے ساتھ ہے
تارے لئے فلک مہِ انور کے ساتھ ہے
روشن ہے کہکشاں سی وہ راہ اُس نواح کی
اک نور ہے کہ گردِ قدم ذوالجناح کی

www.emarsiya.com

جھرمٹ مُصا[illegible] کے ساتھ ہے
ایک ایک باخدا ہے جو لشکر کے ساتھ ہے — اُمّت نبی کی شافعِ محشر کے ساتھ ہے

قدسی اِدھر اُدھر ہیں شہِ مشرقین کے
ہیں سب کے ہاتھ دامنِ زرّیں حسین کے

کچھ فاصلے سے نور کے ناقوں کی اک قطار — سب محمل و عماری و ہودج ہیں پردہ دار
سرگرم اہتمام عزیزانِ ذی وقار — وہ بندوبست ہے کہ ہوا کا نہیں گزار

اعدا کی بدعتوں کے زمانے قریب ہیں
اغیار دور تر ہیں یگانے قریب ہیں

بعدان کے خادمانِ اولوالعزم و ذی حشم — آگے رواں کوئی کوئی پیچھے قدم قدم
خرگاہ و بارگاہ کے استر بھی ہیں بہم — سب کی نگاہ جانبِ دریا ہے دمبدم

خوش ہیں کہ یاں ہے آج کی منزل بدی ہوئی
پیچھے ہیں اشتروں پہ قناتیں لدی ہوئی

پہنچی مقام پر جو سواری حضور کی — نوبت بجی سلامی شاہِ غیور کی
مشتاق تھی جو یمنِ قدم کے ظہور کی — پاس آگئی سمٹ کے زمیں دور دور کی

دامن بڑھا دیا تو گلِ مدعا ملے
نزدیک تھا کہ اٹھ کے رکابوں سے جا ملے

بستانِ کربلا میں ہوئے جناں چلی — باغِ اِرم سے نکہتِ عنبر فشاں چلی
لیکر جو گردِ نورِ رخِ ہوشاں چلی — صحرا سے ضو انھی طرفِ آسماں چلی

ساری تجلّیٔ فلکی ماند ہو گئی
پھیلی ضیا کہ سطحِ زمیں چاند ہو گئی

www.emarsiya.com

غل تھا کہ دورِ عدل اب آیا جفا چلی　　خلقت جہاں کی جانبِ جاجت روا چلی
خاشاک و خس نہ رہ گئے ایسی ہوا چلی　　صحرا بہارتی ہوئی بادِ صبا چلی
پایا نزولِ رحمتِ ربِ غفور نے
بٹھلا دی گرد بارشِ باران نور نے

اسباب نذر سب تھے برابر لئے ہوئے　　رضواں تھا دستہائے گل تر لئے ہوئے
غلمان و حور شربتِ کوثر لئے ہوئے　　ہاتھوں پہ مہر و ماہ کے ساغر لئے ہوئے
ہدیہ لئے ملک صمدِ پاک ذات کا
تھا دست جبرئیل میں شقہ نجات کا

اترا فرس سے دوشِ محمد کا شہسوار　　راکب تھے جتنے ہو گئے پیدل سب اکبار
ٹہلانے لے گئے فرسوں کو وفا شعار　　اشتر بٹھائے جانے لگے کھینچ کر مہار
ہر جاں نثارِ ظلِ الٰہی پہنچ گیا
دریا کے پاس خیمۂ شاہی پہنچ گیا

آئے قریبِ شہ رفقائے بلند نام　　بھیجا درود آلِ نبی پر پس از سلام
بولے جواب دے کے امامِ فلک مقام　　شکرِ خدا کہ عزمِ سفر ہو چکی تمام
منزل بھی وہ ملی جو معلّیٰ صفات ہے
یہ نہر ہے کہ چشمۂ آبِ حیات ہے

جائے نزولِ رحمتِ داور ہے یہ زمیں　　ممدوحِ ہر نبی و پیمبر ہے یہ زمیں
رتبے میں ہر زمیں سے فزوں تر ہے یہ زمیں　　کیا قدر ہے بخت کی برابر ہے یہ زمیں
تربت میں واں سوال، نہ یاں غم فشار کے
موسیٰ یہیں پہ آئے تھے نعلین اتار کے

www.emarsiya.com

گزرے ہیں جتنے اے بی ہادی زماں — انھوں سے اس زمیں پہ رب آئے وہ رتبہ داں
یہ خاک پاک وہ ہے کہ سجدے کئے یہاں — سب کا یہیں ہوا ہے بلاؤں میں امتحاں
ہے کربلا، یہی ہے جگہ ہر سعید کی
معیار ہے محبتِ رب مجید کی

جو یا اسی کے ہم بھی تھے آج آئے ہیں ادھر — انجام جو ہو، اُس کی توجہ پہ ہے نظر
ہر گام پر ہیں راہِ محبت میں سو خطر — ہوتی ہے دیکھیں اپنی مہم کس طرح سے سر
عاشق وہی ہے جو تہِ خنجر گلو رکھے
ہو وقت امتحاں تو خدا آبرو رکھے

کیا باصفا ہے وسعتِ صحرا زہے فضا — دریا جو متصل ہے تو کیا سرد ہے ہوا
بولے وہ حق پسند "یہ ہے لوٹنے کی جا" — ارضِ سوادِ خلد اسے کہیے تو ہے بجا
آنکھیں خنک ہیں رنگ ہے کیا سبزہ زار کا
کچھ دل مزا اٹھاتا ہے یاں کی بہار کا

گویا ہوئے جناب علمدار ارجمند — رتبے میں ہے فلک سے بھی یہ سرزمیں بلند
انساں کا ذکر کیا یہ جگہ سب کو ہے پسند — لوٹے ہوئے ہیں سبزۂ نوخیز پر سمند
چھوڑا ہے گھر، تو اب اسی منزل کے ہو رہیں
جی چاہتا ہے چل کے ترائی میں سو رہیں

کیا بھینی بھینی آتی ہے خودرو گلوں کی بو — گویا ہے عطر بار ہوائے کنارِ جو
نہر ایسی جس پہ چشمۂ حیواں کی آبرو — ہوگی اسی کی خضر و سکندر کو جستجو
فرق اس قدر ہے بس کہ جو آیا ظہور میں
ظلمت میں اُس کی جا ہے مقام اِس کا نور میں

www.emarsiya.com

حضرت بھی تو انھیں کے برادر ہیں میں فدا — کیا ملتوی رہے گا یونہی دل کا مدعا
لکھتا ہوں حال آپ کا یا ابنِ مرتضیٰ — حسرت ہے کارنامہ ہو یہ مرثیہ مرا
کب تک نہ کیجئے گا سفارش امام سے
بڑھ جائے یہ کلام اُس اگلے کلام سے

لو اپنے مدح خواں کی مدد کی جناب نے — جودت دی طبع کو خلفِ بوتراب نے
دکھلا دی راہ، خضرِ طریقت صواب نے — روشن چراغ دل کو کیا آفتاب نے
دیکھوں میان شب اُسے جو رگ ہو بال میں
راتیں ہوئی ہیں دن مرے چشم خیال میں

رنگِ ریاض طرز بیاں اور ہو گیا — نظم سخن میں لطفِ زباں اور ہو گیا
عالم پہ زور طبع عیاں اور ہو گیا — دریا جو بہہ چلا تھا رواں اور ہو گیا
تیزی بڑھی طبیعت عبدِ ذلیل کی
باڑھ اور ہو گئی مری تیغ اصیل کی

تفصیل مرثیہ

حصر ثنائے ابن یداللہ محال ہے — طاقت قلم کی ہے نہ زباں کی مجال ہے
تھرّا رہا ہے مہر وہ رعب و جلال ہے — سنئے رقم کچھ ان کی وفاؤں کا حال ہے
یہ تو نہ کہہ سکوں گا علی سے نہ ہو سکا
جو ان سے ہو سکا وہ کسی سے نہ ہو سکا

www.emarsiya.com

یہ سن کے بیقرار ہوئے شاہِ بحر و بر
سقّوں کو خادموں نے صدا دی پکار کر

جب تک وہ پہنچیں بسکہ قلق تھا زیادہ تر
خود مشک لے کے بڑھ گئے عباسِ نامور

تھا طرفہ اضطرار عجب اضطراب تھا
دوڑا جہاں سے جو وہ لئے ظرفِ آب تھا

تر کر دیا زمین کو سقّوں نے دور دور
پہنچے قریب محملِ زینب شہِ غیور

فرمایا سب پہ رحم کرے خالقِ غفور
کیسی ہے میری راحتِ جاں مایۂ سرور

غش ہے کہ ہوش کے بھی کچھ آثار پائے ہیں
لو جامِ آب کہدو کہ عباس لائے ہیں

عمّو کا نام سُن کے وہ چونکی تو دی صدا
جلدی اُٹھاؤ مجھ کو کدھر ہیں مرے چچا

پردے میں گھٹ گئی ہوں میں باہر کی دو ہوا
کیوں میری پیاری کہہ کے بلاتے نہیں کیا

کڑھتی ہوں کب تلک نہ گلے سے لگائیں گے
پانی پیوں گی جب مجھے عمّو پلائیں گے

عباس جام لیکے بڑھے خود بدرد و غم
فرمایا لو پیو ہمیں لائے ہیں جانِ عم

ہولیں پیا خیامِ شہنشاہِ باکرم
گودی میں لینگے پیار سے بیٹی کو اپنی ہم

بچّوں کو گرم دھوپ میں چلنا نہ چاہیئے
پردے سے بی بیوں کو نکلنا نہ چاہیئے

اب کچھ کہو نہ ہوتا ہے ٹکڑے ہمارا دل
پیاری سکینہ جان ترا غم ہے جاں گسل

روئی تھیں راہ میں بھی کئی بار متصل
گودی میں لے سکے نہ بہت تم سے ہیں خجل

کیا جانتے تھے ضد ہے یہ پانی کیواسطے
چیزیں ہم اب منگائیں گے جانی کیواسطے

www.emarsiya.com

روئے یہ کہہ کے فرطِ قلق سے ہی نہ تاب — خوش خوش پیا سکینہ نے لیکر وہ جامِ آب
تھا پیاس سے جو اور بھی بچوں کو اضطراب — تقسیم سب کو ہو گیا پانی بصد شتاب
حالت تھی غیر دھوپ میں آلِ رسول کی
مرجھا کے پھر ہری ہوئی کھیتی بتول کی

زینب یہ رو کے شاہ سے بولیں بحال زار — مانجائے بھائی جان بہن آپ پر نثار
یہ دن وہ ہیں کہ تپتے ہیں صحرا و کوہسار — بچے ہیں پان پھول سے پروردۂ کنار
اب حالت سفر نہیں گرمی کے ماہ میں
اصغر ہوا ہے پانچ مہینے کا راہ میں

آخر کہاں کا قصد ہے قربان ہو بہن — کوفے کو جائے گا دغاواں کا ہے چلن
سب دشمنانِ آلِ پیمبر ہیں مردوزن — بد عہد حیلہ ساز بداعمال راہزن
غربت زدوں پہ راہ میں کیا کیا جفا نہ کی
وہ اور وفا کریں گے، علی سے وفا نہ کی

ہر چند رائے کیا مری اے قبلہ انام — ہیں آپ امام کرتے ہیں حکم خدا سے کام
ہو مصلحت تو کیجئے کچھ دن یہیں قیام — لیکن بہت ضرور ہے پانی کا انتظام
منصب یہ ہے، حوالۂ احباب کیجئے
بھیا کسی کو مہتمم آب کیجئے

خوش خو ہو خوش مزاج ہو شیریں زبان ہو وہ — بچوں پہ دل سے مثل پدر مہرباں ہو وہ
عاشق تمام گھر کا ہو راحت رساں ہو وہ — وقت آپڑے اگر تو جری ہو جواں ہو وہ
روکے سے رک سکے نہ کسی کے دلیر ہو
تلوار کا دھنی ہو، بہادر ہو، شیر ہو

www.emarsiya.com

سنکر بہن کی باتوں کو تا دیر روئے شاہ
فرمایا دشمنوں نے نکالا وطن سے آہ
گھر میں خدا کے بھی نہ مسافر کو دی پناہ
منظور ہے انھیں کہ ہوں بچے مرے تباہ
دنیا پھری ہوئی ہے نہ کب تک بکا کروں
زینب تمھیں بتاؤ کدھر جاؤں کیا کروں

قریہ ہے کون سا نہیں پہنچے جہاں عدو
ناکے ہیں سب رُکے ہوئے شہروں کے چار سو
فوجوں کو ہر نواح میں ہے میری جستجو
پائیں جہاں وہیں پہ بہائیں مرا لہو
شاید یہیں لحد کا مقام اماں ملے
غربت ہے دیکھوں منزلِ اول کہاں ملے

عباس دیکھو کہتی ہیں کیا بنتِ بوتراب
بہتر ہے تم سے کون پئے انتظامِ آب
بھائی خدا کی راہ میں سقائی ہے ثواب
سچ ہے یہ گرمیاں یہ صغیروں کا اضطراب
کچھ ہے کسی کو ہوش کوئی بے زبان ہے
جانیں بچا لو ان کی کہ پانی میں جان ہے

سنتے رہے بیانِ شہنشاہِ سرفراز
اُف اُف کبھی جو کی تو کبھی آہ جانگداز
بولے قدم کی سمت جھکا کر سرِ نیاز
خادم کی آبرو ہوئی اے خسروِ حجاز
روتا ہوں سب کی تشنہ دہانی کے واسطے
اپنا لہو بہاؤں گا پانی کے واسطے

عزت ہے خدمتِ حرمِ پاک و محترم
اب آبدار خانوں میں پانی نہ ہوگا کم
حاضر ہوں جاں نثاری کو کتنا ہے دم میں دم
کیا جان آئے چھپ کے بھی گر فرقۂ ستم
شب خوں پڑے تو تیغ سے دن کر دوں رات کو
برسے جو آگ بھی تو نہ چھوڑوں فرات کو

www.emarsiya.com

تشویش کس لئے ہے تردد یہ کیا ضرور — حفظ از فساد تا بہ کجا اے شہ غیور
بس اب کہیں نہ جائینگے آئیں وہ پُر غرور — لاشوں کے پل بندھے کہ ادھر کھل گیا حضور
ڈوبیں کدھر کے گھاٹ پہ فوجیں بڑھی ہوئی
اُتری کہاں یہ خون کی ندی چڑھی ہوئی

جھومایہ کہہ کے، ہونٹ چباتا ہوا وہ شیر — بھائی کے جوشِ غیظ پہ روئے شہِ دلیر
فرمایا خیر ہم بھی ہیں اب زندگی سے سیر — صابر کو جلدیاں نہیں لازم ہیں گو ہو دیر
رہجائیں حجتیں نہ جلال و عتاب میں
بھیّا خدا بھی دیتا ہے مہلت عذاب میں

لب دریا خیمے لگنے کی تیاریاں

آئے حضور شہ کئی خدّامِ باوفا — کی عرض مجرگاہ پہ جھک کر پس از ثنا
نصرت قریں ہو، عمر بڑھے، رد ہے بلا — برپا کہاں ہو بارگہِ خسروِ ہدا
ساماں ہو واں جہاں پہ ہو مرضی امام کی
اونٹوں پہ بار ابھی ہیں قناتیں خیام کی

شہ بولے دیکھ کر رخِ عباس نیکنام — اچھا جو مصلحت ہو تو ریتی پہ ہو مقام
کی عرض اس جری نے کہ جو مرضیٔ امام — لیکن کوئی ترائی سے بہتر نہیں مقام
جویائے قربِ نہر ہر اک جانِ نثار ہے
فرمایا شہ نے خیر تمھیں اختیار ہے

www.emarsiya.com

بولے اُدھر یہ حضرت عباس خوشخصال — تم اپنے کام پر رہو حافظ ہے ذوالجلال
اِس سرزمیں پہ ہوتے ہیں برپا خیامِ آل — آندھی ہو کچھ ہو یاں تلک آئے یہ کیا مجال
قبضہ میں آب و آتشِ عالم تمام ہے
سب خاک و باد تابعِ حکمِ امام ہے

ہم بوترابیوں کو ہے کیا گرد کا خطر — باراں رحمتِ صمدی پر ہے یاں نظر
کیوں خاکدانِ دہر میں مخلوق کا ہو ڈر — جھونکے ہوا کے کیا اِدھر آئے گئے اُدھر
لیں خاکسار منہ سے جو نامِ کریم کو
آندھی تو کیا ہے روک دیں بادِ عقیم کو

ناگاہ آئی دور سے باجوں کی کچھ صدا — پیدا ہوئی سیاہیٔ لشکر بھی جا بجا
تھرایا بارِ فوج سے صحرائے کربلا — گیتی کا زلزلہ ہوا محسوس زیرِ پا
ظلمت سیہ نشانوں کی آگے بڑھی ہوئی
اک رات تھی کہ آتی تھی دن پر چڑھی ہوئی

غل پڑ گیا یہ شام کے لشکر کے ہیں نشاں — ہاں ضبط کر دو پھاڑ کے ڈھالوں کا آسماں
نزدیک اب ہے تیغ زنو وقتِ امتحاں — چل کر وہیں پٹک لو وہ آنے نہ پائے یاں
حضرت بھی کچھ کہیں گے نہ پھر شور و شر کے بعد
آقا کو معرکے کی خبر ہو ظفر کے بعد

ہم ہیں غلام خاص جنابِ امیر کے — آتے ہیں کب خیال میں غول اس بہیر کے
ٹھہریں گے بھاگ بھاگ کے پلّے پہ تیر کے — حصّے یہیں سے کر لو سپاہِ شریر کے
بڑھ جاؤ اپنی اپنی طرف کارزار کو
ایک ایک دلیر کافی ہے دو دو ہزار کو

www.emarsiya.com

بڑھ کر پکارے حضرتِ عباس صف شکن
اے مرحبا یہ جوشِ شجاعت کے ہیں سخن
تم کیوں بڑھو خود آتے ہیں زد پر وہ بدچلن
پہنچے ادھر سے شیر کہ بس ہو گئے ہرن
مردوں کے وار چلتے ہیں پامرد قوم پر
جاتے ہیں مرد بھی کبھی نامرد قوم پر

جرأت اسی کو کہتے ہیں تھوڑوں پہ چڑھ کے آئیں
بس منتظر ہیں ڈانٹ دے کوئی تو بھاگ جائیں
یاں تک پہنچ لیں تب انھیں سیرِ عدم دکھائیں
آنے نہ پائے یہ نہ ہو آ کر نہ جانے پائیں
اس طرح خاک میں صفِ افواجِ شر ملے
پیچھے جو رہ گئے ہوں نہ ان کو خبر ملے

یہ ذکر تھا کہ بھر گیا میداں سپاہ سے
صحرا تمام ہو گیا پنہاں نگاہ سے
نعرے کئے جو بڑھ کے شریروں نے راہ سے
بھاگا لرز کے امن مقام پناہ سے
دوڑے فرس کہ آ گئی آفت جہان پر
اُڑ کر چلا زمیں کا طبق آسمان پر

فربہ وہ پہلوانوں کے اُلٹے ہوئے بدن
کہنے کو آدمی پہ حقیقت میں اہرمن
جاموسِ دم بریدہ کوئی، کوئی کرگدن
ہمتن نہ جن سے تن میں تہمتن سا پیل تن
ترکیب و وضع و صورت و ہیئت مہیب تھی
برزخ تھی جس کی جو وہ عجیب و غریب تھی

ڈاڑھے وہ تا بہ ناف وہ مونچھیں کھڑی تمام
آنکھیں کبود و زرد تو چہرے سیاہ فام
کالا تھا وردیوں سے بھی کالائے اہلِ شام
مشکیں ہر اک سمند بھی بدیمن و بدلگام
منحوس و شوم افسرِ خانہ خراب بھی
تھا بدرکاب مرکبِ ابن رکاب بھی

www.emarsiya.com

ابن رکاب کی نوحہ سرائی

بڑھ کر یہ نعرہ زن ہوا وہ افسرِ سپاہ — فوج آگئی اٹھاؤ یہ کس کی ہے بارگاہ
گرمی میں نہر پر ہے اُترنے کی سب کو چاہ — ہٹ جاؤ جلد تر کہ نہ ہو قافلہ تباہ
لشکر ہے بس یہی شہ گردوں سریر کا
کدر نہ لوٹ لے کہیں فوجِ امیر کا

گھوڑوں کی اس طرف سے جو اُٹھ جائیگی عناں — ٹاپوں سے یوں پسو گے نہ رہ جائیگا نشاں
یہ عسکرِ کثیر کہاں یہ سپہ کہاں — کیا لڑ سکو گے کرتے ہو جانوں کو رائیگاں
تم لوگے ہم یہ ہاتھ سے دریا کا گھاٹ دیں
ایک ایک مشت خاک جو ڈالیں تو پاٹ دیں

لشکر ابھی یہ کیا ہے کہ آئے ہیں کچھ سوار — فوجوں سے ہیں بھرے ہوئے صحرا و کوہسار
تا شام و کوفہ ایک ہے ہر شہر و ہر دیار — آئیں سمٹ کے سب تو نہ گیتی اٹھائے بار
ہو اس قدر رسد کی گرانی نہ مل سکے
غلے کا ذکر کیا کہیں پانی نہ مل سکے

ہم سب سے پہلے اسلئے آئے بصد شتاب — دریا کو تم پہ روک دیں قطرہ نہ پاؤ آب
کوثر ہے کچھ یہ نہر کہ مالک ہیں بوتراب — پیاسے مریں وہ ہے جنھیں بیعت سے اجتناب
پھر ہم کو کیا کہ بادشہ مشرقین ہیں
ہونگے اگر نبی کے نواسے حسن ہیں

www.emarsiya.com

بیکس کا ساتھ دیتے ہیں بچے ہو یا ماں ہو جائے کا خود اپنا بچانا تمھیں محال
بپھرے یہ سن کے ضیغمِ ضرغامِ ذوالجلال نعرے کئے کہ کانپ گیا وادیٔ قتال
وہ کیا یہ رُک سکتے تھے ساری خدائی سے
اٹھی ہزیر گونج کے نکلے ترائی سے

بولے یہ سب کو روک کے عباس نیکنام تھم جاؤ کیا ضرور ہے اس درجہ اہتمام
واجب ہے پردہ داروں کے خیموں کا انتظام ہے سامنے سے ان کا ہٹانا بھی کوئی کام
مزدور ہیں سدا کے سپاہی یہ کب کے ہیں
بھاگیں گے خود سنک میں کہ وحشی عرب کے ہیں

فرما کے یہ غضب میں چڑھائی جو آستیں تھرا گیا نہیب و جلالت سے دشت کیں
غصّہ میں صف شکن کی ہوئی پُر شکن جبیں ابن رکاب دب کے ہٹا رک گئے لعیں
قبضہ پہ ہاتھ رکھ کے بلِ ابرو پہ ڈال کے
دیکھا اسد نے صید کو آنکھیں نکال کے

جوابِ جنابِ عباس

جھپٹے پکڑ کے تیغ کو ہتوانس لی پسر دو لشکروں کے بیچ میں آکر یہ کرّ و فر
للکارے یوں کہ کون ہے تو اوزبوں سیر بڑھنا ہے گر تو بڑھ نہیں آپ کے ہم اُدھر
لازم ہے مرد کو جو کہے منہ سے کر مٹے
بس حد وہ ہے قدم نہ اُدھر سے اِدھر ہٹے

www.emarsiya.com

جاتی ہے آبرو نہیں تلوار کو سنبھال — اب منہ پہ اڑ رہا ہے دھواں کیوں اٹھا تو ڈھال
ساحل تک آئے فوج یہ کیا جان کیا مجال — کر دیں زمیں پہ خون کا چھلا دمِ جدال
رسی دراز بھی ہو تو سب بل نکال دیں
بھاگڑ میں جو گرے اُسے دریا میں ڈال دیں

اُو ضال اُو ذلیل تری آبرو ہے کیا — "خیمہ اُٹھا لو نہر سے" یہ گفتگو ہے کیا
آئیگی جو وہ کیا ہے یہ فوجِ عدو ہے کیا — کیا بھونکتا ہے او سگِ ناپاک تو ہے کیا
روکے جو بڑھ کے خیمۂ شاہِ دلیر کو
گردن پکڑ کے سامنے دوڑا دیں شیر کو

آگے ہمارے خیرہ سری جلد سر جھکا — تکتا ہے ساتھ والوں کو گردن ادھر جھکا
نامرد منہ چھپائے گا نیچے سپر جھکا — یہ آنکھ ہے علی ولی کی نظر جھکا
ضیغم ہیں جاں نثار امامِ دلیر کے
دیدوں کی خیر مانگ یہ ناخن ہیں شیر کے

ہونگے خیامِ آلِ پیمبر ترائی میں — اُترے ہیں شیرِ بیشۂ حیدر ترائی میں
آنا ہے سہل آئے تو لشکر ترائی میں — پل باندھ دیں سروں کے سر تر ترائی میں
آبِ رواں کو تیغ سے ٹھہرا دیں ٹوک کے
دیوار کر دیں نہر کو لاشوں سے پاٹ کے

رہزن ہیں جمع فرقۂ بے نام و ننگ کیا — جانیں یہ لوگ ساکھ سے لڑنے کا ڈھنگ کیا
ان کی سنان و نیزہ و تیر و تفنگ کیا — لڑکوں کا کھیل سا ہے یہ آلاتِ جنگ کیا
بچے بھی یاں کے غول میں ایسی بہیر کے
تیغوں کو رکھ دیں توڑ کے ڈھالوں کو چیر کے

www.emarsiya.com

ڈالیگا کیا کوئی ہر [illegible] شکر ہوا کی طرح
جھپٹیں جو تیغ اٹھا کے شہِ لافتا کی طرح
دھنس جائیں دل میں فوج کی خیبر کشا کی طرح

دم بھر میں وار پار ہوں دو ہاتھ چھوڑ کے
ڈھالیں یہ کیا پہاڑ کو در کر دیں توڑ کے

دشمن بہت ہوں رن میں کہ تھوڑے نہ تھم سکیں
جب تک کہ کوئی پاؤں نہ توڑے نہ تھم سکیں
تلوار کیسی یوں بھی بھگوڑے نہ تھم سکیں
کوڑا ابھی پکڑ لیں تو گھوڑے نہ تھم سکیں

بھاگڑ مچے شکست انھیں بے جدال دیں
میداں سے بھاگتا ہوا اگلہ نکال دیں

بے دیں ہیں سب عدو جو امام ولی کے ہیں
ہادی سے منحرف ہیں تو پھر کس گلی کے ہیں
بودے ہیں، لوگ کیا یہ تری اردلی کے ہیں
دونوں یہ ہاتھ زورِ تجسم علی کے ہیں

چوٹی پکڑ کے کوہ کی ریتی پہ کھینچ لیں
نیچا دکھا دیں چرخ کو گیتی پہ کھینچ لیں

عالم کے یادگار جری صاحبانِ فن
رن سورده جواں کہ لرزتا ہے جن سے رن
گردن کشانِ دہر عدو گیر صف شکن
سرہنگ، خانہ جنگ، سلحشور تیغ زن

سب ہیں جھکائے سر اسی دستِ بلند سے
دعویٰ ہے کچھ تجھے تو اتر پڑ سمند سے

آجم کے دو دو ہاتھ ہوں لے بڑھ کے میان سے
سبقت تو کر پھر آئے مزا امتحان سے
سب دیکھیں چوٹ چلتی ہے کس آن بان سے
کس کس چمک سے گرتی ہے برق آسمان سے

کھل جائے ڈر سے کتنے بھبک کے جواں گرے
پرزے پرے کے اڑ گئے کتنے کہاں گرے

www.emarsiya.com

پامرد کب ہے دور کی چل پھر سے گر پڑے
سر کے نہ پھر قدم سے قدم باندھ کر لڑے
جھپکے نہ آنکھ جب نظر سے نظر لڑے
تلواریوں چلے کہ سپر سے سپر لڑے
بڑھ جائے لطف کھاٹ سے تیغ آزمائی کا
لڑنے میں بیلیوں کے مزہ کیا لڑائی کا

چہروں پہ گل سے گھاؤ دکھائیں نئی بہار
زخموں کی بدھیوں کے پڑے ہوں گلو میں ہار
ڈھالوں پہ دونوں سمت سے پڑتی ہوئوں کی دھار
اڑتے ہوئے لہو میں شپا شپ رواں ہوں وار
دم لیں نہ جب تلک کہ زمیں آشنا نہ ہوں
مٹھی سے ہاتھ کٹکے بھی قبضے جدا نہ ہوں

گر یہ نہیں تو ہٹ تری جگ جدال کیا
سر کھپ لڑیگی ہم سے یہ فوج ضلال کیا
پوچھا اُن کے دل سے تیغ زنوں کا ہے حال کیا
جب کھنچ گئی تو پھر ہو نکاسی مجال کیا
ٹل جا بچالے جان ابھی لڑ کر مفر نہیں
او خانہ جنگ دیکھ یہ میدان ہے گھر نہیں

ہم شیر بیشۂ اسد قلعہ گیر ہیں
ہم سرفروشِ راہ خدائے قدیر ہیں
ہم جاں نثارِ خسروِ گردوں سریر ہیں
ہم ورثہ دارِ زورِ جنابِ امیر ہیں
ہم ہیں کہ چلنے دیں نہ کسی پر دغا کا زور
ہم ہیں علی کا زور علی ہیں خدا کا زور

وہ زور جس سے ساکنِ خیبر ہوئے ہلاک
اب تک وہ در کھلا ہے بندھی ہے جہاں میں دھاک
قوت دکھائیں لے کے جو نام علیٔ پاک
یوں ہاتھ پر زمیں ہو ہتھیلی پہ جیسے خاک
کرنا نہ ہو خراب جو دہر خراب کو
اسطرح رکھدیں پھر کہ نہ جنبش ہو آب کو

www.emarsiya.com

نازاس پہ کیا مدد کو سپاہ لشیر ہے — جوان میں ہے وہ ضال و ذلیل و حقیر ہے
کدّر بھری ہوئی یہی فوجِ امیر ہے — کعبہ پہ گر چڑھی ہے تو کیا، یہ بہیر ہے
لٹتے ہیں ناصران حرم بھی بھلا کہیں
غارت نہ کرے سب کو عذاب خدا کہیں

گو فوج اِدھر بہت ہے، اُدھر کم ہیں جاں نثار — پر ایسی چونٹیوں کی قطاروں کا کیا شمار
پاؤں سے روند ڈالیں گے شیرانِ روزگار — یہ بھی خبر نہ ہوگی پسے کب ستم شعار
مرنے میں دیر کیا کہ اجل سے قریں ہیں یہ
حشر ان کا دیکھنا حشرات زمیں ہیں یہ

لشکر فرات پائیگا بیخوف و بیم و باک — چاہیں جو او بخس ابھی قصہ ہو سب کا پاک
زندہ ہی گاڑ دیں اُسے دے جو مُشت خاک — فوج آئے نہر پر تو ڈبو کر کریں ہلاک
پانی میں بھر دیں ظلم شعاروں کو کھینچ کے
دریا کو بند کر دیں کناروں کو کھینچ کے

فوجیں جو دُور دُور فراہم ہیں وہ بھی آئیں — حیلہ ہے یہ بھی ایک کہ غلّہ کہاں سے پائیں
ہیں سب نمک حرام کڑی پڑ کے بھاگ جائیں — حاضر دم نوالہ ہوں منہ کام سے چرائیں
لڑنے کے بیحیا نہ کسی اور کام کے
پیٹوں میں ہیں بھرے ہوئے لقمے حرام کے

مرتد شریر دشمن اولادِ بوتراب — جنکے طریق زشت و زبوں میں گنہ ثواب
بدبخت شوم بوم سیہ بد تر از کلاب — ٹھہریں جہاں وہ مسکن آباد ہو خراب
غلّہ کی بیچ ہے واں ہو گرانی نہ مل سکے
ایسے وہ بخس تر ہیں کہ پانی نہ مل سکے

www.emarsiya.com

آئی ہے سب کے آگے جو یہ فوج پر دغل جائیگی یوں ہی پہلے جہنّم میں منہ کے بھل
دونوں جہاں پہ قبضۂ سرور ہے برمحل دریا بھی اختیار میں کوثر پہ بھی عمل
پڑھ کر درود سبطِ رسولِ انام کہہ
نامِ امام بے کے علیہ السلام کہہ

مانا نہ کچھ نبی سے نہ تجھکو خدا سے کام کلمہ یزید پڑھتا ہے کس کا بتا تو نام
حیرت کی جا ہے سب ہیں شریک امیر شام عبرت کی جا ہے ہم نہ کریں نصرتِ امام
مرتد ہے وہ یہ جانِ رسولِ کریم ہے
وہ قطرۂ نجس ہے یہ دُرِّ یتیم ہے

بیکس کا ساتھ دینے میں سوچے ہیں جو مآل او بدمآل بالجد اجل وہ کہے گا حال
کردیگا ہم کو سایۂ طوبیٰ وہاں نہال پھونکے گی تجھکو آتشِ صد قہرِ ذوالجلال
کعبہ ہے اس طرف تری جانب کنشت ہے
دوزخ ترا مکاں ہے گھر اپنا بہشت ہے

بچنا محال شرکا ہے کیوں بانیٔ جفا ممکن نہیں ہے کیا کہ اُلٹ جائے کربلا
جانیں بچالیں پہلے خود اپنی تو اشقیا گھیرے انھیں عذابِ الٰہی ہے برملا
بھاگے بھی راستہ کسی جانب نہ پاسکیں
بس ایک رہ اجل ہے کہ دوزخ میں جائیں

جھومے یہ کہہ کے غیظ میں عباس نامور تھرا گئی سپاہ دیا وہ زبوں سیر
نکلے صفوں سے چھوٹ کے کئی سو سوار ادھر کہنے لگے ہیں آپ اسد اللہ کے پسر
قائل ہیں سب حضور جری ہیں دلیر ہیں
ہم بھی دمِ مقابلہ میداں کے شیر ہیں

www.emarsiya.com

ڈرامائی مکالمے

فرمایا "پھر دیکھتے ہو کیوں صورت شغال" بولے "بس اب بڑھے" تو صدا دی بصد جلال
"ہٹ جاؤ سب" یہ سنکے پکارے وہ بد خصال "لے لیں گے ہم فرات کو" ڈانٹا کہ "کیا مجال"
واں غل ہوا کہ ٹوک لیں شیر عریں کو ہم
گر جا ہزبر ادھر کہ الٹ دیں زمیں کو ہم

"بڑھکر کہا گھٹا سے اب اڈیگی فوج شام" آواز دی جری نے کہ "بجلی ہے یہ حسام"
بھونکے وہ سگ "ترائی سے کیا آپکو ہے کام؟" گونجا اسد "یہ شیروں کے رہنے کا ہے مقام"
چنگھاڑے سب وہ دیو کہ "گھوڑے اٹھاتے ہیں"
نعرہ کیا "تم آؤ گے کیا لو ہم آتے ہیں"

جنگ

یہ کہہ کے اس جلال میں جھپٹے کہ الحذر بولے یہ ان سے ابن رکاب آکے جلد تر
الجھو نہ اس اسد سے سرک جاؤ سب ادھر میں لے کے ساری فوج کو ہوتا ہوں حملہ ور
وہ شیر ہے کہ مثل نہیں کائنات میں
تم جا کے گھوڑے ڈالدو نہر فرات میں

www.emarsiya.com

تدبیر یہ ہے واں جو ہیں مردان سرگزار　　سبقت نہ تم نے کی تو نہ وہ بھی کرینگے وار
پھر کیا رکوگے سو سے بہت کم وہ، تم ہزار　　یوں نہر پر لڑے تو بری ہوگی کارزار
سنتے ہی بس کہ ہر اک یل بیداد گر بڑھا
وہ اس طرف کو بڑھ گئے لشکر ادھر بڑھا

عباس نامور نے یہ شیروں کی دی صدا　　لینا انھیں سنبھلنے نہ پائیں یہ اشقیا
ہوتا ہے دیکھو خیمہ اطہر وہاں بپا　　ترہو نہ ان کے خون نجس سے کہیں وہ جا
تلوار ماریو نہ کسی روسیاہ کا
ڈھالوں کی اوجھڑوں سے بھگا دو سیاہ کو

سنتے ہی نعرہ زن ہوئے جھپٹے دلیر ادھر　　رستے ہی میں وہ تھے کہ سروں پر تھے شیر نر
ڈالا کسی نے ہاتھ کسی کی لجام پر　　منہ پر کسی فرس کے کسی کی پڑی سپر
پھینا کسی نے گرز کسی زورمند سے
کھینچا کسی نے بڑھ کے کسی کو سمند سے

پکڑا گلا کسی نے کسی بدشعار کا　　پہنچا لیا کسی نے کسی نابکار کا
جھٹکا کسی نے ہاتھ کسی شہسوار کا　　توڑا کسی نے پاؤں کسی راہوار کا
پھینکی کسی جری نے عناں کوئی توڑ کے
پٹکا کسی نے رخش کو گردن مروڑ کے

تن کر کسی کی ابن مظاہر نے لی کماں　　پھینی ہلال نے کوئی شمشیر جاں ستاں
ضرغامہ و اسد نے بھی ڈانٹا جو ناگہاں　　کانپے فرس لرز گئے نیزے جھکے نشاں
کی بڑھ کے صبح سعد نے ہر نحس شام کی
گھوڑوں کی تو تمامہ نے ترکی تمام کی

www.emarsiya.com

اکبر جو نیزہ داروں کی جانب جھپٹ کے آئے
بے جنگ بند بند لعینوں نے تھرتھرائے
قاسم کے ڈر سے تیغ زنوں نے یہ منہ چرائے
گھونگھٹ سیاہ کھا گئی ڈھالوں سے رخ چھپائے
زینب کے لال جھپٹے جدھر مار دھاڑ میں
تھرا کے بھائی چھپ گیا بھائی کی آڑ میں

حربے سنبھالتے کوئی کیونکر وہ اشقیا
مہلت بھی اتنی تھی کہ ہلاتے وہ دست و پا
یوں آ پڑے جری کہ نہ ثابت ہوا ذرا
یہ شور ادھر سے تھا کہ کب آئے ہو ایہ کیا
شیروں سے معرکہ ہے بڑھیں کیا لڑائی میں
گھوڑے تو اب قدم نہیں دیتے ترائی میں

بھاگے بری طرح سے سواران خود پسند
سب کاٹھیاں جھکی ہوئی بھڑکے ہوئے سمند
پنجی ہر اک رکاب ادھر کی اُدھر بلند
سالم تھی کوئی باگ نہ پوری نہ زیر بند
زرہوں کی طرح زین کے دامن پھٹے ہوئے
دونوں طرف لٹکتے تھے جوشن کٹے ہوئے

یاں تو یہ معرکہ ہوا اور واں بن رکاب
سب فوج سے بڑھا ہے بصد رنج و پیچ و تاب
مڑ مڑ کے کہہ رہا ہے کہ یارو بڑھو شتاب
جھپٹو سنبھلنے پائے نہ فرزند بوتراب
کوئی مدد کو آ نہ سکے یوں جدال ہو
اس طرح گھیر لو کہ نکلنا محال ہو

غازی نے اسکی ہرزہ درائی سنی جب
نعرہ کیا وہیں سے سنبھل او عدوئے رب
شیر آ پڑا شکار پہ کیونکر رہے وہ اب
دستانہ مارا منہ پہ فرس کے بصد غضب
مہلت نہ دی سنبھلنے کی خانہ خراب کو
گھوڑے سمیت اٹھا لیا ابن رکاب کو

www.emarsiya.com

لے دوڑے چاہتے تھے کہ پھینکیں لعیں کو دور ہاں ہاں کا شور کر کے بڑھی سب سپاہ زور
لپکے اٹھا اٹھا کے سنانوں کو بے شعور اُٹھا غریو میخ گیا ہنگامۂ نشور
دوڑے سوار دور سے گھوڑوں کو پھیر کے
غل تھا شکار چھین لو پنجے سے شیر کے

حربے کو دور دور اُٹھائے تھے کینہ خواہ پاس آ کے کیا مجال تھی روکے جو کوئی راہ
ہلچل تھی جس طرح سے کوئی قافلہ تباہ سردار کو پکڑ لیا اب کیا کرے سپاہ
سب مل کے حملہ ور ہوں تو افسر ہلاک ہو
ٹپکیں ابھی زمیں پہ تو پیوند خاک ہو

کوئی ہٹا بڑھ آیا پئے مکر و شر کوئی غل بھاگ کر مچانے لگا بد سیر کوئی
تقریر صلح کرنے لگا حیلہ گر کوئی گھبرا کے اس طرف کوئی دوڑا ادھر کوئی
سوچے کچھ اہل زور یہ تدبیر کام کی
دینے لگے صدا کہ دہائی امام کی

تڑپا بہت جو دست زبردست میں سمند جھٹکا دیا کہ ٹوٹ گیا جس سے زیر بند
گھوڑا چلا زمیں کو گرا وہ دغا پسند بھاگا جو ٹوٹتا ہوا غوغا ہوا بلند
دوڑے جھپٹ جھپٹ کے عدو ہر مقام سے
لی بڑھ کے تیغ تیز جری نے نیام سے

آ پہونچے اس طرف سے بھی جرار دوڑ کر تلواریں سب نے کھینچ لیں ایکبار دوڑ کر
پہنچے اُدھر سے بھی وہ جفاکار دوڑ کر نزدیک تھا کہ کرنے لگیں وار دوڑ کر
تھرائی ارض غلغلۂ کارزار سے
کانپا سپہر شور بگیر و بدار سے

www.emarsiya.com

اہل بیت کی حالت

یاں تو یہ معرکہ ہے اُدھر اہل بیت شاہ
مضطر ہیں سُن رہے ہیں جو غوغائے رزم گاہ
غصّہ نے کی بلندی محمل سے جو نگاہ
چلّائی پیٹ کر کہ دہائی ہے یا اللہ
ہے ہے یہ کیسی فوج ہے کون اہل جور ہیں
تلواریں کھنچ گئی ہیں لڑائی کے طور ہیں

بلوٰ ہے ہر طرف سے بڑھ آئے ہیں نابکار
باندھے ہیں سرکشی پہ کمر سب ستم شعار
برہم ہیں اِس طرف شہ بیکس کے جاں نثار
لو صاحبو وہ بڑھ گئے عباس نامدار
نیزے بڑھے ہیں واں سے کہ روکیں دلیر کو
جنگل کو زلزلہ ہے وہ غصّہ ہے شیر کو

لو اب صفوں پہ اکبر عالی ہمم چلے
قاسم بھی لو پہنچ گئے دونوں بہم چلے
لو قلبوں پہ لو عقیل کے اہل ستم چلے
لو سب اُدھر سے یا ورشاہ امم چلے
ہیں چاک آستینوں کے اوپر چڑھے ہوئے
لڑکے ہیں کچھ جوانوں سے آگے بڑھے ہوئے

بھاگا ہے کوئی افسر فوج دغا شعیم
جھپٹے ہیں اس پہ عون و محمد بصد حشم
غصہ ہے ننھے ہاتھوں میں ہیں ننھے علم
بڑھ بڑھ کے تھام لیتے ہیں اکبر جو دمبدم
کرتے ہیں عرض چھوڑئے خود سر پہ جا پڑیں
بچے مچل گئے ہیں کہ لشکر پہ جا پڑیں

www.emarsiya.com

ہے ہے کوئی جوان میں سے زخمی ہوا کہیں — کیا جانئے کہ روئیں گے کتنا امام دیں
رنگ اڑ گئے یہ سنتے ہی کانپی ہر اک زمیں — غل پڑ گیا دہائی ہے یا ختمِ مرسلیں
رد کیجئے اس امت بد کی بہیر کو
بھجوائیے نجف سے جناب امیر کو

باشندے یاں کے جو ہیں بلاؤ انھیں ذرا — پوچھو تو بیخطاؤں نے کی کون سی خطا
اترے نہیں ابھی کہ چڑھ آئے ہیں اشقیا — پر دیسیوں پہ کیا سببِ بدعت و جفا
جنگل میں تھی مقام مسافر کا شاق ہے
کیوں رہنے والو کیا یہی رسمِ عراق ہے

خط لکھ کے کوفیوں نے بلایا تھا تب ہم آئے — دعوت میں کیا خبر تھی عداوت کی ہائے ہائے
عترت نبی کی بہر حمایت کسے بلائے — اے بے دیارو کون تمھاری مدد کو آئے
کیا رحم یاں گناہ ہے آلِ رسول پر
پہنچا دے ہم کو کوئی مزارِ بتول پر

بنت علی جناب زینب کا جلال

زینب بھی مضطرب ہوئیں سنکر یورش کا حال — پر یہ علی کی بیٹی ہیں غیظ آگیا کمال
بولیں نہ رووٴ صاحبو حامی ہے ذوالجلال — فضہ کدھر ہیں دیکھ تو عباس خوشخصال
جلدی مری طرف سے قسم دے پکار کے
بھیا بچھا دو فوج کو تلواریں مار کے

www.emarsiya.com

حیدر کی طرح بڑھ کے الٹ دو یہ رن ہے کیا
توڑو پروں کو مجمع پیماں شکن ہے کیا
روئیں بدن ہے کیا کوئی فولاد تن ہے کیا
تم سا بھی دوسرا کوئی شمشیر زن ہے کیا
عادی ہیں حرب و ضرب میں ڈھالو کی آڑ کے
دھنس جاؤ دل میں فوج کے بادل کو پھاڑ کے

قبضہ پکڑ کے صارمِ خارا شگاف کا
منہ پر چکوں سے توڑ دو اہلِ گزاف کا
باقی رکھو نشاں نہ سپاہِ خلاف کا
طبقہ الٹ پلٹ دو زمینِ مصاف کا
رن ہو، نہ دشت ہو، نہ ترائی، نہ گھاٹ ہو
کوسوں تک ایک خون کی ندی کا پاٹ ہو

دشمن ہر اک ہے خسرو عالی جناب کا
بھاگے ستر کو غول سپاہِ عذاب کا
دکھلا دو زورِ ضربِ ولایت مآب کا
ستھراؤ کر دو لشکر خانہ خراب کا
یوں فوج بول جائے کہ رن کانپنے لگے
بولے رن اسطرح سے کہ بن کانپنے لگے

باطل پرست ہیں کوئی حق بین نہ حق پژوہ
جلدی مٹا دو لشکر مغرور کی شکوہ
یوں گھیر لو کہ بھاگنے پائے نہ یہ گروہ
اس طرح حملہ ور ہو کہ مثلِ صدائے کوہ
نعروں کیساتھ ظلم کا بن بولنے لگے
جب غل علی علی کا ہو رن بولنے لگے

پنجوں سے تیغیں چھین لو پہونچے مروڑ کے
پٹکو نشان پھینک دو نیزوں کو توڑ کے
صفین میں یہی تھے کہ جی چھوڑ چھوڑ کے
کیا کیا صفوں سے بھاگے تھے منہ موڑ موڑ کے
کیوں یاد ہے وہ رن سے پلٹنا ظفر کیساتھ
بھیا تم ان سے لڑ بھی چکے ہو پدر کیساتھ

www.emarsiya.com

سمجھے ہیں کیا وہ گو ہے غربت وطن نہیں کوئی معین حالتِ رنج و محن نہیں
دنیا سے اُٹھ گئے شہِ خیبر شکن نہیں تنہا ہیں اب حسین کے سر پر حسن نہیں
کوئی نہیں ہے رونے کو خواہر تو ساتھ ہے
تم سا جوان شیر برادر تو ساتھ ہے

اکبر سے مڑ کے کہدو کہ اے میرے گلعذار بڑھنے دو اپنے دو نو غلاموں کو میں نثار
بھاگا ہے سر گروہِ سیاہِ ستم شعار بچے یہ شیر کے ہیں نہ روکو دمِ شکار
گھس کر صفوں میں کاٹ کے فوجِ ضلال کو
گردن پکڑ کے لائیں گے باہر شغال کو

افسر ہے بزدلوں کا تو بزدل بھی ہے سوا لڑکوں کا ایک کھیل ہے لڑنا ہے اس سے کیا
روکا تو تھا اسی نے کہ خیمہ نہ ہو بپا دیکھو اب آکے یاں سے تماشہ لڑائی کا
لائینگے پر خطا کو عذابوں سے کھینچ کے
باندھیں گے بارگہ میں طنابوں سے کھینچ کے

تم چاہتے ہو رن کو نہ جائیں ہیں غور دسال سر پر ہوں، ان سے لڑکے جوانوں کی کیا مجال
تیغوں سے کھیلنے نہ لگیں ہاں رہے خیال لے لیجو ہاتھ سے جو اٹھالیں کسی کی ڈھال
آنکھیں دکھاتے رہیو ہے تا خبر انھیں
بہلا نہ لے وغا میں کوئی حیلہ گر انھیں

صدقے میں تیرے اے مرے بھائی کے آفتاب کتنے دل و جگر کو ہیں سو اس پیچ و تاب
سر ہو لے یہ مہم تو پلٹیو بصد شتاب تشویش ہے پھپھی کو پدر کو ہے اضطراب
خود جنگ کو نہ تیغ و سپر باندھنے لگیں
ایسا نہ ہو حسین کمر باندھنے لگیں

www.emarsiya.com

ڈھانپا یہ کہہ کے منہ جو بصد نالہ و فغاں بیٹھے تھے اٹھ کھڑے ہوئے سلطانِ انس و جاں
فرمایا دو نو لال ہیں وہ میرے تن کی جاں حاشا نہ لڑنے دونگا انھیں دھیان ہے کہاں
کیونکر جیوں جوان پہ کوئی پیچ آ پڑے
بچوں سے کھیلتے تھے کہ لشکر پہ جا پڑے

تم نے تو جوشِ غیظ میں ایسے کہے سخن میں جن کو سن کے کانپ گیا کیا کہوں بہن
سن لیں خدا نہ کردہ جو عباس صف شکن رہجائے پھر یہ اُمت محبوب ذوالمنن
دیکھو وہ اور وقت ہے جرأت کے واسطے
آیا ہوں میں تو انکی ہدایت کے واسطے

حسرت یہ ہے اُٹھا کے مروں بے شمار جبر تڑپے نہ روح جھیل لے یوں جان زار جبر
غصہ نہ آئے دل پہ کروں اختیار جبر صابر رہوں ہزار ستم ہوں ہزار جبر
بدلہ نہ ان سے لوں متمنّی اسی کا ہوں
بیٹا علی کا ہوں پہ نواسہ نبی کا ہوں

میدان میں جاکر امام حسین کا لڑائی روکنا

یہ کہہ کے چلے جانبِ میداں چلے امام آواز دی وہیں سے کہ اے ساکنانِ شام
ہٹ جاؤ سب کے سب نہیں ہو جاؤ گے تمام دیکھو ادھر ہم آتے ہیں عباس نیک نام
دو کو حسام تیغ علی کی قسم تمھیں
یہ قبضۂ علی ہے اسی کی قسم تمھیں

www.emarsiya.com

ہاں ہاں مرے ہزبرِ صفِ کارزار بس — اے شیرِ بیشۂ اسد کردگار بس
بس میرے یادگار جواں میں نثار بس — بس اے مرے برادرِ عالی وقار بس

یہ کیا ہیں، تم تو دیو فلک کو بھی ٹوک لو
پر آج مصلحت ہے کہ غصے کو روک لو

کیا ہے کہ برہمی کا خیال آگیا تمھیں — کس بحث پر یہ جوشِ جدال آگیا تمھیں
تکرار کیا تھی جس پہ ملال آگیا تمھیں — اُمت پہ بھائی جان جلال آگیا تمھیں

تا حدِّ صبر غیظ میں آنا نہ چاہیے
یہ وہ ہیں جن پہ ہاتھ اٹھانا نہ چاہیے

اے ثانیٔ علی تری شوکت کے میں نثار — اے میرے ذی حشم تری صولت کے میں نثار
اے میرے صف شکن تری جرأت کے میں نثار — اے میرے باوفا تری الفت کے میں نثار

اک دن کھلے گا ہے یہ بنا جس لڑائی کی
بھائی کی جان جائے گی چاہت میں بھائی کی

ان سے یہ گفتگو یہ طلاقت جو ہیں عوام — کیا جانیں یہ ذلیل فصاحت ہے کس کا نام
ان کور باطنوں میں فروغِ رخِ کلام — اندھوں کے سامنے ہے چراغِ مہ تمام

انساں نہیں، مُکرّ جو بصد انفعال ہوں
سمجھیں سخن وہ کیا جو بہایم خیال ہوں

ایذائے سید مدنی ان کا کام ہے — ہیں بدطریق بدچلنی ان کا کام ہے
طینت یہ ہے کہ دل شکنی ان کا کام ہے — عقرب کی طرح نیش زنی ان کا کام ہے

بھولے سے بھی نہ اہلِ وفا سے وفا کریں
بداصل ہیں کبھی نہ خطا سے خطا کریں

www.emarsiya.com

بگڑو نہ یہ تو جہل مرکب ہیں بے حیا باتوں کا جاہلوں کی برا ماننا ہے کیا
قول انکے نادرست ہیں فعل ان کے ناروا بندوں کا ذکر کیا ہے خدا سے کریں دغا

پہنچیں جو خاک ہو کے بھی دیو لعیں کی طرح
پھیلا دیں آسماں پہ مفاسد زمیں کی طرح

مرتد شریر دشمن آل رسول پاک کچھ بھی خدا سے خوف نہ ان کو نبی سے باک
بنیاد ظلم کھونے کو کرتے ہو گر ہلاک ظالم یہ ایسے ہیں کہ پس از قتل ہوں جو خاک

ہنگامہ خیز ظلم ہو اس خاکداں کی طرح
کرنے لگے زمیں بھی ستم آسماں کی طرح

یہ ہیں وہی جنھوں نے پیمبر سے کیا کیا پھر جب پیمبر اٹھ گئے حیدر سے کیا کیا
حیدر بھی رہ گئے نہ تو شبر سے کیا کیا شبر کے بعد بندۂ بے پر سے کیا کیا

شبر پہ اور نبی و علی پر ہوئے نہ تھے
اب ہونگے وہ ستم جو کسی پر ہوئے نہ تھے

خود بین ہیں، خود پسند ہیں، خود سر ہیں یہ لعیں ساری خدا کی خلق سے بدتر ہیں یہ لعیں
شیطاں کی طرح راندۂ داور ہیں یہ لعیں تم ہادیٔ جہاں ہو، ستمگر ہیں یہ لعیں

ہر طرح فکر ان کی ہدایت کی ہم کریں
اتنے ستم سہو کہ یہ ترک ستم کریں

لے لیں فرات ظالم بدخو نہ بولیں ہم ہونے نہ دیں خیام لب جو نہ بولیں ہم
سینے پہ کھائیں تیر سہ پہلو نہ بولیں ہم تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو بازو نہ بولیں ہم

گردن جھکا دیں خنجر جو نخوار کے تلے
ماریں نہ دم گلا ہو جو تلوار کے تلے

www.emarsiya.com

تقلید صبر و حلم پدر چاہیئے تمھیں — کرنا ہر اک بلا میں بسر چاہیئے تمھیں
شر ہو تو رفع شر پہ نظر چاہیئے تمھیں — دریا مقام شر ہے حذر چاہیئے تمھیں
ناحق فساد کیوں ہو ٹھہرنے کے واسطے
صحرا پڑا ہوا ہے اترنے کے واسطے

خالی جو خرخشے سے ہو وہ جا ملے کہیں — ریتی ہو یا ترائی ہو پروا ہمیں نہیں
آئے ہیں اپنی راہ چلے جائیں گے لعیں — سر پہ اٹھا کے کیا کوئی لیجائیگا زمیں
یہ لوگ چند روز معیّن ہیں کام پر
تم تو رہو گے حشر تلک اس مقام پر

ٹھہرو حبیب عون کو جعفر کو روک لو — جعفر بڑھو نہ قاسم بے پر کو روک لو
قاسم تھمو تھمو علی اکبر کو روک لو — اکبر تمھیں ہر اک مرے دلبر کو روک لو
بچوں کو جوش غیظ ہیں بیحد بڑھے ہوئے
رو کو ہیں سب سے عون و محمد بڑھے ہوئے

اے وہب اے ظہیر حق آگاہ و حق شناس — دونو کو تم میں دو کہ تھیں اب وہ نیک اساس
کیونکر رکے گا حملۂ افواج بے قیاس — بچے ہیں گودیوں میں اٹھا لاؤ میرے پاس
بہلاؤ اس طرح سے کہ غصہ کو ٹال لیں
مچلیں اگر تو اکبر مہرو سنبھال لیں

کہتے ہوئے یہ شاہ تو پہنچے اُدھر، یہ کب؟ — تلواریں ڈھالیں دونو طرف اٹھ چکی تھیں جب
سینوں سے کچھ ہی دور سنانیں تھیں سب کی اب — سب ضرب پر تلے تھے کہ چل جائیں وار اب
سن کر صدائے شاہ بس اک ساتھ رک گئے
یہ معجزہ تھا دونوں طرف ہاتھ رک گئے

www.emarsiya.com

سب جھک گئے نشان جو اس فوج میں علم
پکڑے زمیں سے گھوڑوں کے بڑھتے ہوئے قدم
یہ شیر چابنے جو لگے ہونٹھ دم بدم
جلد آئے بڑھ کے بیچ میں شاہنشہِ اُمم
فرمایا پیار سے انھیں تم بے قصور ہو
ڈانٹا انھیں غضب میں کہ ہٹ جاؤ دور ہو

تم کو بھی یہ مجال ہوئی کیوں سرانِ شام
یوں آ گئے مقابل عباس نیک نام
سنتے تھے ہم وہ ہرزہ سرائی کے سب کلام
ابن رکاب کیا ترے منہ میں نہ تھی لگام
کیوں کچھ مزا بھی ٹوک کے پایا دلیر کو
منہ زوریاں دکھا کوئی سکتا ہے شیر کو

تو کیا فرس تھا کیا ترا او گرد خیرہ سر
یہ وہ ہزبر ہے کہ الٹ دے جو دشت و در
کیوں سامنے سے ہٹ نہیں جاتا زبون سر
جویا تری ہے خوں میں وہ ڈوبی ہوئی نظر
چھپ جا کہیں بچا کے نگاہِ دلیر کو
پنجے سے صید چھٹ گیا غصہ ہے شیر کو

اللہ ری نہیب جگر بندِ بوتراب
میداں سے دور ہٹ گئے سب خانماں خراب
عباس نامدار کی جانب چلے جناب
بولے پہنچ کے جانے دو بھائی بس اب عتاب
ڈنکا تمھاری فتح کا ہے ہر مقام میں
یہ فوج کیا ہے تیغ کو رکھ لو نیام میں

کیوں چابتے ہو غیظ سے ہونٹھوں کو بار بار
اب کس پہ خشم بھاگ گئے سب ستم شعار
وہ نہر پُر فضا ہے، یہ صحرا ہے پُر بہار
دیکھو نہ ہر جگہ پہ تمھارا ہے اختیار
باقی نہیں ہے دخل کسی روسیاہ کا
لو چل کے اہتمام کرو خیمہ گاہ کا

www.emarsiya.com

لیس ہیں سمجھ کے چڑھ آئے تھے اہل شر — سمجھے نہ تھے کہ ساتھ ہیں عباس نامور
تے ہوئے یہ آئے جو حضرت قریب تر — بس سر جھکا کے رہ گیا حیدر کا شیر نر
غصہ ہوا فرو کہ اثر تھا کلام میں
باتوں میں لیکے تیغ بھی رکھدی نیام میں

دست ادب کو جوڑ کے بولا وہ باوفا — خادم ہوں جاں نثار ہوں میں یا شہ ہدا
اب کیا لبِ فرات جو خیمہ ہوا بپا — تلوار چل کے نہر جو ملتی تو لطف تھا
بھاگی ہوئی سپہ میں غل اٹھتا دہائی کا
پھر ان کو حوصلہ تو نہ پڑتا لڑائی کا

ہوتا اگر نہ پاس شہنشاہ نیک ذات — کہتے یہ میرے منہ پہ کہ لے لیں گے ہم فرات
کیا ان کی ہست و بود تھی کیا انکی کائنات — پھرتا سروں سے پاٹ کے سر چشمۂ حیات
یوں ملتی جائے امن کسی بدصفات کو
کچھ بس نہیں اب آ کے وہ لے لیں فرات کو

یہ کہہ کے آبدیدہ ہوا وہ فلک حشم — رونے لگے قلق سے شہنشاہ باکرم
فرمایا پیار کر کے برادر نہ کھاؤ غم — آتا ہے وہ بھی وقت نہ روکیں گے تم کو ہم
کیوں آج اتنا جبر تمہیں ناگوار ہے
بھیا اسی میں مصلحت کردگار ہے

واقف ہوں میں جو کچھ شدنی ہے کہ ہوں امام — دیکھو وہ جلتی ریت ہے ہونگے جہاں خیام
لشکر یہ کیا ہے ہوگا وہ فوجوں کا اژدحام — چھپ جائیگی یہ نہر یہ صحرا یہ بن تمام
کانپے گا دشت بار سپاہِ کثیر سے
گردوں ہلے گا غلغلۂ دار و گیر سے

www.emarsiya.com

وہ رن وہ گرد ناموروں کے قصب ہجوم
اے صفوں ہونگے دلیران شام و ر
میداں میں امتحان شجاعت کی ہوگی دھوم
اس دم بڑھو گے یوں کہ ہلے گی یہ مرز
غل ہوگا دیکھ کر علم سبز فام کو
بیٹا بلند کرتا ہے بابا کے نام کو

کوفی و اصفہانی و شامی و خیبری
سب ہونگے یک زباں کہ یہ ہے زور حیدر
ہر ضرب پر پڑیگی دلوں میں وہ تھرتھری
جرأت کو مان جائیں گے عالم کے سب جری
تنہا بھگا کے سب سپہ بدصفات کو
دو بار چھین لو گے تم ان سے فرات کو

ان معرکوں میں جنگ ہے بہتر کی یہ جدال
لڑنے کی وہ جگہ ہے کہ یہ میرے نونہال
قدموں پہ سر جھکا کے یہ بولا علی کا لال
آقا غلام صدقے ہو اب کچھ نہیں ملال
پائی مراد کیوں نہ خوشی آشکار ہو
مژدہ ملا کہ جان بھی جس پر نثار ہو

غازیوں کا خیمہ میں آنا

سنکر یہ سب کو دے کے تسلی جدا جدا
بھائی کو ساتھ لے کے پھرے شاہِ کربلا
دونوں طرف تھے یاور و انصار و اقربا
ریتی پہ آکے خیمۂ اقدس ہوا بپا
پردہ ہوا حسین کے خود اہتمام میں
ناقوں سے بی بیاں اُتر آئیں خیام میں

www.emarsiya.com

داخل ہوئے حرم میں خدیو فلک پناہ ہمراہ آئے سارے عزیزان عرش جاہ
رنج و الم سے جو دل بھرے تھے تو سب اہلبیتِ شاہ منہ وارثوں کے دیکھ کے روئے بہ اشک و آہ
تڑپا رہی تھی قلب کو ایذا جدائی کی
زینب نے سر لگا دیا چھاتی سے بھائی کی

اکبر کے گرد پھرنے لگی بانوئے حزیں زینب کے لاڈلوں کی بھی بھک کے بلائیں لیں
قاسم کے پیار کرنے کو ماں آ گئی قریں مسلم کے بھی یتیموں کے چومے رخ و جبیں
رو کر چچا کے پاس سے کبرا جو ہٹ گئی
دامن سے بڑھ کے بالی سکینہ لپٹ گئی

سجدے میں کبریا کے جھکی کوئی دل کباب کرنے لگی دعا کوئی غمگیں با اضطراب،
صدقہ اتارنے کوئی پہنچی کہیں شتاب اسپند لائی کوئی کسی جا رہی نہ تاب
رو کر کسی نے شکر کیا کارساز کا
ساماں کسی طرف ہوا نذر و نیاز کا

دیکھا جو اضطراب تو بولے شہ زمن ان مضطروں پہ رحم کر اے ربِ ذوالمنن
زینب کئی ہزار تھے واں جمع تیغ زن جاتا نہ میں تو خیر پلٹتے نہ اے بہن
خود ہٹ گئے وہ کچھ انہیں غصے میں جان کے
ورنہ یہ منچلے تھے بھلا کس کی مان کے

ہوتا خدانخواستہ زخمی کوئی اگر مر جاتیں سب یہ غمزدیاں پیٹ پیٹ کر
شکر اس کا ہے کہ ہو گیا خیر آج رفع شر روتا ہوں کر کے حالت انجام پر نظر
بیکس ہوں منہ نہ اشکوں سے دھوؤں تو کیا کروں
بولو تمہیں بہن میں نہ روؤں تو کیا کروں

www.emarsiya.com

گر یہ کہوں کہ بھیجدوں سب کے کفن — واں بھی ہے ان کو کون سوائے غم و محن
اندیشے لاکھ طرح کے آتے ہیں اے بہن — وہ وقت ہے کہ رحم کرے رب ذوالمنن
کھل جائے گا کریں گے جو کچھ دلفگار سے
دنیا پھری ہوئی غریب الدیار سے

مظلوم ہوگا مجھسا بھی کوئی جہاں میں کم — لاکھ آفتیں وہیں ہیں رکھو جس جگہ قدم
یہ آج کا تو کچھ بھی نہ تھا صدمہ و الم — دسویں کو دیکھنا کہ جو آئینگے غم پہ غم
گھر خاک میں ملے گا علی و بتول کا
ہوگا وہ دن تباہی آل رسول کا

اس روز غم سے بحر و جبل تھرتھرائیں گے — سب وحش و طیر خاک سروں پر اڑائیں گے
نالے جن و ملک کے کلیجے دکھائیں گے — سکانِ آسمان و زمین کو غش آئیں گے
کانپے گا عرش چرخ، بریں خون روئے گا
غل بر و بحر میں مرے ماتم کا ہوئے گا

بولی یہ منہ کو پیٹ کے زینب بصد بکا — اب تاب ضبط کی نہیں دل کو یہ کیا کہا
ان یاس کے بیانوں پہ مانجائی ہو فدا — کیوں مرگئی نہ لے کے بہن آپ کی بلا
ساماں کچھ اور پھر گئے آنکھوں کے سامنے
ہے ہے یہ کس غضب کی خبر دی امام نے

اس رفع شر کو آج کی سمجھی تھی میں ظفر — باقی فساد ہے ابھی اسکی نہ تھی خبر
وابستہ آپ ہی کے ہے دم سے تمام گھر — اب آس ٹوٹی جاتی ہے یا شاہِ بحر و بر
نازک ہیں دل یتیم ہیں ماتم میں باپ کے
ان کی تو زندگی ہے سہارے پہ آپ کے

www.emarsiya.com

یہ کہہ کے پیٹنے لگی سر بنت مرتضیٰ — فریادِ اہلبیت سے محشر ہوا بپا
غل پڑ گیا کہ وا علیا وا محمدا — بچے بھی ہم سہم کے کرنے لگا بکا
روئی سکینہ جان جو ایک حال زار سے
عباس نے اٹھا لیا گودی میں پیار سے

فرمایا پیار کر کے کہ تم کیوں ہو بیقرار — بچوں کو کیا اگر کوئی گھر میں ہوا شکار
کھیلو ادھر نہ جاؤ اُدھر کو چچا نثار — تم تو ہماری بیٹی ہو روؤ نہ زینہار
کہنے لگی پھر آپ کہیں تو نہ جائیں گے
فرمایا پیاسی ہوگی تو پانی لے آئیں گے

شان خیمہ حسین اور چھٹی محرم تک کی کیفیت

مقتل میں جب پہنچ گئے شبیر نیک نام — ریتی پہ ہٹ کے نہر سے برپا ہوئے خیام
یوں اترے ناصرانِ خدا یوذہ الاحترام — ہالہ تھا گرد بیچ کا خیمہ مہ تمام
شمسے کی ضو نے بڑھ کے سپہر خراب پر
سونا چڑھا دیا کلس آفتاب پر

خیمہ وہ سبز گنبد اخضر کا ہے جواب — سمجھو نہ سائباں اسے رحمت کا ہے حجاب
گیسوئے حورِ خلد بریں ہے ہر اک طناب — جھالر وہ جس سے ماند ہو مقیش آفتاب
پھیلی ہوئی ضیا ہے تمام ارض پاک پر
قدرت خدا کی عرش اتر آیا ہے خاک پر

www.emarsiya.com

اُتری کنار نہر ادھر سب سپاہ شام — زرد و کبود و سُرخ بپا ہو گئے خیام
فوج اور آگئی تو ہوا اور ازدحام — صحرا سیاہ نشانوں سے کالا ہوا تمام
آ پہنچا ابن سعد جو کوفے کی راہ سے
کثرت سپہ کی بڑھ گئی حدِ نگاہ سے

یاں تک تو سب پہ دوسری تاریخ کا تھا حال — پوچھو چھٹی تلک کا نہ احوالِ غم مآل
ہر روز اک نئی تھی مصیبت نیا ملال — آخر گھرا سیاہ میں خیر النسا کا لال
روداد اب سنو شبِ ہفتم کے حال کی
یہ دوسری جدال ہے حیدر کے لال کی

www.emarsiya.com

جدالِ شب ہفتم

عنوان

اے تیغ طبع ہاں ابھی اور آبدار ہو — برہم زنِ دو معرکۂ گیر و دار ہو
سرگرم سرفشانیٔ ارباب نار ہو — میداں یہ دوسرا ہے غضب ذوالفقار ہو
لڑتے ہیں مرتضیٰ یہ عیاں سب جہاں پہ ہو
لاسیف ولافتیٰ کی پکار آسماں پہ ہو

تھی وہ جدا مصاف یہ اب ہے وغا جدا — وہ جا جدا تھی رد و بدل کی یہ جا جدا
وہ ماجرا جدا تھا یہ ہے ماجرا جدا — کھینچا ہے تیغ تیز کا نقشہ جدا جدا
اُس جنگ سے بڑھی ہوئی تجھ یہ جدال ہے
کھنچنے کا وہ بیاں تھا یہ چلنے کا حال ہے

دونوں رہیں گے معرکے عالم میں یادگار — اس دن کی گیر و دار اور اس شب کی کارزار
کیا دور ہے کہ اب جو چلے تیغ آبدار — تاباں ہو تیرگی میں سوا برقِ شعلہ بار
دہشت سے یوں فرقت ہر فرق دن کھلے
رہ رہ کے جب چمک ہو تو چھپ چھپ کے رن کھلے

www.emarsiya.com

مشتاق سب ہیں، دل میں بڑھی ہے امنگ اور — یہ اور معرکہ ہے، یہ حالاتِ جنگ اور
اب مرثیہ ہی اور ہے، پڑھنے کا ڈھنگ اور — تب لطف ہے رخوں پہ جب آجائیں رنگ اور
خامہ جدال لکھتا ہے خوں ریزات کی
شنجرف میں ملا دو سیاہی دوات کی

شبخوں کے لئے فوج یزید کا بڑھنا

شبخوں کے لوگ گھوڑوں کو دوڑائے آتے ہیں — خفاشِ تیرہ روز ادھر چھائے آتے ہیں
اُس دن جو بھاگ نکلے تھے جھنجھلائے آتے ہیں — غصے میں سب وہ کلب ہیں لو لائے آتے ہیں
کیا ڈر کہ باخبر ہیں اسد فوج شاہ کے
دیکھو تو کیسے پھٹتے ہیں بادل سیاہ کے

شیر خدا کے شیر ہیں عباس نامدار — لاکھوں میں اک دلیر ہیں عباس نامدار
کیوں کر تے آپ دیر ہیں عباس نامدار — بڑھیے کہ سب یہ زیر ہیں عباس نامدار
بھاگیں تو بھاگتے نہ اندھیرے میں بن پڑے
ہاں لیلۃ الہریر سے بڑھ کر یہ رن پڑے

وہ وقت یاں تھا دن سے جو پانی ہوا تھا بند — اک شور العطش کا صغیروں میں تھا بلند
اور ادِ شب کو پڑھتے تھے سلطانِ ارجمند — جلد آئے سامنے سے حبیبِ وفا پسند
کی عرض بڑھ کے عبد جو بڑھتے آتے ہیں
کیا حکم ہے حضور عدو بڑھتے آتے ہیں

www.emarsiya.com

تسبیح رکھ کے آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ — تشویش کا محل نہیں کچھ دھیان میں نہ لاؤ
اچھا وہ بڑھتے آتے ہیں عباس کو بلاؤ — دیکھو تو کیا مشیت باری ہے غم نہ کھاؤ

حافظ خدا ہے کیا ہیں وہ مرتد جفا پرست
دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر ست

دریا سے جا کے ہم نہ اٹھا لاتے گر خیام — واں تھی مجال بھی کہ اتر سکتے اہل شام
دیدیں ہم ان کو نہر کہ جاری ہو فیض عام — پانی بھی وہ نہ دیں ہے مروّت اسی کا نام

محسن کشی بھری ہے ہر اک طبع زشت میں
بے شرم ہیں حیا نہیں ان کی سرشت میں

اُس دن نہ اپنے شیر کو ہم ٹال لاتے گر — زندہ بھی چھوڑتے انھیں عباس نامور
سمجھا کے کس طرح سے کیا تھا وہ رفع شر — بدلہ اسی کا ہے کہ بڑھے ہیں چوپھر ادھر

کیوں دل ملول رکھ کے وہ عالی مقام ہو
لڑ لینے دو بس اب کہ یہ جھگڑا تمام ہو

کیا ڈر ہے تیغ زن ہیں کہ ناوک فگن لعیں — آتا ہے وقتِ سرزنشِ دشمنان دیں
کھائے تو کوئی چوٹ وہ ضرغام خشمگیں — سن لیجیو الٹ دیا جھنجھلا کے دشت کیں

مانے گا روند کر بھی نہ لاشوں کے ڈھیر کو
پھر تب رکے گا جب ہمیں روکیں گے شیر کو

یاں ہے یہ ذکر واں وہ علمدار ذی حشم — لوہے میں غرق مثلِ علی سر سے تا قدم
کاندھے پہ ڈھال ہاتھ میں شمشیر برق دم — پھرتے ہیں گردِ خیمۂ ناموس محترم

غیر آ نہ جائے کوئی یہ ہر سُو تلاش ہے
چیتے ہوئے ہیں نعرۂ ہشیار باش ہے

www.emarsiya.com

آجاتے ہیں قریب طلایہ کے لوگ اگر — خود بڑھ کے ٹوکتے ہیں کہ "کون آتا ہے ادھر"
کہتے ہیں وہ کہ "ہم ہیں غلامان باخبر — کیا جان اور کی ہے کہ آجائے بے خطر
بے اذن بڑھ کے پاؤں لرزتے ہیں دور سے
فوجوں کے دل دہلتے ہیں نام حضور سے"

پھرتے ہیں واں سے پھر تو کبھی کھا کے پیچ و تاب — کرتے ہیں ہاتھ اٹھا کے نجف کی طرف خطاب
بابا مری مدد کے لئے آیئے شتاب — سب تشنہ لب ہے آلِ رسول فلک جناب
کس طرح لڑ کے لے لوں فرات اہل شام سے
دلوایئے غلام کو رخصت امام سے

آئے حبیب لیگئے غازی کو شہ کے پاس — بولے یہ اشک بھر کے شہنشاہ حق شناس
تم نے سنا بڑھی ہے اِدھر فوج بے قیاس — شبخوں کا قصد رکھتے ہیں اعدائے بد اساس
غل ہے خیام بیکس و تنہا کو چھین لو
اب ہم یہ تم سے کہتے ہیں دریا کو چھین لو

جب تک امید صلح تھی جھیلے بہت ستم — لے آئے خود اٹھا کے یہاں خیمۂ حرم
دریا بھی اس لحاظ سے چھوڑ آئے ان پہ ہم — کیا ہوگی ساری نہر بہت وہ ہیں ہم ہیں کم
بدلہ اسی کا ہے یہ بدی نیک بات پر
سقہ بھی کوئی جا نہیں سکتا فرات پر

اس دن کی زک اٹھائے ہیں یہ بانیٔ فساد — آج اب لڑیں تو بھاگنے پائیں نہ بدنہاد
کثرت پہ اپنی بھولی ہے فوج بن زیاد — وہ معرکہ پڑے کہ رہے کچھ دنوں تو یاد
اب کون تم سا بعد خدا کے ولی کے ہے
جانیں تو کوئی شیر بھی گھر میں علی کے ہے

www.emarsiya.com

موقعہ وہ اور تھا تمھیں روکا تھا ہم نے جب — قبل از وقوعِ جرم مناسب سزا تھی کب
ورنہ ہم اور دیکھتے یہ صدمہ و تعب — پانی بھی بند ہو گیا بچوں پہ ہے غضب
اے ثانیٔ علی تری ہمت کا وقت ہے
وہ وقت صبر کا تھا یہ جرأت کا وقت ہے

لڑلو کہ اب سپاہ میں نامی جواں ہیں جمع — عالم کے پُردلان و تہور نشاں ہیں جمع
شہرہ ہے جن کے زور کا وہ پہلواں ہیں جمع — دعوے میں جرأتوں کے پئے امتحاں ہیں جمع
ارماں تمھیں سے سب کو ہے تیغ آزمائی کا
یہ جنگ فتح ہو تو مزا ہے لڑائی کا

سب اپنے اپنے نام کے جویاں ہیں بدصفات — کچھ وہ نہ اٹھ رہیگی ہے جو جس کی کائنات
یہ گھر شجاعتوں سے ہے مشہور شش جہات — اللہ مرتضےٰ کے گھرانے کی رکھ لے بات
لائیں کہاں سے آج اسدِ کردگار کو
ہوتے نہ تم تو کھینچتے ہم ذوالفقار کو

سننا تھا یہ کہ سرخ ہوا رخ پہ رعب و تاب — آلودۂ شفق نظر آیا اک آفتاب
دیکھا جلال میں طرف تیغ برق تاب — کی عرض کچھ حضور نہ فرمائیں اضطراب
یہ تو مری مراد ہے کام آپ کا نہیں
لشکر الٹ نہ دوں تو غلام آپ کا نہیں

فوجیں یہ کیا جو بیچ میں حائل ہوں آسماں — سب مل کے روکنے کو پہاڑ آئیں درمیاں
کھنچ جائے سامنے سرِ روئیں پئے اماں — رستے میں تو حصار ہوں لاکھ آتشی مکاں
یوں سب کو توڑ دوں کہ ہو غل شش جہات میں
دوڑا کے رخش ڈالدوں نہر فرات میں

www.emarsiya.com

نامی ہیں گر تو کیا وہ لڑی ہیں ربو کیا — نازل ہوا ہے تھان میں بابا کی لافتی
میداں کا مرد اور بھی ہے کوئی دوسرا — بالا رہیگی بات اسی گھر کی دم وغا
نصرت شریکِ حال بہر حال چاہیئے
کچھ غم نہیں حضور کا اقبال چاہیئے

کب تھی امید حکم دغا دیں گے مجھ کو شاہ — بیشک یہ سب ہوا کرم ضیغم الٰہ
دن بھر انھیں کو یاد کیا ہے بانشک و آہ — آساں ہوئی عجب مری مشکل خدا گواہ
اب کیا بساط ہے صفِ افواجِ شام کی
تائید ہے خدا کی مدد ہے امام کی

شبخوں کا قصد رکھتے ہیں آئیں وہ پُر عناد — پہلے انھیں کو دیکھ لوں مٹ جائے سب فساد
کانپے یہ کہہ کے غیظ میں جوش آگیا زیاد — بولے گلے لگا کے شہنشاہ خوش نہاد
میں تم سے مطمئن ہوں عبث غم ہے شاد ہو
جاؤ ظفر نصیب رہے بامراد ہو

میدانِ جنگ کی تیاری

بوسے دئے قدم پہ یہ سنکر بہ افتخار — مس کر لی ذوالفقار سے شمشیرِ آبدار
جلدی فرس منگا کے وہ غازی ہوا سوار — تیغیں پکڑ کے ساتھ چلے شہ کے جاں نثار
چھوٹے بڑے تھے جتنے دلیر آگے بڑھ گئے
بڑھنے نہ پائے تھے کہ یہ شیر آگے بڑھ گئے

www.emarsiya.com

بولے ہر اک کو روک کے عباسِ نامور — تم سب رہو حضورِ شہنشاہِ بحر و بر
واجب ہے یاں محافظتِ خیمۂ حرم — یہ اور معرکہ ہے اکیلے لڑیں گے ہم
دعوے ہیں ان کو وقت ہے جرأت نمائی کا
سب مل کے گر لڑے تو مزا کیا لڑائی کا

ہاں نعرہائے فوج کا جب غلغلہ ہو بند — جھنکار ضربتوں کی بھی سب جا بجا ہو بند
دہشت سے تیغ تیز کی چلتی ہوا ہو بند — اک غل ہوا فرار کا شور و غا ہو بند
رکیو نہ دکھ عطش کے ہیں ہر نیک ذات پر
سقوں کو جلد لائیو نہر فرات پر

یہ کہہ کے چاہتے تھے اٹھا دیں ادھر سمند — کی بڑھ کے خادماتِ محل نے صدا بلند
جلد آئے حضور مراتب بڑھیں دو چند — مضطر ہیں اہلبیتِ شہنشاہِ ارجمند
صدمہ ہے خواہر شہ والا نژاد کو
کہتی ہیں مجھ سے مل کے سدھاریں جہاد کو

آئے یہ سن کے جانبِ عصمت سرائے شاہ — ٹھہرے مگر سمند پہ بیرون بارگاہ
زہرہ کی بیٹیاں یہ پکاریں بہ اشک و آہ — بھیا حرم میں آؤ کہ ہم دیکھتے ہیں راہ
بہنیں نثار کون سے تھے اہتمام میں
کیا تھا کہ صبح سے نہیں آئے خیام میں

پانی سحر سے بند ہے اے ابن بوتراب — ہے ہے کسے دکھائیں صغیروں کا اضطراب
تم کو خبر نہ آگے یہ کیسا ہے انقلاب — تسکیں بہت ضرور تھی ممکن نہ تھا جو آب
ان آفتوں میں ظلم نصیبوں کا کون ہے
چھوڑا تمھیں نے جب تو غریبوں کا کون ہے

www.emarsiya.com

لو اب سکینہ جان کو آ کر گلے لگاؤ اصغر کا حال غیر ہے بانو کے پاس جاؤ
بھاوج ہماری سب سے ہے محبوب اُسے بلاؤ مل کر بہوں سے جاؤ جو پانی ملے تو لاؤ
اپنوں کی طرح گو کہ طلبگارِ خیر ہیں
دیکھو شکستہ دل نہ کہیں ہوں جو غیر ہیں

روئے یہ سن کے تر ہوا اشکوں سے رو تمام کی عرض یہ بجا ہے پہ غیرت کا ہے مقام
پانی کے اہتمام کا عہدہ ہو پائے نام میں مر نہ جاؤں آلِ پیمبر ہو تشنہ کام
نادم ہوں اہلبیت میں جایا نہ جائیگا
یہ منہ کسی کو مجھ سے دکھایا نہ جائیگا

دیکھوں جو گھر میں غم کا قرینہ تو کیا کروں بے آب ڈوبتا ہو سفینہ تو کیا کروں
روئے جو بنت شاہ مدینہ تو کیا کروں سوکھی زباں دکھائے سکینہ تو کیا کروں
پایا ہے حکم اب شہ والاصفات سے
بس گھر میں لے کے آؤنگا پانی فرات سے

آتا میں کیا کہ صبح سے کھائی ہے یہ قسم گھر میں نہ جاؤنگا جو نہ پانی ہوا بہم
اس دم بڑھے ہیں وہ پئے تاراجیٔ حرم مجھ کو بھی اب حلف ہے جو در پر رکھوں قدم
بے فتح یہ بھی ہے کہیں ممکن قرار لوں
اُتروں فرس سے تب جب انھیں مار مار لوں

روئیں قلق پہ بھائی کی شہزادیاں ادھر گھوڑا اُدھر جری نے اٹھایا بہ کرّ و فر
جلدان کو بڑھ کے دی کسی جاسوس نے خبر ہشیار ہو کہ آگئے عباسِ نامور
دیکھو جو سر عزیز ہیں ٹل جاؤ راہ سے
چھپ جاؤ بھاگ جاؤ نکلجاؤ راہ سے

www.emarsiya.com

آتا ہے اس جلال میں وہ آسمان جناب — جل جائے دن کو آنکھ ملائے جو آفتاب
کیا جانئے کہ فوج کو فرزند بوتراب — کیونکر ملا کے خاک میں مٹی کرے خراب
ٹوکا ہے جب سے گھاٹ پہ تم نے دلیر کو
اُس دن سے آجتک وہی غصہ ہے شیر کو

کیا جانے کس ارادے پہ ہے کھا چکا قسم — رخصت کو بھی گیا نہیں گھر میں وہ ذی حشم
پیاری بھتیجی روحِ رواں سے جو تھی نہ کم — پروانہ کی تڑپتی ہے کیوں واسیرِ غم
روکا بھی خواہروں نے شہِ ارجمند کی
پر کچھ سنا نہ باگ اُٹھا دی سمند کی

نام اس جری کا سنتے ہی کانپے وہ رُوسیاہ — ابن رکاب غول سے بھاگا سوئے سپاہ
اوروں نے یہ کیا کہ سمٹ کر میان راہ — تلواریں کھینچیں آڑ میں ڈھالوں کی لی پناہ
حلقہ بنے وہ چھا گئی ہیبت دلیر کی
دہشت ہو جیسے گلۂ میشاں کو شیر کی

حضرت عباس کا میدان میں پہنچکر عجیب و غریب طنزیہ رجز

پہنچا دلیر کر کے یہ نعرہ بصد غضب — ہشیار ہو ہم آئے سنبھل جاؤ سب کے سب
اس دن کے مہربان ہو تم تو ڈرو نہ اب — ہم تھے تلاش ہی میں کہ دیکھیں ملیں وہ کب
تھا شاید انتظار اسی رات کے لئے
آئے ہو سب سے چھپ کے ملاقات کے لئے

www.emarsiya.com

ہے کس طرف وہ دوست ہمارا بن رکاب — پوچھیں مزاج پہلے اُسی کا نہیں ہے تاب
ڈھالیں ہٹاؤ منہ کے دکھانے میں کیا حجاب — آنکھیں ملا کے دو ہمیں کچھ بات کا جواب

پھر خواستگار بحث لب آبجو کے ہیں
مشتاق ہم پھر آج اُسی گفتگو کے ہیں

ہاں کیا کہا تھا نہر پہ بربانہ ہوں خیام — دریا پہ کیوں اترنے کے لائق نہ تھے امام
بولو نہیں سروں پہ ہے شمشیر انتقام — اب صفحۂ جہاں پہ رکھوں گا تمھارا نام؟

لو تیغ و تیر یا کوئی حربہ سنبھال لو
یہ وقت آخری ہے تمنا نکال لو

عالم تمھیں بجائے جو از غرب تا بہ شرق — اُڑ جاؤ آسماں پہ کہ زیر زمیں ہو غرق
کہتے ہیں جو نہ اس میں ہوا ہے نہ ہوگا فرق — دیکھو یہ تیغ ڈھونڈھ کے تم پر گریگی برق

جویا ہو جو اجل کے وہ سر پر ہے گم نہیں
بس یہ سمجھ لو خوب کہ دنیا ہے تم نہیں

اچھا ہماری تیغ سے مرنے میں گر ہے ڈر — خود گردنوں پہ پھیر لو تلواریں کھینچ کر
یہ بھی نہ ہو تو قتل ہو لڑ بھڑ کے ہمدگر — بے اسکے جا بھی سکتا ہے بچکر کوئی نفر

ہم کہہ رہے ہیں تم نہیں بڑھتے مقام سے
کیا منتظر ہو کیوں ہمیں کھینچیں نیام سے

ہم یہ تو مانتے نہیں کا پو کہ تھرتھراؤ — شبخوں کو چھپ کے آئے تھے خیمہ بھی لوٹ جاؤ
دیکھ دہائیاں شہ عالم کو پھر بلاؤ — گدی سے کھینچ لوں یہ زبانیں جو غل مچاؤ

دیکھے پکار کر جسے عادت ہو شور کی
اب وہ سزا تمھاری سزا ہے جو چور کی

www.emarsiya.com

جنگِ شبخون

برچھی تھے یہ سخن جو کلیجے ہوئے فگار — کڑکیں کماکشوں کی کمانیں کئی ہزار
فرمایا باگ اٹھا کے خبردار ہو شیار — کیا جلد اڑا سمٹ کے وہ شبدیز بیقرار

ایسے چھلاوے رکتے ہیں کب اونچ نیچ میں
اترا سروں کو پھاند کے حلقے کے بیچ میں

وہ سمجھے ہم میں گھر گیا اب ضیغم وغا — جلدی میں تیر گرد سے سب نے کئے رہا
ناوک نہ پہنچے تھے کہ اڑا پھر وہ بادپا — حلقہ تھا خود ہدف ہوئے وہ بانیٔ جفا

کچھ سنبھلے کتنے عربدہ جو لوٹنے لگے
تیروں سے اپنے آپ عدو لوٹنے لگے

اوپر سے اور پڑنے لگی اک بلا کی ضرب — وہ ضرب کہہ سکوں جسے دستِ خدا کی ضرب
نعرہ تھا یہ ضرب ہے خیبر کشا کی ضرب — روکے تو ہاں سپر کوئی تیغِ قضا کی ضرب

ایک ایک چار چار ہیں منہ مار دھاڑ میں
پھروں کو پھر پھپاؤ گے ڈھانوں کی آڑ میں

دم بھر میں دیکھے لیتے ہیں تم سب ہو مال کیا — بھاگے نکل کے غول سے کوئی مجال کیا
اس جنگ کو بھی سمجھے ہو پہلی جدال کیا — دیکھو تو اب ہے حکم شہِ خوشخصال کیا

دریا ملے گا خون کا ندی کے باٹ سے
تب جانیں اب کہو کہ سرک جاؤ گھاٹ سے

www.emarsiya.com

اس دن بھی تم بڑھ آئے تھے موج ضلال سے
نزدیک تیغ تیغ سے تھی ڈھال ڈھال سے
کیا بس تھا حکم بادشہ خوشخصال سے
خوں تن میں جوش کھاتا تھا ضبط ملال سے
پھر تو کرو وہ سرکشیاں پاؤں گاڑ کے
دفنا دوں دشت ظلم کے طبقے کو پھاڑ کے

گھوڑا یہ تب کے گاز میں پہلے چل تو لے
چہرے بگڑ کے جنگ کا نقشہ بدل تو لے
روکی ہے نہر فوج جہنم میں جل تو لے
دل کا بخار تیغ کے منہ سے نکل تو لے
ممکن نہیں کہ ہاتھ سے میرے اماں ملے
پھونکوں وہاں تمھیں کہ نہ پانی جہاں ملے

یہ کہہ کے ڈانٹتے تھے کہ ہلی تھی رزم گاہ
جا پڑتے تھے جدھر کو الٹ جاتی تھی سپاہ
اوپر تلے تھے ڈھال کی ادھڑ سے روسیاہ
قبضے کی بر چکیں وہ اللہ کی پناہ
کہتے تھے توڑ کر دہن اہل شام کو
اس منہ سے پھر کہو کہ اٹھا لو خیام کو

اللہ رے اس ہزبر کی بیتابیٔ جدال
الٹی یہ صف پر اوہ کیا بڑھ کے پائمال
تلواریں سب کٹی ہوئی دو دو ہر ایک ڈھال
بجلی سی دم نہ لیتی تھی شمشیر بے مثال
مہلت نہ تھی اجل کو کہ چومے جو جھک کے ہاتھ
غصہ بھرا اس پہ یہ تھا کہ چلتا تھا رک کے ہاتھ

ڈانٹا فرس کو اور انھیں پائمال کر
جھنجھلا کے بولے تیغ سے جلد انفصال کر
جھگڑا مٹا دے ختم جدا لو قتال کر
بھاگے نہ بچ کے کوئی حرامی حلال کر
ہاں سر سے پہلے کاٹ دے پاؤں کو جھک کے تو
سینے میں دم رکا ہے کہ چلتی ہے رک کے تو

www.emarsiya.com

لدی تو قتل کی ہے نہ جھنجھلائیں کیا کریں
رحم ان پہ شہ جو پھر بھی فرمائیں کیا کریں
ہے کر کراماں دہی کو چلے آئیں گیا کریں
دل کے پھپھولے ہم کسے دکھلائیں کیا کریں

ہے مکر طینتوں میں خسریان شام کی
کیا ہو جو کر دیں غل کہ دہائی امام کی

سنتے ہی شیر بنگیا رخش سبک عناں
تابیں نہ میں پہ مار کے دوڑا کہ الاماں
اس عزم پر چمک کے اٹھی تیغ جانستاں
سوجھے قوتوں میں بڑھی ضربتِ گراں

ہاتھوں نے قصد کر لیا ران کی صفائی کا
بازو میں زور آ گیا خیبر کشائی کا

غصے میں ایک وار جو سن سے چلا ادھر
پوچھو نہ کٹتے کٹ کے اڑے خود سروں کے سر
پھر اس طرف جو زن سے چلی ضربتِ دگر
اتنے ہی سر ادھر بھی گرے جا کے دور تر

آگے بھی کی وہ ضرب ہر اک بن الٹ گیا
پھر اک عقب پہ ہاتھ پڑا ران اکٹ گیا

نصرت نے دی صدا کہ علی کی دغا ہے یہ
حملہ نہیں نمونۂ قہر خدا ہے یہ
صولت پکاری دبدبۂ مرتضےٰ ہے یہ
تائید پنجتن مددِ کبریا ہے یہ

بس خاتمہ اب ان کا ہے صفدر کے ہاتھ سے
چوٹیں یہی نکلی تھیں حیدر کے ہاتھ سے

زد ہوں میں جسم جسم میں روح رواں کٹی
اب سب وہ نیم جاں ہیں کہ ہر تن میں جاں کٹی
بولے جو کچھ زباں سے دہن میں زباں کٹی
پوری نہ نکلی منہ سے صدائے فغاں کٹی

کیسی حیات قطع تھا وقت ممات بھی
لو چار ٹکڑے ہو گئی کٹ کٹ کے رات بھی

www.emarsiya.com

کیا رکتی ناریوں سے بھلا بے اماں وہ برق
بجلی سے بھی سوا تھی کہیں جاں ستاں وہ برق
چمکی کبھی یہاں کبھی کوندی وہاں وہ برق
جسموں کو پھونکے دیتی ہے آتش فشاں وہ برق
بھاگیں کہاں کہ امن بجز آسماں نہ تھا
روحیں جلی ہوئی تھیں وہ کالا دھواں نہ تھا

بڑھتے جری پہ کیا وہ سنانوں کو تان کے
لالے پڑے ہوئے تھے اندھیرے میں جان کے
فوج آپڑی ہے ہم پہ دلوں میں ٹھان کے
ایک اک سے لڑ رہا ہے حریف اپنا جان کے
ہنستی تھی دیکھ دیکھ کے موت اس لڑائی کو
مارا پدر نے بیٹے کو بھائی نے بھائی کو

اٹھتی تھی جب چمک کے وہ شمشیر شعلہ ور
ہوتی تھی تب تمیز یہ بھائی ہے یہ پسر
بڑھتے تھے کر کے ہائے کا نعرہ جو اہل شر
چھپ جاتی تھی وہ ضو نہ کچھ آتا تھا پھر نظر
سر سے کہ تیغ کہتی تھی مجھ سے ذرا ملو
مارا ہے جن کو تم نے وہ بسمل ہیں جا ملو

جانوں پہ ہے بنی ہوئی جرأت دکھائے کون
جب یوں بگڑ گئی ہو لڑائی بنائے کون
دن بھی نہیں ہے رات ہے بڑھ کر بچائے کون
لشکر بہت ہے دور مدد کرنے آئے کون
پہلے سیاہ گرد تھی اس ارجمند کے
کاوے میں اب وہ آپ گھرے ہیں سمند کے

بھاگا نکل کے غول سے گر کوئی بد مآل
بے سر ہوا وہ یا کیا گھوڑے نے پائمال
سب کٹ رہی ہے گرد سے فوج زبوں خصال
حلقہ بھی ہوتا جاتا ہے چھوٹا یہ اب ہے حال
جو پا ہے رخش فتح سے کس وقت جا ملے
کوشش یہ ہے کہ دائرہ نقطے سے آملے

www.emarsiya.com

لو مر چکے وہ بیچ میں اب جو تھے آٹھ دس
زندہ رہا نہ کوئی چپ و راست پیش و پس
چمکار کے سمند کو روکا کہا کہ بس
شمشیر سر فشاں بھی رکی جب تھما فرس
تھمتا نہ وہ تو رک کہیں سکتی ہے برق بھی
بادل رواں ہو جب تو چمکتی ہے برق بھی

فتح

مضطر تھے اس طرف شہ عالم کے جاں نثار
سنتے تھے تیرگی میں وہ غوغائے گیر و دار
آوازیں ضرب تیغ کی آتی تھیں بار بار
یہ عزم، کچھ جو اور ہو واں رنگ کارزار
سب دل میں دھنس گئیں سپہ ناپکار کے
کٹ جائیں کاٹ کر انھیں مر جائیں مار کے

نعرہ کیا ظفر کا یکایک جو شیر نے
بولے حبیب تن کے "وہ مارا دلیر نے"
دکھلا دی راہِ مرگ انھیں قسمت کے پھیر نے
دھڑکوں میں دل الٹ دیے تھے اتنی دیر نے
تشویش ہو گی واں شہ عالی مقام کو
چلکر بس اب خوشی کی خبر دو امام کو

فرمایا بڑھ کے شاہ نے ٹھہرو وہیں ہم آئے
جس کا خدا معین ہو کیونکر ظفر نہ پائے
اللہ اس جری کے ارادے کو راس لائے
آفت جب آئے حافظ عالم یونہی بچائے
ہر صف ابھی ہے غرق بہ آہن ترائی میں
لوہے کی کاٹتی ہیں جدا ریں لڑائی میں

www.emarsiya.com

اس معرکے کا لطف ہے یوں تیرگی میں کیا
ہاں جلد روشنی کا ہو ساماں ہر ایک جا
سنتے تھے نوجواں جسے دیکھیں وہ اب و غا
اس رنگ سے کبھی کبھی لڑتے تھے مرتضیٰ
نوعمر سیکھیں ڈھنگ یہ تیغ آزمائی کا
لڑکے بھی دیکھیں بڑھ کے تماشا لڑائی کا

یلان فوج یزید کی ہرزہ سرائی

واں سنئے جب سے آئے ہیں شنجوں کے لوگ ادھر
اسدم سے ہے تمام مسلح سپاہ شر
نامی وہ اب جو آئے ہیں باندھے ہوئے کمر
جرأت کے ولولوں میں یہ باتیں ہیں ہمدگر
جانا بن رکاب کا یوں کیا ضرور تھا
شنجوں کا چھپ کے قصد شجاعت سے دور تھا
بودے تھے سب جواں کبھی دل مطمئن نہ تھا
شاید صلاح کار بھی کوئی مسن نہ تھا
اچھا جو خوف بادشہ انس و جن نہ تھا
لڑنے کو رات ہی انھیں ملتی تھی دن نہ تھا
وہ کیا لڑیں گے ہمت و عقل انکی پست ہے
یوں فتح ہو تو فتح نہ سمجھو شکست ہے
اس دن جو زک ملی تھی انھیں سب کو تھا ملال
بدلہ ہم اس کا ٹوک کے لیتے دم جدال
اب پہنچے ہونگے دیکھئے ہوتا ہے کیا مآل
خیمہ تک آنے دینگے وہ سب ہیں علی کے لال
غافل نہ ہوگے گو کہ نہیں کچھ خطر انھیں
واں ہیں امام دیں گے فرشتے خبر انھیں

www.emarsiya.com

ہم آئے اسلئے تھے کہ ہو معرکے کی جنگ — نام آوروں کے خون سے میداں ہو لالہ رنگ
ہیبت سے اُس جری کے ہیں لرزاں دلیر و تنگ — عباس شیر دل سے لڑائی کی تھی اُمنگ
ہوتا نہ دخل کچھ سپہ بیدریغ کو
لے لیتے اُن سے یا ہمیں رکھدیتے تیغ کو

ابن رکاب اور مفرور سپاہی بھاگ کے آتے ہیں

باتیں یہ کر رہے تھے بہ نخوت وہ بداساس — ابن رکاب بھاگتا پہنچا بصد ہراس
گھبرا کے پوچھا "خیر تو ہے کیوں ہے بدحواس" — چلایا "جلد بھاگو بہت آگئے ہیں پاس"
بولے بگڑ کے "کون بہت پاس آگئے"
وہ گر پڑا یہ کہہ کے کہ "عباس آگئے"

اتنے میں اور بھاگتے پہنچے کئی سوار — آواز دی وہیں سے کہ ہو جاؤ ہوشیار
سب کٹ چکے، گئے تھے جو واں بہر کارزار — دریا کی سمت ہے رخِ عباس نامدار
دیکھے نہ تم کو شیر ادھر آتا ہے گھات میں
گھوڑے چراغ پا نہ ہوں اندھیاری رات میں

دیکھی ہے جب سے تاب ضیا بار تیغ کی — آنکھوں میں برق پھرتی ہے ہر بار تیغ کی
ایسی کبھی سنی نہیں پکار تیغ کی — کانوں میں بھر گئی ہے وہ جھنکار تیغ کی
اک شور تھا کہ قہر خدا ہے جدل نہیں
برسوں میں نکلے دل سے یہ ایسی دہل نہیں

www.emarsiya.com

بڑھ کر پکارے دوسرے کچھ پیک یوں بہم — لو اب قریب آگئے عباس ذیحشم
بجلی نہ سنبھلو ہاتھ میں شمشیر ہے علم — وہ دیکھو مرکب آتا ہے بڑھتا قدم قدم
ہٹ جاؤ کوئی بڑھ کے نہ ٹوکے دلیر کو
گھوڑوں کے منہ پھرا دو کہ دیکھیں نہ شیر کو

دوسری جنگ کی تیاری

سننا تھا یہ الٹ گئی دو لاکھ کی سپاہ — بودے تھے جو نکل گئے کوسوں وہ کینہ خواہ
بڑھ بڑھ کے یہ پکارے جیالے میان راہ — بھاگو نہ ہم بھی آج ہلا دینگے رزمگاہ
پیکر دیں بڑھ کے جانب دریا اگر چلے
گھوڑا وہ کیا ہوا تو اُدھر کی اِدھر چلے

یہ کہہ کے بھاگے رہ دریا پہ بدگہر — شانوں سے شانے ملگئے تا نہر سے سر
پھر آگے دہنے بائیں جو بڑھ آئی فوج شر — میدان جنگ بیچ میں آنے لگا نظر
صورت یہ تھی چھپی ہوئی سب رن مگاہ تھی
جا اتنی خاکنائے محیط سیاہ تھی

روشن ہوئے جو مشعل و مہتاب سب کے سب — جنگل کو آگ لگ گئی دن ہوگئی وہ شب
پیدا ہوئی سواری صف غاب شیر رب — رستے پہ غل ہوا کوئی آگے بڑھے نہ اب
یہ وقت نامیوں کی ہے جنگ آزمائی کا
دیکھو تم اپنی جا سے تماشہ لڑائی کا

www.emarsiya.com

دریا پہ سب یہ لوگ ہیں مشہور روزگار — وہ شیر نر ہے ابنِ یداللہ نامدار
کس ظفر ہو دیکھئے کیا ہو مآل کار — دعوے کا معرکہ ہے یہ سا کھے کی کارزار
ان سے ہنر کھلے کوئی یا اس غیور سے
منصف ہیں ہم تو دادِ وغا دینگے دور سے

جنگ نشان

نامی وہ جن کا سامنے تا ہر ہے ہجوم — سب نعرہ زن ہیں ہلتی ہے ساری وہ مرزبوم
نکلے صفوں سے ان کی کئی افسران شوم — تھا جن کے ساتھ رایت افراج شام و روم
پہنچے اڑا اڑا کے سمندوں کو راہ میں
گاڑا علم تھے وسط رزم گاہ میں

آئے ادھر سے حضرتِ عباس صف شکن — بولے ملا کے شیر سے آنکھیں وہ تیغ زن
آجائے گر مزاج میں سن لیجئے اک سخن — پھر معرکہ ہے آپ ہیں ہم لوگ اور یہ رن
کیا فائدہ کہ مفت میں لشکر کی جان لیں
بس آپ ہم کو آپ کو ہم لوگ مان لیں

یہ سچ کہ آپ پر ہے شجاعت کا اختتام — جرأت کو ہر دیار میں مانے ہیں خاص و عام
لیکن جہاں میں ہم نے بھی پیدا کیا ہے نام — جو پہلواں ہے عہد کا اپنے ہے زال و سام
دعوے ہیں آپ ہی سے فقط کارزار کے
مردوں کا نام بڑھتا ہے مردوں کو مار کے

www.emarsiya.com

میداں میں بڑھ کے اسلئے گاڑا ہے یہ علم — سب دیکھ لیں کہ ساکھ سے لڑتے ہیں یوں بھی کم
دیں بہر جنگ فاصلہ دونوں طرف بہم — پھر آپ اُدھر سے حملہ کناں ہوں اِدھر سے ہم
طول اور کیوں زیادہ ہو جرأت نمائی کو
لے لے علم جو بڑھ کے وہ جیتا لڑائی کو

فرمایا اس جری نے کہ بہتر، ہٹو اُدھر — ہم تم سے ہر طرح پہ ہیں آمادہ جنگ پر
یوں ہو مقابلہ کہ ہو سب فوج حملہ ور — ہر طرز سے شکست اُدھر ہے اِدھر ظفر
مٹ جائیگی نمود کے ساتھ آن بان بھی
اب نام ہوگا ہاتھ سے کھویا نشان بھی

دوڑا گئے پلٹ کے وہ گھوڑوں کو ایک بار — آیا اِدھر سپاہ کی حد پہ یہ نامدار
دیکھا فرس پہ آتے ہیں سلطان ذی وقار — پیچھے ہیں مرکبوں پہ عزیز و رفیق و یار
غول آگے خادمانِ امام غیور کا
سامانِ روشنی ہے کہ دریا ہے نور کا

آواز دی یہ شہ نے کہ عباس مرحبا — کیا معرکہ وہ جیتے ہو روحی لک الفدا
اچھا جوآن بان کی لیتے ہیں اشقیا — جب تک وہ بڑھ نہ لیں تم اُٹھانا نہ بادیا
کیوں لو فرات ابھی صف لشکر کو پھاڑ کے
صفدر وہ ہے بنائے جو اپنی بگاڑ کے

یوں ان کا دل بڑھا کے لڑو جب بڑھیں ہم — ہر بار سمجھیں شیر سے اب لے لیا علم
گھر گھر کے خود سپاہ مخالف میں دمبدم — حلقے کو کاٹتے ہوئے نکلو بصد حشم
مارو اسی کو ہاتھ اُٹھے جس دلیر کا
کھل جائے یہ کہ فتح پہ قبضہ ہے شیر کا

www.emarsiya.com

کہتے ہوئے جو آئے یہ سلطانِ دیں پناہ — دست ادب کو جوڑ کے بولا وہ عرش جاہ
تعلیمِ فنِ رزم ہے یہ تو خدا گواہ — خادم بجا وہ لائیگا جو کچھ ہے حکم شاہ
عزت وہی ہے ختم امامِ انام پر
آقا ہیں آپ پرورشیں ہیں غلام پر

میں کیا ہوں جنگ کیا مری یا شاہِ نامدار — صدقہ تھا اس قدم کا جو سر کی وہ کارزار
روکے گا بھی غلام نہ دو ایک الکے وار — جس طرح سے لڑیں گے لڑائیگا جاں نثار
اس گھر کی آن بان بھی جرات بھی دیکھ لیں
بات آپڑی ہے گر تو شجاعت بھی دیکھ لیں

لو مرکبوں کی لیں وہ عنانیں عدو بڑھے — تیغیں کھنچیں تو تیغیں سپریں تند خو بڑھے
شاطر اُدھر سے کرکے یہ غل چار سو بڑھے — آگے ہوں جو ہٹیں اسدِ جنگ جو بڑھے
دیکھو صفوں سے معرکہ جنگ آزمائی کا
پیچھے دبو کہ تنگ ہے میداں لڑائی کا

غازی نے بھی ادھر سے اُٹھایا جو راہوار — اُٹھا غریو آمدِ جرارِ نامدار
طے کی تھی کچھ ابھی رہے میدان کارزار — ناوک خطا شعاروں نے مارے کئی ہزار
قربان اس ہزبر کی اس آن بان کے
نیچا سپر کو کر دیا سینے کو تان کے

سب تیر تو نکل گئے سن سن ادھر اُدھر — پر اک خدنگ پڑ گیا جوشن پہ آن کر
جھنجھلا کے غیظ میں اسے کھینچ پھینکے اُدھر — آواز دی یہ شہ کو کہ یا شاہ بحر و بر
لایا بجا جو حکم دیا تھا امام نے
دیکھیں حضور تیر یہ کھایا غلام نے

www.emarsiya.com

سن کر ہوا یہ حال کہ صابر تھے گو امام
غیظ آ گیا قریب تھا دیں حکم قتلِ عام
اللہ رے جلال عزیزانِ نیک نام
دنیا ہر اک نظر میں سیہ ہو گئی تمام
گو چپ تھے داب بادشہِ حق نیوش سے
غصے میں لال ہو گئے سب نوجوں کے جوش سے

پاس آئے شہ کے اکبرِ مہرو بصد محن
نکلے غضب میں کانپتے ہونٹوں سے یہ سخن
کھایا چچا نے تیر سلامت ہیں تیغ زن
اب دیجیے حکم قتل نہیں یا شہ زمن
دیکھیں گے ظلم و جبر نہ قوم عذاب کے
ہم جا پڑیں گے سب ابھی گھوڑوں کو داب کے

کہنے کو کچھ تھے سرورِ ذیشاں کہ بیک بیک
پیدا ہوا علی کا یہ نعرہ تہِ فلک
آ پہنچے ہم نہ جائے اِدھر سے کوئی کمک
اس معرکے کو دیکھیں گے انس و جن و ملک
عالم ہے اور ہاتھ میں تیغ دو دم نہیں
افسوس ہے کہ آج کو دنیا میں ہم نہیں

عباس تیر کھا لیا اب بھی ہے انتظار
بڑھ لیں حسین کیا تب اٹھاؤ گے راہوار
منہ کر چکے تھے جانب میدان کارزار
بے فتح مڑ کے بات کی کیوں میرے یادگار
جرأت بڑھا دی جنگ کی اس قوم زشت کو
آج اب تمھیں لڑا کے پھروں گا بہشت کو

کوندی بس اتنی دیر میں اک برقِ ضوفشاں
آنکھیں کھلیں جھپک کے جو سب کی یہ تھا سماں
تابندہ مہر تھا رخِ عباسِ نوجواں
ہم تابِ ذوالفقار تھی شمشیرِ بے اماں
حیدر کی سب تھی شان وہ رعبِ دلیر تھا
گویا خدا کے شیر کے قالب میں سیر تھا

www.emarsiya.com

لی باگ تن کے اشہب ضیغم شکار اُڑا دوڑا کہ رنگِ ابلقِ لیل و نہار اُڑا
پہنچے جو اس علم کے قریں راہوار اُڑا مثلِ ہوائے تند اُدھر بیقرار اُڑا
پہنچے ہی واں تھے شرط و غا جس نشان کی تھی
جا کر لیا بدی انھیں ذلت جہاں پہ تھی

ڈانٹا بس اب بڑھیں نہ قدم ہوشیار ہو دیکھو ہوا علی کا کرم ہوشیار ہو
سنبھلو کہ اور ہو گئے ہم ہوشیار ہو بے جنگ لے لیا وہ علم ہوشیار ہو
دعویٰ جو پھر ابھی ہو بڑھو امتحان کو
اب تم ہمیں ہٹا دو تو لے لو نشان کو

ان سب نے بھی پکڑ لیے حربے جھپٹ کے آئے کچھ لوگ دہنے بائیں بھی دو سمت ہٹ کے آئے
اسوار کچھ عقب پہ بھی گھوڑے ڈپٹ کے آئے جب سب طرف سے بندھ گیا حلقہ نمٹ کے آئے
آگے بھی تھے جری یہ کیا کس دلیر نے
گھر وا دیا خود آپ کو فوجوں میں شیر نے

آ پہنچے وہ تو ڈال کے کاوے پہ با دیا دو تیغیں دونوں ہاتھوں میں لے لیں بے وغا
چلنا یہ دیکھو سیفِ دو دستی کا ہے نیا اک بجلیوں کا بندھ گیا حلقہ سر ہوا
واں پنجوں کے خدنگ تو کیا اس سپاہ کے
کٹ کٹ کے لاکھ ٹکڑے ہوئے تیر تھے کے

چلتے ہیں گرز خنجر و تیغ و تبر کٹے برچھے ادھر قلم ہوئے ناوک اُدھر کٹے
کٹتا یہ ہے دلوں میں وہ بیداد گر کٹے اور آگے منچلے جو بڑھ آئے تو سر کٹے
تو اب گزر نہیں کسی نامی دلیر کا
حلقہ بلند ہو گیا لاشوں کے ڈھیر کا

www.emarsiya.com

آپ اسطرف اُدھر ہیں وہ، کیونکر دغا کریں
لاشوں کو کھینچتے ہیں کہ کچھ راستا کریں
فکریں ہیں کس طرف کوئی حربہ رہا کریں
عاجز ہیں ایک ایک سے کہتا ہے کیا کریں
سیّاف اس طرح کا ہو کوئی محال ہے
لاکھوں سے لڑے ایک یہ ایسا کمال ہے

دیکھا جری نے جب پسِ انداختہ ہیں سب
تلواریں دونو روک کے آواز دی یہ تب
کیوں کیا ہوا وہ جنگ کا دعویٰ بڑھو نہ اب
لاکھوں ہیں گھر کے لڑتے ہیں ہم یوں بفضلِ رب
نرغہ یہ کیا ہے، کیا وہ نگہبان گھاٹ کے
اب بھی جدھر سے چاہیں نکل جائیں کاٹ کے

کیا ہے کہ شہسواروں کی ترکی ہوئی تمام
ناقص ہو کس کمال میں پیدا کیا ہے نام
موجد فنونِ جنگ کے حیدر ہیں لاکلام
یہ فن وہ جانتے ہیں جو بابا کے ہیں غلام
تم کیوں سلاح باندھے ہو بیکار سارے ہیں
جب چاہیں چھین لیں کہ یہ حربے ہمارے ہیں

اس گھر سے منحرف جو ہیں کیا اُنکی ہست و بود
ادنیٰ تھا یہ محارۂ ضیغم دُرود
پایا علم لگائے تو تھے جنگ میں قیود
ذلّت نصیب ہو گئی کیسی کمٹی نمود
جتھے میں ہاں ہے فتح، ظفر اختیاری ہے
اچھا لڑو وہ اب جو لڑائی تمھاری ہے

یہ سن کے سامنے سمٹ آیا وہ سب ہجوم
دوڑا یہ رخش اِدھر سے بڑھی واں سے فوجِ شوم
حملہ ہوا بہم کہ ہلی سب وہ مرز بوم
غل پڑ گیا مچا دی تماشائیوں نے دھوم
دوڑے یہ کہہ کے ہوتا ہے کیا رنگ دیکھ لیں
لشکر اُلجھ پڑا تھا کہ یہ جنگ دیکھ لیں

www.emarsiya.com

گھوڑا اڑا، ہزبر در آیا سیاہ میں — تلوار اٹھی چمک کے صفِ روسیاہ میں
بھاگی جو خوف جاں سے اجل رزمگاہ میں — بڑھ کر سپر نے لے لیا اپنی پناہ میں
سر کا لرز کے امن، اماں دور ہٹ گئی
تھرا کے پشتِ تیغ سے نصرت لپٹ گئی

قربانِ ضرب، ہاتھ کی گردش سے سر کٹے — سب ہر طرف کے نیزہ و تیر و تبر کٹے
اور آ گئے، شریر یہ سب تا کمر کٹے — پلٹی وہ چوٹ، سینہ و قلب و جگر کٹے
لاشے نہ پھڑکے دب کے، جو کٹ کر فرس گرے
ٹکڑوں پہ راکبوں کے الٹ کر فرس گرے

ضرب اور سن سے کی یہ اڑے سر وہ تن گرے — کٹ کر شجر گرے کہ یل صف شکن گرے
اترا سروں پہ اڑ کے فرس اہرمن گرے — برچھیت ادھر الٹ گئے واں تیغ زن گرے
وہ ہر نشانِ فوج بد ایماں کا ٹوٹنا
نیزوں کا ٹوٹنا کہ نیستاں کا ٹوٹنا

بو اڑ گئے وہ دست بریدہ سپر سمیت — پھڑکے ادھر کٹے ہوئے یہ ہاتھ سر سمیت
دو دو وہ چار آئنہ قلب جگر سمیت — لڑ کر یہ ٹکڑے ہو گئیں آنکھیں نظر سمیت
پلکیں جھپک کے موت گلو گیر ہو گئی
دیکھا جسے جری نے نظر تیر ہو گئی

جن کے گرے نہیں ابھی پہنچوں سے کٹ کے ہاتھ — پنجوں پہ زخم کھا کے جھٹکے ہیں ہٹ کے ہاتھ
انگلی جدھر سے اٹھ گئی مارا جھپٹ کے ہاتھ — غل پڑ گیا عقب پہ تو چھوڑا پلٹ کے ہاتھ
زخموں کی برق تیغ سے ابلا گ لگ گئی
قطرے لہو کے جس پہ گرے آگ لگ گئی

www.emarsiya.com

کٹ کر صفیں صفوں پہ، پروں پر پرے گرے — واں سر گرے، یہ جسم لہو میں بھرے گرے
سنبھلے تھے کچھ کہ موت کو دیکھا ڈرے گرے — ادھر سپر کی چل گئی اُدھر مرے گرے
سر ٹکڑے پاش پاش ادھر منہ مڑے ہوئے
پلٹے ہوئے نشانوں سے نیچے اڑے ہوئے

وہ تیغ جس پہ چل گئی وہ تیغ زن کٹا — جسمِ کرخت مثلِ خیارِ کہن کٹا
کیا منہ تھا کہ رے ہڈیاں بولیں جو تن کٹا — جس پر پڑی کھچاک سے فرقِ بدن کٹا
اُجلا سا زخم کھل گیا چاکِ دہاں کی طرح
پھر بہہ چلا اُبل کے لہو ناباداں کی طرح

جس دل میں دھنس گئے صفِ اعدا کو توڑ کے — زخمی اماں طلب ہوئے ہاتھوں کو جوڑ کے
سنبھلا جو تیغ زن کوئی اک ہاتھ چھوڑ کے — غصے میں دھڑ سے کھینچ لی گردن مروڑ کے
جس کو لیا، حسام کو تن کر علم کیا
پکڑا گلا، اُچھال کے پھینکا قلم کیا

ضرب ان کی گو ہے ضربِ شہنشاہِ ذوالفقار — وہ بھی مگر ہیں مرحب و عنتر کے یادگار
سر کھینچے آسماں پہ ہے آوازِ گیر و دار — حملوں سے رن کو زلزلہ آتا ہے بار بار
ہلّہ ہے چار سمت سے حیدر کے شیر پر
غربیت ہیں کہ ٹوٹ پڑے ہیں دلیر پر

نعروں سے اس اسد کے بھی محشر ہے ہر طرف — پھر ضربِ قہرِ داورِ اکبر ہے ہر طرف
غل رن کے گرد بھی وہ برابر ہے ہر طرف — اوپر تلے چھ لاکھ کا لشکر ہے ہر طرف
ہاتھ اُٹھ رہے ہیں رُخ طرفِ رزم گاہ ہے
ہلچل نہیں تلاطمِ بحرِ سپاہ ہے

www.emarsiya.com

آوازیں ضربتوں کی کہ جھنکار ہے ہیں گوش — گرتے ہیں اڑ کے سر جدھر اٹھتا ہے اک خروش
بپھرا ہے یوں اسد کہ نہیں جسم و سر کا ہوش — وہ نعرۂ بگیر و بدا و بدہ بہ جوش
بسمل پڑے وہ درہم و برہم قشون کے
چرّاٹے پھٹتے زخموں سے سُرّاٹے خون کے

ڈوبے ہوئے لہو میں یلان سیاہ تن — پیکِ اجل کے بر میں بھی خونی ہے پیرہن
جھنکاریں ضربتوں کی صدائے زن بزن — لاشے بھی کانپے جاتے ہیں یوں بول تلتے ہے رن
وہ وقتِ شب وہ معرکہ جنگ آزمائی کا
جاتا ہے منزلوں غل و غوغہ لڑائی کا

لڑتا ہوا یہ شیر تو جاتا ہے گھاٹ پر — واں ناصرانِ دیں فرسوں پہ بکر و فر
کاٹی ہوئی سپاہ کی اس حد تک آن کر — جاتے ہیں پھر پلٹ کے سوئے شاہ بحر و بر
کہتے ہیں غل ادھر تھا جو تیغ آزمائی کا
آقا وہ اب ہے نہر پہ غوغہ لڑائی کا

برپا ہے شور جرأت جرار نامدار — فوجوں میں دھنس کے ہو گیا غازی صفوں کے پار
جو دل تھا اس سپاہ کا لوہے کا تھا حصار — کاٹا ہے جس پہاڑ کو اللہ رے کارزار
اڑتے ہیں وہ شرر دمِ تیغ دلیر سے
اب معرکہ پڑا ہے ترائی میں شیر سے

پاتے ہیں یہ خبر جو شہنشاہِ دیں پناہ — ہوتے ہیں گاہ خوش کبھی کرتے ہیں رو کے آہ
تکبیر کہہ کے جوش میں بڑھ جاتی ہے سپاہ — ناگاہ سب نے جانبِ میداں جو کی نگاہ
دیکھا ہوا بدل گئی رُخ ہیں پھرے ہوئے
پلٹے ادھر ہیں فوج کے بادل گھرے ہوئے

www.emarsiya.com

آگے ہیں افسرانِ سپاہِ جفا شیم
پہلے جنھوں نے گاڑا تھا میداں میں وہ علم
جس تک پہنچ سکے بھی نہ تھے بانیٔ ستم
جیتے تھے معرکہ وہ علمدار ذی حشم
کوشش یہ ہے کہ کھو تو چکے آن بان کو
رہ جائے نام دوڑ کے لے لیں نشان کو

رایت پہ جب پہنچ لئے چلائے یوں عدو
ہو جائے باخبر سپہِ شاہِ نیک خو
دریا کو لڑ کے لے چکا وہ شیر جنگجو
اب ہم علم یہ لیکے بڑھاتے ہیں آبرو
ہوگا عوض جو تھم نہ سکے اس مقام پر
قبضہ کرینگے بڑھ کے خیام امام پر

سنکر یہ شور دست بہ قبضہ ہوئے دلیر
للکارے سب وہیں سے کہ لاشوں کے ہونگے ڈھیر
تھے بسکہ وہ علم کے قریں دور تھے یہ شیر
کتنوں نے جوڑے تیر کمانوں میں کی نہ دیر
نعرہ کیا غضب میں کسی نامدار نے
گھوڑے کی باگ اٹھا دی کسی شہسوار نے

غل پڑ گیا یہ لینے نہ پائیں بس اب علم
بیٹھے سنبھل کے رخش پہ خود خسروِ اُمم
لپکے جواں لئے ہوئے تلواریں برق دم
لڑکوں کے غول بڑھ گئے اور آگے سو قدم
بچپن کے قہر و غیظ میں تیور بدل گئے
قابو سے اپنے عون و محمد نکل گئے

وہ وقت تھا ادھر کہ چلے تھے یہ شیر نر
ان افسروں نے ڈالے تھے رایت پہ ہاتھ اُدھر
اکھڑا نہ تھا نشاں ابھی ناگہ بہ کر و فر
آ پہنچے رخش اڑا کے علمدار نامور
سن سے چلی حسام کہ دشمن جھجک پڑے
جن میں علم تھا ہاتھ وہ کٹ کر لٹک پڑے

www.emarsiya.com

بے دست ہو کے منہ کے بھل آئے دغا شعار — کی اور ضرب کہہ کے کہ لو دوسرا بھی وار
بڑھ کر علم پہ ٹوٹ پڑے اور نابکار — یہ بھی جھکے انھیں پہ مچا شور گیر و دار
کٹ کٹ کے ٹکڑے ہو گئے ہر پہلوان کے
کشتوں کے پشتے بندھ گئے گرداس نشان کے

لاشے ابھی پھڑک ہی رہے تھے کہیں کہیں — آ پہنچے غازیان سپاہ ظفر قریں
روکا سبھوں کو بڑھ کے پکارے امام دیں — ہاں مشعلیں اٹھا دو کہ روشن ہو سب زمیں
بڑھ آئیں جن کو لطف ہو جنگ آزمائی کا
اچھی طرح سے معرکہ دیکھیں لڑائی کا

عباس شیر دل مرے جرار مرحبا — قطاع دست بدعت اشرار مرحبا
خالق بڑھائے ہمت پیکار مرحبا — ڈوبی رہے لہو میں یہ تلوار مرحبا
کہہ سکتے کیا ہیں اب جو ادھر ہیں ہٹے ہوئے
آگے بڑھو پھڑکنے دو لاشے کٹے ہوئے

ہاں میرے صف شکن اسد ضیغم عرب — چمکے سروں پہ چڑھ کے حسام قضا لقب
دعوے بڑے ہر اک کو ہیں نامی کہیں بے ادب — رہ جائیں حوصلے نہ یہ جی بھر کے لڑ لیں سب
حربے ادھر کے تیغ سے لڑ لڑ کے ٹوٹ جائیں
ہاتھ ان کے ایسے شل ہوں کہ تلواریں چھوٹ جائیں

بولا یہ ہاتھ جوڑ کے وہ آسماں مقام — تکلیف کی حضور نے مجھ سے ہے غلام
اب کیا لڑینگے یہ ابھی بھاگے ہیں یا امام — دریا پہ سب نمود مٹی دھو گئے وہ نام
بہتر ہے پھر جو حکم ہے جنگ آزمائی کا
بعد اس دغا کے نام نہ لیں گے لڑائی کا

www.emarsiya.com

یہ ذکر تھا کہ فوج گری آن کر وہ سب　　تیغوں کی تابشوں سے سحر ہو گئی وہ شب
آگے تھے جتنے کاٹ کے انکو بصد غضب　　لاکھوں پہ جا پڑا وہ ہزبرِ شہِ عرب
ہلچل مچی یزید کی نامی سپاہ میں
تلوار جم کے چلنے لگی رزم گاہ میں

سن سن چلی تو گرز و سنان سپر کٹے　　یوں آ پڑے لعیں کہ ہزاروں کے سر کٹے
جانیں لڑا دیں بڑھ کے جدھر سے ادھر کٹے　　تلوار سے لپٹ گئے قلب جگر کٹے
کیا لڑتے روسیہ ملک الموت ساتھ تھا
جس نے پکڑ لی ڈھال نہ سر تھا نہ ہاتھ تھا

وہ تیغ برق تاب وہ کس کس ہزبر کے ہاتھ　　آفت ہیں سر کے ہاتھ قیامت کمر کے ہاتھ
اونچے ہوئے جدھر پے ضرب اہل شر کے ہاتھ　　حربوں سمیت کٹ کے گرے دور ادھر کے ہاتھ
جو جو بڑھ آئے فرق پہ آڑیں کئے ہوئے
ڈھالیں سروں سے اڑ گئیں پہنچے لئے ہوئے

لو اب سمٹتے آتے ہیں اظلم ادھر اُدھر　　گرتی ہے اب وہ برق شرر دم ادھر اُدھر
بادل سپہ کے پھٹتے ہیں پیہم ادھر اُدھر　　تیغیں برس رہی ہیں جھما جھم ادھر اُدھر
تھرا رہے ہیں دور پھکیت اس کمال پہ
گھٹتی نہیں وہ تیغ نہ رکتی ہے ڈھال پہ

حملہ کیا اِدھر کبھی، چھپٹے اُدھر کبھی　　اس دل میں دھنس گئے کبھی کاٹے وہ سر کبھی
قلب سپہ کو کر دیا ، زیر و زبر کبھی　　پہنچے پلٹ کے میمنہ فوج پر کبھی
گہہ میمنہ سے میسرہ والوں پہ جا پڑے
جب پھر علم پہ ہو گیا جھرمٹ پھر آ پڑے

www.emarsiya.com

پھر اس نشاں کے گرد اڑے سر ہزار ہا
لاشے گرے زمیں پہ برابر ہزار ہا
اور آ پڑے علم پہ ستمگر ہزار ہا
ٹوٹے سنان و نیزہ و خنجر ہزار ہا
کاٹی یہ اب کی فوج کہ غصہ تھا شیر کو
دونا بلند کر دیا لاشوں کے ڈھیر کو

جوش غضب میں ڈال کے کاندے پہ خود شکرام
حلقہ تھا جتنا لاشوں کا رونداد یا تمام
دیکھا کہ اب ادھر نہیں بڑھتے سران شام
موقعہ دیا وغا کا انھیں روک لی حسام
شامت تھی وہ پلٹ کے علم پر جو آ پڑے
پھر باگ اٹھا دی رخش کی لشکر پہ جا پڑے

اس حد سے کاٹتے ہوئے فوجوں کو سر بسر
اُس حد پہ نکلے جا کے وہ نعرہ ہوا اُدھر
چاپہنچے میمنہ پہ اُدھر سے بکر و فر
پھر دھنس کے میسرہ کی صفوں تک کیا گزر
رستے بلند لاشوں سے ہر بار ہو گئے
ڈوبے جدھر سیاہ میں اُس پار ہو گئے

لڑنا وہ جھرمٹوں میں وہ ہنگامۂ وغا
حملوں کی حد نہ تیغ زنی کی کچھ انتہا
وار اُن کے خالی جاتے ہیں گرتے ہیں اشقیا
لو ہاتھ جھوٹے ہو گئے جھوٹوں سے اب ہوا کیا
کتنے جری تھکے ہیں یہ خنگ آزمائی میں
گھٹنے زمیں پہ ٹیک دیے ہیں لڑائی میں

فرماتے ہیں ادھر سے یہ شاہنشہ دلیر
شاباش اب تو مار اتارا ہے میرے شیر
واں دیکھے افسروں نے جو کشتوں کے اپنے ڈھیر
ساری سپہ کے کر دیے دو غول کی نہ دیر
ہر بد نہاد کھیل گیا اپنی جان پر
دریا پہ ایک بھیڑ چلی اک نشان پر

www.emarsiya.com

جھپٹا علم پہ ہاتھ ہی ان کے وہ شہسوار — یوں آ گرے شجر پہ ملخ جیسے بے شمار
لاشے پٹے جو گرد نہ ہوتے کئی ہزار — رایت اکھاڑ بے گئے تھے وہ زبوں شعار
بجلی گری تڑپ کے ہر اک بدمعاش پر
گھوڑے کٹے الٹ گئے گھوڑوں کی لاش پر

چلتی تھی تیغ تیز برابر علم کے گرد — بڑھ بڑھ کے کٹ رہے ہیں تمکر علم کے گرد
کیا بدبلا ہیں گرد دلاور علم کے گرد — اٹھتے ہیں گر کے لاشۂ بے سر علم کے گرد
کوشش وہی ہے جوش وہی ہے جوان کو
مردے ٹٹولتے ہیں کہ لے لیں نشان کو

کاوے میں رخش کے انھیں روندا رہا ہے شیر — لاشوں کا ٹیکرا ہے بلند اسقدر ہے ڈھیر
کشتوں پہ چڑھ کے جاتے ہیں رایت پہ جو دلیر — نیچے سنان کے آتے ہیں غلطاں عدو ہیں یہ
صورت یہ اب کٹی ہوئی فوج گراں کی ہے
سب بند ہے کھلی ہوئی چوٹی نشاں کی ہے

دیکھا جو آپ نے کہ وہ غدار عاجز آئے — انبار کشتگاں سے فرس کو اتار لائے
آواز انھیں دی گرد تھے جو پرے جمائے — لو کھد و سب سپاہ سمٹ کر علم پہ آئے
لاشوں سے کھینچ لینے کی ہمت بھی دیکھ لیں
جرأت تو سب کی دیکھ لی قوت بھی دیکھ لیں

بولے یہ سرکشان سپاہ زبوں شیم — کھیت اسطرف تو رہ گیا کیا فتح کا ہے غم
سب پر کھلا ہے زور ید اللہ ذی حشم — لاشوں سے کیوں نہ کھینچ لیا آپ نے علم
کٹوا دی فوج رکھ لیا اس آن بان کو
پایا حضور نے نہ ہمیں نے نشان کو

www.emarsiya.com

فرمایا اس جری نے کہ خفت کے ہیں کلام ہوتی حیا تو منہ سے نہ لیتے علم کا نام
کیوں ہم نہ لے سکے یہ نشانِ سیاہ شام شرماؤ دل میں کچھ تمھیں منہ تے ہیں خاص و عام
اچھا پھرا کے روک لو گو وقت ٹل گیا
دیکھو علی کا زور وہ رایت نکل گیا

یہ کہہ کے پچھلے پاؤں دبایا جو راہوار سب بیچ میں وہ آ گئے غل کر کے ایکبار
قربان جرأتِ اسدِ شاہِ نامدار برچھا لیا وہیں سے اڑا رخش بیقرار
اونچا گیا سروں سے چھلاوا نگاہ میں
چھیدا سرِ علم اسی برچھے سے راہ میں

اکھڑا زمیں سے زور کے ہلے میں یوں علم لاشوں کے ٹکڑے بھی نکل آئے کئی بہم
اترا فرس اُدھر کہ جدھر تھے شہ اُمم پھینکا تکان دے کے وہ رایت بصد حشم
دوڑے اٹھانے خاک سے دشمن جناب کے
گھوڑے نے ٹکڑے کر دیئے پاؤں سے داب کے

اٹھا تمام فوج میں اک غلغلہ عظیم کیا زور تھا دہل گیا سب لشکر لئیم
بڑھ کر پکارے واں سے خدیو ملک ندیم کیوں سرکشو یہ کیا ہے کہ طاری ہے خوف و بیم
دعوے ہیں تم تو لوگ ہو سب آن بان کے
رہ جائے نام اٹھا لو یہ ٹکڑے نشان کے

پھر آبدیدہ ہو گئے بھائی کو دی صدا اے میرے یادگارِ پدر میں تیرے فدا
لاؤں زباں کہاں سے پئے مدحتِ وغا دکھلا دیا ہے معجزۂ جنگ مرتضیٰ
بس حشر تک یہ معرکہ کافی ہے آپ کا
دنیا میں نام رہ گیا بیٹے سے باپ کا

www.emarsiya.com

کب تک ملو گے آکے بھر آیا ہے میرا دل　　رونا نہ آئے صدمۂ دوری ہے جاں گسل
اب انکی اصل کیا جو ہیں ساحل کے متصل　　دیکھو کہ کوئی بڑھ نہ سکا سب ہیں پا بہ گل
اونچے جو ہوتے پہلے ہی مرجاتے آن کے
نامی یہ ہیں جو کٹ گئے نیچے نشان کے

فتح اور حضرتِ عباس کو علمِ فوجِ حسینی ملنا

کچھ قصدِ عرض رکھتے تھے عباسِ نامور　　بولے مصاحبوں سے شہنشاہِ بحر و بر
لاؤ نشانِ فوج بنی جا کے جلد تر　　آیا علم تو لے کے بڑھے خود بچشمِ تر
فرمایا پیار سے کہ عطیہ خدا کا ہے
رایت وہ کیا تھا لو یہ علم مرتضیٰ کا ہے

اے ثانیٔ علی تہ افلاکِ نہ طبق　　لائق تمھارے یہ ہے تم اسکے ہو مستحق
قدر اسکی جانتے تھے دلیران ما سبق　　غم سے منافقوں کے بھی منہ ہو گئے تھے فق
تشویشِ فتح جب تھی رسولِ قدیر کو
خیبر میں تب ملا تھا جنابِ امیر کو

طوبیٰ ہے جس سے اوج میں کم وہ نشان ہے　　بالا ہے جس کا جاہ و حشم وہ نشان ہے
بابا کے پاس تھا جو علم وہ نشان ہے　　دیتے ہیں خود جسے تمھیں ہم وہ نشان ہے
اب تک انھیں کے عہد سے ملت کا ساتھ تھا
اس عہد نشانِ امامت کا ساتھ تھا

www.emarsiya.com

کب تک ملو گے آکے بھر آیا ہے میرا دل رونا نہ آئے صدمۂ دوری ہے جاں گسل
اب انکی اصل کیا جو ہیں ساحل کے متصل دیکھو کہ کوئی بڑھ نہ سکا سب ہیں پا بہ گل
اونچے جو ہوتے پہلے ہی مر جاتے آن کے
نامی یہ ہیں جو کٹ گئے نیچے نشان کے

فتح اور حضرتِ عباس کو علمِ فوجِ حسینی ملنا

کچھ قصدِ عرض رکھتے تھے عباسِ نامور بولے مصاحبوں سے شہنشاہِ بحر و بر
لاؤ نشانِ فوج بنی جا کے جلد تر آیا علم تو لے کے بڑھے خود بچشمِ تر
فرمایا پیار سے کہ عطیہ خدا کا ہے
رایت وہ کیا تھا لو یہ علم مرتضیٰ کا ہے

اے ثانیٔ علی تہ افلاکِ نہ طبق لائق تمھارے یہ ہے تم اسکے ہو مستحق
قدر اسکی جانتے تھے دلیران ما سبق غم سے منافقوں کے بھی منہ ہو گئے تھے فق
تشویشِ فتح جب تھی رسولِ قدیر کو
خیبر میں تب ملا تھا جناب امیر کو

طوبیٰ ہے جس سے اوج میں کم وہ نشان ہے بالا ہے جس کا جاہ و حشم وہ نشان ہے
بابا کے پاس تھا جو علم وہ نشان ہے دیتے ہیں خود جسے تمھیں ہم وہ نشان ہے
اب تک انھیں کے عہد سے بدست کا ساتھ تھا
اس عہد نشانِ امامت کا ساتھ تھا

www.emarsiya.com

جنگ فرات

باہم یہاں تو سب میں یہ باتیں تھیں ناگہاں
جنگی دہل فرات پہ گر جا کہ الاماں
پہنچا سمٹ کے نہر پہ سب لشکر گراں
حملہ ہوا ادھر سے بھی جھپٹا یہ نوجواں
بھاگے شکست خوردہ سلاحوں کو چھوڑ کے
گھوڑا نکل گیا صف اوّل کو توڑ کے

ٹاپوں سے ٹوٹتے ہوئے نیزے جو چرچرائے
ہیبت سے بند بند شریروں کے تھرتھرائے
روئیں تنوں کے رونگٹے جسموں پہ جھرجھرائے
صیحہ کیا فرس نے اسد جیسے گرگرائے
اٹھنے لگے دغا سے قدم ہر دلیر کے
صف دوسری الٹ گئی نعروں سے شیر کے

بعد ان صفوں کے تیسری صف میں دھنا جری
کچھ اٹکے تھوڑی دیر کو شامی و خیبری
سر بچھ گئے کئے جو کئی وار سرسری
جلتے ہی پڑ گئی صف چارم میں ابتری
حملہ ہزیر کا غضب کردگار تھا
دوڑا فرس جو پھر صف پنجم کے پار تھا

آئے صف ششم میں مچا شش جہت میں غل
دریا لہو کے بہہ گئے بندھ کر سروں کے پل
نعروں سے طبل الٹ گئے پھٹ پھٹ گئے دہل
سوجھا نہ دیتک ہوئیں سب مشعلیں جو گل
سمجھے وہ لڑ رہے ہیں سپاہی ڈٹے ہوئے
دیکھا جو پھر پھڑکتے ہیں لاشے کٹے ہوئے

www.emarsiya.com

بھاگ پڑی اسد صفِ ہفتم پہ جا پڑا — تڑپا جو یاں فرس ادھر اترا یہ آ پڑا
ہل چل پڑی کہیں، تو کہیں زلزلہ پڑا — کشتوں کے ڈھیر ہو گئے رن جا بجا پڑا
واں تک زمیں جو دب گئی لاشوں کے بار سے
دوڑا ادھر نشیب کو دریا کنار سے

ساحل پہ شور اٹھا کہ بڑھو جدو کد کرو — اس صف کے پاؤں اُکھڑنے نہ پائیں مدد کرو
ہاں پاس آبروئے اب و عمّ و جد کرو — جانیں لڑا دو شیر کے حملوں کو رد کرو
اتنا تو ہو نہ کچھ ہو جو موقعہ لڑائی کا
لاشوں سے کٹ کے روکو درستہ ترائی کا

پہنچا وہیں سے انکی صدا پر وہ شیر نر — تلوار وہ چلی لبِ دریا کہ الحذر
شاطر نے بڑھ کے فوج حسینی کو دی خبر — عرصہ نہیں ہے لو کوئی دم میں ہے اب ظفر
گیتی ہلا دی شیر نے نزدیک گھاٹ کے
لے لی ترائی سات جداروں کو کاٹ کے

شور و غا پہ کان لگائے ادھر تھے سب — نعرے ہوئے خوشی کے یہ سنکر بصد طرب
بولا کوئی سنو تو یہ غوغا ہے اور اب — ایسا ہے غل کہ جیسے ہو لشکر اماں طلب
شورش کب اتنی کم تھی شہریانِ شام کی
صاف آتی ہے صدا کہ دہائی امام کی

سنکر خوشی سے بڑھ گئے سقے سوئے فرات — اشتر چلے پکھالوں کے اسپر بھی آٹھ سات
یوں سب جواں بڑھے کوئی جیسے چلے برات — دوڑے پکارتے ہوئے سلطان نیکذات
بس بھائی جان بھاگنے والوں کو راہ دو
دشمن پناہ مانگ رہے ہیں پناہ دو

www.emarsiya.com

ہر چند ان کی عفو کے قابل نہیں خطا — رونا مگر سنا نہیں جاتا کروں میں کیا
دیکھو نہ دے رہے ہیں دہائی یہ اشقیا — جرأت دکھائی رحم بھی دکھلا دوں میں فدا
ٹھہرو عنانِ اسپِ وفادار روک لو
یہ دوسری ظفر ہے کہ تلوار روک لو

اللہ رے پاسِ حکم شہنشاہِ بحر و بر — جوشِ غضب تھا روک لی پر تیغ شعلہ ور
بھاگی بچا کے جان اندھیرے میں فوجِ شر — ہونٹوں کو چاٹنے لگے عباس نامور
پلٹے مقامِ رزم سے غصہ کو ٹال کے
نعرہ کیا فرات میں گھوڑے کو ڈال کے

پہنچے بھوں کے ساتھ امامِ فلک مقام — غل تھا بس آج ہو گیا جرأت کا اختتام
پاس آئے شہ جو پیار کے کرتے ہوئے کلام — بولا جری کہ تابعِ فرماں ہے یہ غلام
وہ بچ گئے تصدقِ شاہِ انام میں
حسرت ہے اب کے پہنچے یہ پانی خیام میں

سقوں کی سمت مڑ کے یہ بولے رفیقِ شاہ — مشکوں میں لیلو آب چلو سوئے خیمہ گاہ
بھرے ظروف لاکے ہو پانی کی جس کو چاہ — نکلے یہ سن کے نہر سے عباسِ عرش جاہ
جب تک بھرے نہ ظرف ہر اک نیک ذات کے
روکے رہے فرس کو کنارے فرات کے

پانی سے بھر چکیں جو پکھالیں سب ایکبار — اونٹوں پہ بار کر کے چلے مردمانِ کار
سقے بڑھے تو ہو لئے پیچھے رفیقِ دیار — بھائی کو ساتھ لے کے پھرے شاہِ ذی وقار
رُخ تھا خوشی سے سرخ عزیزانِ شاہ کا
جھرمٹ چلا عقب میں حسینی سپاہ کا

www.emarsiya.com

پانی خیمے میں آنا اور فتح کی خوشی

واں بڑھ کے خادمات نے خیمے میں دی خبر — لو صاحبو خوشی کی گھڑی ہے ہوئی ظفر
دشمن ذلیل ہو گئے اب کیوں ہو نوحہ گر — آتے ہیں کوئی دم میں شہنشاہِ بحر و بر
کہہ کر گئے تھے گزرے نہ اُس دم کی بات سے
چھوٹے حضور لاتے ہیں پانی فرات سے

سنتے ہی در پہ آگئیں شہزادیاں تمام — آنسو رواں عقب میں کنیزوں کا اژدہام
جاں آگئی صغیروں میں پانی کا سنکے نام — دوڑی سبھوں کے ساتھ سکینہ اُٹھا کے جام
زینب دعا کے واسطے قبلہ کو پھر پڑی
چھوٹی بہو علی کی تو سجدے میں گر پڑی

پہنچے مع سپاہ اِدھر بادشاہ دیں — ڈیوڑھی پہ غُل ہوا کہ نہ روئے کوئی خریں
ہٹ جاؤ پردے والو محل دیر کا نہیں — تشریف گھر میں لاتے ہیں عباسِ مہ جبیں
ہمراہ سب عزیز ہیں ہاتھوں میں ہاتھ ہے
خود قبلہ امم بھی برادر کے ساتھ ہیں

پہنچے جو در پہ بڑھ گئے آگے شہ انام — سقوں سے خادمات نے مشکیں لیں وہ تمام
اس طرح گھر میں آئے علمدار نیک نام — مشکیزہ ایک ہاتھ میں اک ہاتھ میں حُسام
رونے لگے حرم سوئے عباس آنکر
بہنیں بلائیں لینے لگیں پاس آن کر

www.emarsiya.com

بولیں یہ رو کے زینب مغموم و پُر محن — اے ابن مرتضیٰ ترے قربان ہو بہن
دکھلائے وہ آج جو یا یا کے تھے چلن — جاں باز، ناصر غربا، شیر صف شکن
لے آئے آب کاٹ کے فوجیں تمام کی ہیں
کوشش کے صدقے جان لڑا دی لڑائی میں

ہے ہے یہ کیسا آیا ہے غارتگروں کا دور — پرساں نہیں کوئی کہ ہے کیا وجہ ظلم و جور
آگے کبھی نہ دیکھے تھے ایسے ستم کے طور — امت نہ سمجھی آل نبی ہیں کہ کوئی اور
واقف تھے سب مقام رسالت پناہ سے
کعبہ یہ گھر ہے اس پہ چڑھائی گناہ ہے

بھیا خبر جب آتی تھی بڑھتے ہیں بد حواس — ہر بار ٹوٹ جاتی تھی ہم بیکسوں کی آس
وہ زاری و بکا وہ دعائیں بصد ہراس — جاتی تھیں پردہ والیاں ڈیوڑھی پہ بے حواس
پاتی تھیں واں نہ جب شہ گردوں سریر کو
مڑ کر پکارتی تھیں جناب امیر کو

غلوں میں غل جب اٹھتا تھا میداں سے بار بار — رونے میں یا علی کی ادھر ہوتی تھی پکار
تھا کون دیکھتا جو وہ عترت کا حال زار — کھولو بس اب کمر کہ مرا دل ہے بیقرار
آنکھیں بچھاؤں زخم تن و سر کو دیکھ لوں
بیٹھو کوئی گھڑی کہ میں جی بھر کے دیکھ لوں

پردہ کرو نہ مجھ سے بڑھے تھے جب اہل شام — شانے پہ تیر کھایا تھا اے بازوئے امام
بولا سر ادب کو جھکا کر وہ نیک نام — تشویش کچھ نہ کیجئے زخمی نہیں غلام
زیبا ہے سر کروں جو نثار اس ملال پر
سب ماں کی شفقتیں ہیں غلاموں کے حال پر

www.emarsiya.com

خادم ہوں میں رہین توجہ ہوں مو بمو — مردود کردگار تھے رد ہو گئے عدو
کھاتا میں کوئی زخم تو ہوتا نہ سرخرو — ہاں پانی لا کے رہ گئی دنیا میں آبرو
پیاسوں کے منہ سے مورد شرم و حجاب ہوں
دریا پہ دیر ہو گئی کیوں آب آب ہوں

روئے یہ سُن کے جوش قلق میں شہ زماں — سب معرکے بہن سے مفصل کئے بیاں
فرمایا پھر کہ مجھ کو تردد تھا بے گماں — اس گھر کی بات رہ گئی ہنگام امتحاں
نصرت میں کچھ دغا سی دغا کی ہے شیر نے
کرتے یہی علی جو کیا اس دلیر نے

لو مضطرب ہیں پیاسوں کو پانی بس اب پلاؤ — عباس نے کہا کہ سکینہ کدھر ہو آؤ
بی بی یہ نیمچی مشک صغیروں میں لے کے جاؤ — دو آب سرد سب کو پیو، ہاتھ منہ دھلاؤ
یہ کیا ہے رو رہی ہو کہیں حال زار سے
روٹھی ہو کچھ تو آ کے منا لائیں پیار سے

واں سنئے جب سے دیکھا تھا خیمے میں آتے آب — ضبط عطش سے بالی سکینہ کو تھی نہ تاب
بچوں پہ سب جھکی تھیں کنیزیں جگر کباب — مشکوں پہ سینے رکھ دئے تھے باصد اضطراب
لپٹے تھے رفع تشنہ دہانی کیواسطے
روتے تھے پھوٹ پھوٹ کے پانی کیواسطے

مشکیزہ لیکے خود گئے عباس نیک ساس — پانی سے سب صغیروں کی جلدی بجھائی پیاس
زینب کے ساتھ آئے عزیزان حق شناس — پہنچا دیا وہ آب فراواں ہر اک کے پاس
خوش خوش بھرے لئے ہوئے ہاتھوں میں ہاتھ سب
نکلے محل سے خسرو عالم کے ساتھ سب

www.emarsiya.com

آگے بڑھ آئے حضرت عباسِ ذی حشم — تقسیم یاں بھی ہو گیا پانی زہے کرم
آیا جو آب خاصۂ سلطانِ محترم — سب کو پلا کے نوش کیا کچھ بہ ریخ و غم
حاضر وفا شیم ہوئے فرطِ سرور میں
گزریں خوشی سے فتح کی نذریں حضور میں

ہاتھوں پہ رکھ کے تیغ علمدار نامدار — جھک کر برائے نذر بڑھے با صد انکسار
بیتاب ہو کے بڑھ گئے خود شاہِ ذی وقار — سینے سے سر لگا کے بہت روئے زار زار
فرمایا کیا یہ کرتے ہو میں بیقرار ہوں
بھیا تمھاری قدر نہ کی شرمسار ہوں

گرنے لگا قدم پہ یہ سن کر وہ با وفا — آئی صدا علی کی کہ شبیر میں فدا
آقا ہو تم غلام ہے یہ تو پسر مرا — بیٹا نشاں عطا کیا قدر اور کرتے کیا
خاطر ضرور چاہیے خدمت گزار کی
نذرِ ظفر قبول کرو جاں نثار کی

عباس کیا زمانے میں ہوتے ہم آج گر — یہ معرکہ وہ تھا کہ فدا کرتے تم پہ سر
یہ سن کے تیغ اٹھا تو لی وہ ہاتھ سے مگر — بھائی کی پھر کمر سے لگا دی بچشم تر
تسلیم کر کے ہاتھ سے رایت کو تھام کے
سر رکھ دیا جری نے قدم پر امام کے

جھک کر گلے سے شہ نے لگایا بصد سرور — بولا وہ با وفا کہ سلامت رہیں حضور
ناگہ سحر کا چرخ پہ ہونے لگا ظہور — آئی نسیم زمزمہ پیرا ہوئے طیور
گزری ہوا جو صبح کی جنگل کے پاس سے
صحرا تمام بس گیا پھولوں کی باس سے

www.emarsiya.com

ہفتم محرم سے عاشور تک

فارغ ہوئے نماز سے یاں شاہِ نیک خو
واں چھا گئیں پھر آن کے فوجیں کنارِ جو
اور آ گئی سپاہِ یلانِ سیاہ رو
پھر ہو گیا محاصرہ لشکر کا چار سو
غوغائے فوج گونج گیا شش جہات میں
رایت کھلے کہ ملگئی رات اور رات میں

چلّایا ابنِ سعد تسمگر میانِ فوج
بڑھ جائیں راہ نہر کو روکیں سرانِ فوج
دریا کا بندوبست کریں پھر یلانِ فوج
گھر جائے پھر فرات پہ ابر روانِ فوج
بے اس کے جنگ کی تو ظفر یاب ہو چکے
لڑنا ابھی نہ ان سے کہ سیراب ہو چکے

فاقوں میں جب یہ شیر گزر جائیں تب لڑو
گھٹ گھٹ کے زور، منہ جب اتر جائیں تب لڑو
بگڑے ہیں کام جو وہ سنور جائیں تب لڑو
بچے تڑپ کے پیاس سے مر جائیں تب لڑو
ٹوکو ابھی نہ فوجِ شہِ مشرقین کو
تب وقت ہے غش آتے ہوں جب دم حسین کو

القصّہ دو رہٹ کے سب اُتری سپاہِ شام
فوجِ غم و الم میں گھرے خسرو انام
دن بھر رہی تعدّی فوجِ سقر مقام
طولِ جفا سے ہو گیا اندھیر بعد شام
سمجھے حرم کہ عمر اسی شب میں بسر ہوئی
چھروں سے جنگ لڑے تو نمایاں سحر ہوئی

www.emarsiya.com

آیا دن آٹھویں کا کہ روزِ سیاہِ غم — تھا دل پہ غم زدوں کے ہجوم سیاہ غم
زردی تھی روئے مہر فلک پر گواہِ غم — گویا کھلا ہوا تھا سر داد خواہِ غم
اس دن پہ شب وہ آئی کہ تشنک تھا یہ ماہ کو
پہنا ہے روز غم نے لباس سیاہ کو

گزری جو یہ بھی رات تو آیا بلا کا دن — تاریخ وہ نویں، غم لا انتہا کا دن
غل تھا یہ دن ہے گریۂ ارض و سما کا دن — اس دن کے بعد ہوگا بس اب کل دغا کا دن
دنیا بھری ہوئی ہے شہِ کائنات سے
رات آئی پھر فزوں تھی جو محشر کی رات سے

تھی خیمۂ حسین میں فریاد دل خراش — وہ شور العطش کہ ہو دل سن کے پاش پاش
بسمل تھا کوئی غش تھا کوئی صاحب فراش — سیدانیوں میں غل تھا کہ موت آئے ہم کو کاش
کیا اہل دل نہیں ہے کوئی فوج شام میں
تیر آئے ہیں صدائے فغاں پر خیام میں

کمریں کسے تھے ناصرِ دیں گرد بارگاہ — پھیلے تھے یوں کہ چار طرف کی رکی تھی راہ
بڑھ آتے تھے جدھر سے یورش کر کے کینہ خواہ — جا پڑتے تھے یہ شیر وہ ہٹ جاتی تھی سپاہ
سب مستعد تھے دشمنِ ایماں لڑائی پر
ہنگامہ زائے حشر تھا غوغا ترائی پر

ماتم ادھر تو اہل فلک میں جو دل ہلائے — غل تھا زمیں پہ آتی ہے آفت خدا بچائے
کیا جانئے کہ حادثہ کل کیا فلک دکھائے — عمریں خدا پرستوں کی آخر میں ہائے ہائے
احمد کو غم ہے، دکھ اسد کردگار کو
خاصان حق نے چھوڑ دیا ہے مزار کو

www.emarsiya.com

آتی تھی قوم جن کی یہ آواز جانگزا — کیسی بلا کی رات ہے یہ وا مصیبتا
امت نے افتخارِ سلیماں سے کی دغا — گھیرے ہیں آلِ پاک محمد کو اشقیا
ملجائے کاش حکم شہِ خوشخصال کا
طبقہ الٹ دیں ان پہ مقام جدال کا

رونے کی آرہی تھی صدا رن سے بار بار — منہ ڈھانپے بین کرتی تھی کوئی جگر فگار
نوحہ یہ دم بہ دم تھا زباں پر بحال زار — اے تشنہ لب حسین تری پیاس کے نثار
ہے ہے ستم کا دیکھا ہے خواب اضطرار میں
ماں غم نصیب سونے نہ پائی مزار میں

امت نے کچھ کیا نہ ادب ہائے ہائے — بے آب و سر ہے یہ شب ہائے ہائے ہائے
بچے نہ بھولے رنج و تعب ہائے ہائے — عترت کا ساتھ والے غضب ہائے ہائے ہائے
غربت میں یوں تو سب پہ کچھ ایذا گزرتی ہے
او بے دیار دل یہ ترے کیا گزرتی ہے

www.emarsiya.com

(۴)

تیسری جدال

عنوان

فارغ بس اب یہ ذکرِ شبِ غم کہاں تلک
دامن ترا آنسوؤں سے ہو پیہم کہاں تلک
تصریحِ ظلمِ لشکرِ اظلم کہاں تلک
ہاں وقتِ انتقام ہے ماتم کہاں تلک
عباسِ شیر دل کی دکھائے مصاف پھر
لکھ تیسری جدال کہ میداں ہو صاف پھر

گو لکھ چکا ہے تو شبِ ہفتم کی وہ جدال
اب کیا کہیگا اہلِ سخن کو ہے یہ خیال
عاجز نہ ہو مدد پہ ہیں عباس خوشخصال
عرض ان سے کر کہ اے اسدِ شیرِ ذوالجلال
حسرت ہے کارنامۂ روزِ دہم لکھوں
سینوں میں دل ہلیں وہ مصافِ سوم لکھوں

اے سیف آبدارِ زباں پھر ہنر دکھا
پھر یہ زمینِ نظمِ سخن خوں میں تر دکھا
اے کلکِ فکر جوہرِ تیغِ دو سر دکھا
تلوار سے کھنچی ہوئی شکلِ ظفر دکھا
گو وہ وغا بھی آئینۂ واقعات تھی
روشن ہے فرق صاف یہ دن تھا وہ رات تھی

www.emarsiya.com

وہ رنگ یوں چھپائے گی یہ نظم لاجواب — جس طرح سے فروغ قمر پیش آفتاب
اونچے تھے گو کہ واں بھی خیالاتِ انتخاب — لیکن فلک کے اوج سے نیچے ہیں سب سحاب
اس طرح برتری ہے اِسے اُسکے حال پہ
جیسے بڑھی تھی دوسری پہلی جدال پہ

خونی ہے ابر طبع بڑھی ہے اُمنگ اور — یہ اور آسماں ہے دکھائیگا رنگ اور
ان دونوں معرکوں کے بیاں کا تھا رنگ اور — حملے یہ اور ہیں خطر آگیں یہ خبگ اور
جرأت کا خاتمہ ہے وہ آفت کی رزم ہے
میداں یہ حشر کا ہے قیامت کی رزم ہے

مضطر ہے شوق مدحتِ شمشیر شعلہ بار — مصرعے دم رزم چمک اُٹھتے ہیں بار بار
کاغذ ہے مثل سطحۂ سیماب بیقرار — خامے سے دوڑتا ہوا شعلہ ہے آشکار
دم بھر رواں نہ ہو جو سیاہی تو دم رُکے
بجلی بنا ہے ہاتھ میں کیونکر قلم رُکے

یا اہل ظلم پر غضب آیا کریم کو — جنبش ہوئی جگہ سے عذاب عظیم کو
دیکھا وہ شامتوں نے سپاہِ لئیم کو — تاکا وہ آفتوں نے گروہِ رحیم کو
ڈر کر وہ رنگ اُڑے رخ قوم ضلال کے
پردہ اُٹھا وہ منہ سے بلائے جدال کے

بھاگے لرزتے امن و اماں شکل دیکھ کر — کی شورش سیہ نے فغاں شکل دیکھ کر
ہستی ہوئی عدم میں نہاں شکل دیکھ کر — کانپی اجل نکل گئی جاں شکل دیکھ کر
دہلیں نہ کیوں سپہ کی شکل قیامت کھنچی ہوئی
دیکھو خدا کے قہر کی صورت کھنچی ہوئی

www.emarsiya.com

صبح روز عاشورہ

جب حاملِ نشانِ سحر آسماں ہوا — لشکرِ ضیا کا جانبِ عالم رواں ہوا
رنگیں شفق سے مہرِ تجلی نشاں ہوا — نذرِ اجل کو کاسۂ پُرخوں عیاں ہوا
چمکا قضا کا پنجۂ سُرخ آستین سے
یا سر کوئی لہو بھرا نکلا زمین سے

اے چرخ صورتِ سحرِ پُرعذاب دیکھ — پیدا خاسے سرخیٔ رنگِ عتاب دیکھ
کیسی شفق لہو ہے دمِ انقلاب دیکھ — خوں پنجۂ بلا میں ہے آج آفتاب دیکھ
یہ صبح ہاتھ سینۂ مشرق میں ڈال کے
لے آئی ہے زمیں کا کلیجہ نکال کے

جب مہر سے کرن کوئی ہوتی تھی آشکار — ضو پڑتے ہی زمیں جھجک اٹھتی تھیں بار بار
موتن پہ راست کر کے لرزتے تھے سبزہ زار — ظلمت وہ نور میں تھی کہ دن تھا سیاہ و تار
چلتی تھی چار رخ کو ہوا اضطراب سے
آتی تھیں ہولناک صدائیں غبار سے

دیکھا یہ دن جو دہر نے اٹھا فغاں کا غل — تا لامکاں پہنچ گیا کون و مکاں کا غل
گیتی کے ساکنوں میں مچا الاماں کا غل — بالا تھا سب کے غل سے زمیں آسماں کا غل
ڈر تھا خدا کے قہر کا آفت کا دن نہ ہو
عالم کو ہول تھا یہ قیامت کا دن نہ ہو

www.emarsiya.com

سب معرضِ خطر میں ملک کرتے تھے دُعا قدسی جدا تھے محو مناجاتِ کبریا
روتے تھے خوف و بیم کی حالت میں انبیا آئے تھے خود مزار سے پیغمبرِ خدا
مضطر علی بھی تھے حسنِ دل ملول بھی
پھیلے سے بال کھولے ہوئے تھیں بتول بھی

واں سب جمارہے تھے رسالے رسالہ دار ایسی دوا دوی تھی کہ محشر تھا آشکار
قرنائیں پیدلوں میں بھی پھنکتی تھیں بار بار جنگی صفوں کی ہوتی تھیں یوں یاں استوار
ارض فساد وادیٔ کیں دبتی آتی تھی
بڑھنے سے مورچوں کے زمیں دبتی آتی تھی

امام کا خیمے سے برآمد ہونا

حملے کا قصد کرتے تھے بڑھ کر جو اہلِ شام روک آتے تھے جھپٹ کے دلیرانِ نیک نام
نکلے خیامِ طاعتِ حق سے شہِ انام حاضر ہوئے وہ شیرِ حجازی پہ سلام
ہر سمت شورِ مدحِ شہِ جزو و کل ہوا
لشکر میں بادشاہ سلامت کا غل ہوا

کی عرض غازیوں نے ہوا پر ہیں سب شریر فوجِ حضور میں کئی بار آچکے ہیں تیر
دو دن سے سب تتابع فرماں ہیں گوشہ گیر بس اب نہیں ہے ضبط کی تاب اے فلک سریر
بودوں کی اصل کیا ہے دلیروں کے سامنے
روباہ بچہ بھری کریں شیروں کے سامنے

www.emarsiya.com

بھولے ہیں بے حیا شب ہفتم کی وہ جدال — بھاگی کہاں کہاں تھی سپاہ ستمگر آل
یہ کیا ہیں سب وہ نامئ عالم تھے بدخصال — لے لیتے اُس نشان کو دعوے تو تھے کمال
نظروں میں ہے وہ رنگ لڑائی کا اب تلک
سوکھا نہ ہوگا خون ترائی کا اب تلک

تنہا ادھر تھے حضرت عباس نامور — لاکھوں ہی تھے فرات کو روکے تھے جو اُدھر
پاتے تھے بھاگتے ہوئے رستہ نہ اہل شر — کیا اُن دہائیوں کی اب ان کو نہیں خبر
ہے قصد اب کے لیکے نہ دریا کا پاٹ دیں
ضیغم نہیں جو نہر نہ لاشوں سے پاٹ دیں

بولے بہا کے اشک یہ سلطان خوش نہاد — اے مرحبا کرے گا خدا ہمتیں زیاد
کیا غم ہے گر وہ آج ہیں پھر درپئے فساد — کھل جائینگی یہ سرکشیاں سب دم جہاد
سچ ہے ملال اُٹھائیے کبتک ملال پر
بس فیصلہ ہو باندھ دو کمریں جدال پر

دو دن سے دل میں کڑھتے ہیں عباس باوفا — روکا ہے میں نے جنگ کی چاہی ہے جب رضا
دو بار ان سے قطع نظر کی دم خطا — شورش یہ تیسری ہے طرح دیجئے تا کجا
دیکھوں گا کس نے روک لیا اس دلیر کو
دریا سے اب ہٹا کے نہ لاؤں گا شیر کو

اُمت کی مغفرت سے جو ہوتا نہ مجھکو کام — ہو جاتی صبح شب کو بڑھے تھے جب اہل شام
دن ہے یہ گو کہ وعدہ و فائی کا لاکلام — سر دونگا پر خدا نے جو چاہا تو کرکے نام
سب جانتے ہیں لخت جگر کس ولی کا ہوں
تلوار سے مروں گا کہ بیٹا علی کا ہوں

www.emarsiya.com

حضرت عباس کا کنویں کھودنے کا واقعہ

پلٹے وہ شیر بندھ گئیں کمریں جمی سپاہ — کہنے لگے یہ قاسم و اکبر سے مڑ کے شاہ
پیارو کدھر ہیں آج اسدِ ضیغم الٰہ — کردو خبر کہ چلتے ہیں اب سوئے رزمگاہ
وابستہ جان زار برادر انھیں سے ہے
کھولیں علم کہ زینت لشکر انھیں سے ہے

آنکھوں میں اشک بھر کے وہ مہر و یہ بولے تب — اُن کے قلق کا آپ پہ روشن ہے حال سب
دو دن کی پیاس کا جو سکینہ پہ ہے تعب — رو دیتے تھے کبھی تو کبھی چاہتے تھے لب
غصے میں یہ سخن تھے کہ خاک اس حیات پر
ہم پانی لینے جا نہیں سکتے فرات پر

باتیں یہ کر کے جاتے تھے گھر گھر میں منہ چھپائے — آتے تھے باہر آنکھوں کو ہم چشموں سے چرائے
تلوار پکڑی تیر شریروں نے جب چلائے — جھنجھلا کے بڑھ گئے کبھی کچھ سوچ کر پھر آئے
روکے ہوئے تھی عزم، اطاعت جناب کی
ورنہ وہ روکے کاٹتے رات اضطراب کی

دھنستا ادھر سے فوج کے دل میں جو خوش خرام — کوفہ کی حد پہ جا کے چمکتی اُدھر حسام
حملوں کو روک سکتے تھے یہ سب سفر مقام — آتے وہ زلزلے کہ دہلتا دیارِ شام
دریا تو کیا ہٹا کے سپاہِ عذاب کو
طبقہ زمیں کا توڑ کے لے لیتے آب کو

www.emarsiya.com

دو معرکوں کا پیش نظر گو ہے وہ جلال — پر آج ان کے غیظ کا کچھ تھا عجیب حال
یوں ہونٹ چاٹتے تھے کہ خوف آتا تھا کمال — گویا اکٹ گیا تھا کلیجہ دم ملال
سن سن کے غلغلے سپہ بیدریغ کے
بل کھا کے زور کرتے تھے قبضے پہ تیغ کے

ہم پیار سے لپٹ تھے جا جا کے دمبدم — منت بھی کرتے تھے پہ نہ ہوتا تھا غیظ کم
کہتے تھے دیکھ کے آپ کے سر کی ہمیں قسم — لڑکے ہو گھر میں جاؤ نہ سمجھیں گے خیر ہم
کیوں سب کے ساتھ تیغ و سپر تم نے باندھی ہے
کیا مر گیا ہوں میں جو کمر تم نے باندھی ہے

آخر کو جبکہ کام نہ باتوں میں کچھ بن آئے — شب تھی سکینہ جان کو ہم جا کے پاس لائے
گودی میں لے کے پیار کیا اشک خوں بہائے — رو کر کہا لب اس نے جو سوکھے ہوئے دکھائے
واغربتا کہ حکم امام امم نہیں
دریا ہے پاس اور ہمیں پانی بہم نہیں

پھٹتا ہے دل اب آگے نہیں طاقت کلام — فرمایا پھر کہ تم سے ضروری ہے ایک کام
یہ تیغ و سپر یہ ہے یہ نشان شہ انام — سونپا تمھیں کہیں اسے رکھنا باحترام
روپوش ہوں جہاں وہ جگہ یاں ہے کب کوئی
کہدو ہمارے خیمہ میں آئے نہ اب کوئی

فرما کے یہ گئے سوئے خیمہ بصد الم — اس جوش اضطراب میں کچھ کہہ سکے نہ ہم
روتی ہوئی تھی ساتھ سکینہ بدرد و غم — اب سن کے پلٹتے ہوئے پہنچے ہیں سب حرم
کم ہے وہ جو نہ حال ہو ایسے غیور کا
تیغ و سپر یہ ہے وہ علم ہے حضور کا

www.emarsiya.com

بولے حسین ہائے برادر ترے نثار جلد آئے سوئے خیمۂ عباسِ نامدار
دیکھا ہیں ڈھیر صحن میں مٹی کے آشکار بچے ہیں مضطرب کوئی جیسے امیدوار
کہتے ہیں ہم حضور سے پانی جو پائیں گے
پیاسی سکینہ جان کو پہلے پلائیں گے

وہ کہتی تھی نہیں علی اصغر ہے جاں بلب پی لے گا تنہا بھائی تو ہم بھی پئیں گے سب
پہنچے ادھر نے حسرو عالم قریب جب دوڑے بصد بکا حرمِ سیدالعرب
زینب یہ مضطرب تھیں قریب آ کے گر پڑیں
بانو تڑپ کے پانوں پہ آقا کے گر پڑیں

روئے تسلیاں انھیں دیکر شہ زمن زینب کو پھر زمیں سے اٹھا کر کیے سخن
دکھ میں سنبھالو دل کو ذرا بہر ذوالمنن بیٹی ہو صابرہ کی یہ اک وقت ہے بہن
گھبرا کے ہم نہ صبر کا رتبہ گھٹائیں گے
پیاسوں کی گر حیات ہے پانی بھی پائیں گے

سمجھا کے کچھ بہن کو یونہیں باغم و ملال رو کر پکارے آپ کے عباسِ خوشخصال
ہو کس طرف ہم آئے ہیں گھر کا یہ کیا ہے حال کھودی ہے کیوں زمیں تمھیں قبر کا ہے خیال
جلدی ہے کیا وہ کام خدا کے حوالے ہیں
پہلے کو گاڑے جائیں گے جو مرنے والے ہیں

روٹھے ہو ہم سے آ کے منائیں گلے لگائیں روکا ہے اب تلک تمھیں کیوں وجہ کیا بتائیں
شرطیں بہت سی ہیں اگر امت کو بخشوائیں اول تو یہ کہ صبر و تحمل بہت دکھائیں
پھر لڑ کے مرتے دم بھی نہ مطلق ہراس ہو
یہ بھی ہے ایک شرط کہ دو دن کی پیاس ہو

www.emarsiya.com

عجلت تھی تم کو نہر پہ جانے کی لو اب آؤ
بڑھتی ہے رن پہ فوج، علی کا علم اٹھاؤ
نامی جوان لڑ سکیں لڑکوں کو یوں لڑاؤ
بڑھ بڑھ کے ساتھ طرزِ وغائے علی بتاؤ
وقت آگیا ہے ہم بھی مہیا ہیں کام پر
سب منچلے ہیں جا نہ پڑیں فوج شام پر

رونے لگے حسینؑ یہ فرما کے کلام
سب کو یقین ہوگیا مرینگے آج امام
اللہ رے ماتمِ حرمِ سید انام
شورِ فغاں اٹھا کہ وہ خیمہ ہلا تمام
ہر دل پہ اک ہجومِ مصیبت کا وقت تھا
بس مختصر یہ ہے کہ قیامت کا وقت تھا

بسمل کہیں تھی مادرِ قاسم بہ حالِ زار
کبرا کسی طرف کہیں کلثوم بے قرار
گر کر پچھاڑیں کھاتی ہے بانوئے سوگوار
زینب کو غش پہ غش چلے آتے تھے بار بار
وابستہ تھے جو دم سے شہِ مشرقین کے
بچے لپٹ گئے تھے قدم سے حسینؑ کے

سمجھاتے تھے ادھر کبھی حضرت ادھر کبھی
چپ ہوتی تھیں نہ وہ تو جھکاتے تھے سر کبھی
اشکوں میں خود بہاتے تھے خونِ جگر کبھی
بچوں کو پیار کرتے تھے با چشمِ تر کبھی
سب سے بکا فزوں تھی جو اس دل ملول کی
زینب کو قسمیں دیتے تھے روحِ بتول کی

آخر یہ بولے سب سے شہنشاہِ کربلا
کیا یہ خوشی ہے فرض نہ سر سے کریں ادا
ہم کیا نبی و حیدر و زہرا و مجتبیٰ
سب نے برائے بخشش امت سہی جفا
دیکھو مقامِ صبر ہے رقت نہ چاہیئے
برباد کرنی ان کی ریاضت نہ چاہیئے

www.emarsiya.com

قربانِ غیرتِ حرمِ سرورِ نکو — کانپیں وہ صابرائیں سب اور کی یہ گفتگو
اچھا جو کچھ رضائے شہنشاہِ نیکخو — اے وائے پردے والیاں اور لشکرِ عدو

بچے یہ اب کس اہلِ وفا کے سپرد ہیں
فرمایا آپ نے کہ خدا کے سپرد ہیں

زینب ہمارے بھائی کو ہم سے ملا دو اب — آزردہ ہیں جو آئے نہ یاں گو ہیں جمع سب
روٹھے ہوئے جدا رہے گزری تمام شب — اچھا نہ آئیں گر وہ ہمیں کریں طلب

دریا پہ کیوں نہ جانے دیا منہ چھپائیں ہیں
کہدو حسین خود ہمیں لینے کو آئے ہیں

لیکر بلائیں کہنے لگی بنتِ مرتضیٰ — قربان جاؤں آپ سے روٹھیں گے وہ بھلا
دل سوز، سرفروش، مطیعِ شہِ ہدا — خدمتگزار، عاشقِ جاں باز باوفا

بچپن سے ناز اٹھائے ہیں شاہِ غیور نے
پالا ہے گودیوں میں انھیں تو حضور نے

انکی کشیدگی نہ کسی اور کا ملاپ — حضرت کو کہتے ہیں کہ سلامت ہیں سر پہ باپ
اس جنگ میں لگی تھی کٹاروں سے خوں کی چھاپ — قدموں پہ سر کو کاٹ کے کھدیں جو کہدیں آپ

ہر دم فدائے سید ابرار ہوتے ہیں
بھائی کہیں بھی ایسے وفادار ہوتے ہیں

آئے تھے جب تو قلب پہ گو تھا غم و ملال — اس دم بھی آپ ہی کے تو بچوں کا تھا خیال
اپنے پسر سے بات نہ کی گرچہ تھا نڈھال — ایک ایک سے پوچھتے تھے کہ اصغر کا کیا ہے حال

ضد کرتی تھی سکینہ تو آنسو بہاتے تھے
بے بس تھے فکرِ آب میں گھبرائے جاتے تھے

www.emarsiya.com

تا دیر سوچتے رہے تدبیر و انتظام — لائق نہ اُن کے جو تھا پھر آخر کیا وہ کام
دیکھیں ذرا فراتوں کی جانب چلیں امام — کس تندہی سے کرتے ہیں پانی کا اہتمام
کٹتا نہیں ہے وقت مصیبت کو کیا کریں
کوشش تو سب ہے پیاسوں کی قسمت کو کیا کریں

کھودا خود اپنے ہاتھ سے حد تک عمیق چاہ — پائی مگر نمی بھی نہ پانی کی آہ آہ
واں سوت کس طرح کوئی آتی کہاں تھی راہ — پتھر دیا ہوا تھا، جو کچھ مرضیٔ الٰہ
اُٹھا دھواں قلق میں دلِ خیر خواہ سے
محنت کو اپنی رو کے نکل آئے چاہ سے

کندہ کیے یونہی چھ کنویں با صد اضطراب — پتھر دیے تھے سب میں نہ نکلا کسی میں آب
ہر بار وہ قلق، وہ صغیروں کا پیچ و تاب — جھک جھک کے جھانکتے تھے کہ پانی کو تھی نہ تاب
سقائے آل، شیرِ خدا کے ولی کا ہے
اب ساتویں کنویں میں وہ یوسف علی کا ہے

توڑی تھیں جس نے سات صفیں ساتویں کی رات — پہنچے تھے بعد کوششِ مہتم کے تا فرات
کھودے کنویں بھی آج اُسی جد و کد کے سات — پانی اسی طرح کہیں پائے وہ خوش صفات
چاہیں حضور گر تو ابھی کامیاب ہو
پیدا زمیں کے ساتویں طبقے سے آب ہو

سنتے ہی یہ قلق نے کیا حال دل تباہ — بیساختہ نکل گئی صابر کے منہ سے آہ
فرمایا جینے دیگی نہ بھائی کو ان کی چاہ — ملتا ہے کچھ نہیں کہیں، بے مرضیٔ الٰہ
بس اب نہ کوئی سعی برائے خدا کریں
پیاسوں کے حق میں وقت دعا ہے دعا کریں

www.emarsiya.com

یہ کہہ کے سب کے ساتھ چلے آپ بے قرار — آئے ہر ایک چاہ پہ با چشم اشک بار
دیکھا جو ان میں جھک کے تو پتھر تھے آشکار — پیدا تھی جن سے ہیبتِ اسرارِ کردگار

تھرایا قلبِ سینۂ پُر غم سے آہ کی
یا ذوالجلال کہہ کے فلک پہ نگاہ کی

آئی صدائے حضرتِ سلطانِ مرسلین — نانا نثار اے مرے مغموم و دل حزیں
دیکھو گریں نہ اشک کسی چاہ میں کہیں — ٹوٹے ادھر وہ سنگ تو الٹی ادھر زمیں

یاں دخل دو یہ مرضیٔ ربِ علا نہیں
ہٹ جاؤ اے حسین یہ تھمنے کی جا نہیں

غمگیں پھرے ادھر سے شہنشاہ بحر و بر — واں آئے ساتواں تھا کنواں جس مقام پر
دیکھا اسے بھی جھک کے، صدا دی بچشمِ تر — لو آؤ نکلو چاہ سے عباس نامور

کاوش سے کیا وہاں نہ جہاں اختیار ہو
نزدیک ہے یہاں بھی وہ سنگ آشکار ہو

مٹی کرو ریاض نہ اے ابنِ بوتراب — فتنہ بری ہے پیاسوں کی کیونکر ہو کامیاب
پانی کیا لہو چھ کنوؤں میں برائے آب — اب صبر چاہیے تمھیں بھائی کہ اضطراب

حاصل ہے کیا نہ کوشش لاانتہا کرو
کام اتنا ہے یہ کام سپردِ خدا کرو

ہاتھوں کو جوڑ کر وہ پکارے بصد ادب — اے افتخارِ عالمیاں بحرِ فیضِ رب
پانی کا مہتمم ہوں میں پیاسے ہیں جاں بلب — چھوڑوں یہ چاہ بھی تو مجھے کیا کہیں گے سب

کیا باہر آؤں دل سے نکلنے کا غم نہیں
غیرت سے ڈوب مرنے کو پانی بہم نہیں

www.emarsiya.com

پیاسوں پہ صدقے کرتے ہے ہر طرح جان نثار — لڑنے میں جو ہے یاں بھی وہی ہے مآل کار
رہجائے نام اتنا کہ سقا ہوا نثار — ہوگا پھر اب کی بار جو پتھر وہ آشکار
ٹکرا کے سر مرونگا اسی اشک و آہ سے
نکلے گی لاش یوں میں نہ نکلونگا چاہ سے

بعد اس کے پھر نہ آئی جو عباس کی صدا — بیتاب ہو کے سبط پیمبر نے کی بکا
بولے اٹھا کے ہاتھ کہ یا سامع الدعا — بچپن سے تو نے ناز اٹھائے مرے سدا
تقدیر کو پلٹ دے کہ دل کو قرار ہو
پتھر نہ نکلے چاہ میں اب آشکار ہو

پہنچی تھی ختم کو نہ دعا آپ کی ادھر — کچھ کچھ تری کنویں میں اُدھر آگئی نظر
نکلا ابل کے پانی کا چشمہ پر اسقدر — ساغر بھرا بس ایک بہشتی نے جلد تر
کیا کم اثر تھے اتنے دعائے امام کے
وہ سوت بند ہوگئی بعد ایک جام کے

باہر کنویں کے آگیا یوں وہ فلک جناب — جس طرح برج دلو سے بیروں ہو آفتاب
بیرا لعلم سے یا نکل آئے بوتراب — چہرہ بجال دست مبارک میں جام آب
بڑھ کر گلے لگا لیا شاہ دلیر نے
قدموں پہ سر جھکا دیا حیدر کے شیر نے

فرمائے شاہ دیں نے بہت پیار کے کلام — کی عرض اس جری نے کہ ادنیٰ ہوں میں غلام
مڑ کر سکینہ جان سے بولا وہ نیکنام — بی بی فدا میں پیاس کے پانی کا لو یہ جام
اُترا ہے منہ قلق سے رخ زرد ہو مرا
سیراب تم ہو جب تو جگر سرد ہو مرا

www.emarsiya.com

آئی چچا کے پاس یہ سنکر وہ اشکبار ننھے سے ہاتھ اٹھا کے بلائیں لیں چند بار
پھر بولی جام لے کے نہ ہوں آپ بیقرار اصغر کو پہلے جا کے پلا آؤں میں نثار
اماں کو بھی مجھے بھی سوا ان کا پیار ہے
فرمایا جاؤ جلد تمھیں اختیار ہے

دوڑی ادھر یہ سن کے سکینہ پہ اضطراب مڑ کر بلایا اور صغیروں کو بھی شتاب
دکھلایا پھر فلک نے زمانہ کا انقلاب ابھی قدم سے خیمۂ عباس کی طناب
ایسی گری کہ خون دل بیتاب ہو گیا
ٹوٹا وہ جام جذب میں آب ہو گیا

روئی کمال درد سے چلا کے وہ صغیر دوڑے تڑپ کے سب حرم شاہ قلعہ گیر
گردوں کو دیکھنے لگے شاہ فلک سریر عباس کے کلیجے پہ بیٹھا قلق کا تیر
دنیا سیاہ ہو گئی غم کی نگاہ میں
چاہا گرا دیں آپ کو پھر جا کے چاہ میں

رو کا گلے لگا کے جو شہ نے تو کی بکا نالہ یہ تھا کہ ہائے غضب ہو گیا یہ کیا
پانی کے ساتھ اٹھ گیا جینے کا بھی مزا بولے امام پاک کہ جو مرضئ خدا
کیا ہو گا پھر جو رو کے سکینہ رلائیگی
تم مر بھی جاؤ گے تو وہ پانی نہ پائیگی

گر جانتے گزر گئے ایام برخ و یاس دو دن سے بھیجتے نہ تھمیں تھا فرات پاس
ہم روکتے جو پانی کے لانے کی ہوتی آس لاتے بھی آ کے تو بجھتی نہ اسکی پیاس
دو بار ٹل چلی ہے بلا اضطراب کی
اندیشے اب گزرتے ہیں کوشش میں آب کی

www.emarsiya.com

دریا ہو یا کہ چاہ ہو بے حکم کردگار ممکن نہیں کبھی کوئی قطرہ ہو آشکار
اب دل پہ سنگ صبر رکھو تم پہ میں نثار دیکھا ملا جو آب، ہوا کیا مآل کار
رن میں چلو کہ یاں نہ ہو کچھ واردات ابھی
ہوگی تمھارے قبضے میں نہرِ فرات ابھی

رخصت

چپ رہ گئے یہ سنتے ہی عباس ذی حشم بولے نبی کی آل سے مڑ کر شہِ اُمم
لو الوداع صاحبو فرصت بہت ہے کم رخصت ہے سب عزیزوں سے جاتے ہیں نکو ہم
باہر قدم نہ گھر سے کوئی نیک خو رکھے
تیغوں میں معرکہ ہے خدا آبرو رکھے

یہ سن کے مچ گیا وہ تلاطم کہ الاماں تڑپی کوئی یہاں کوئی اٹھ کر گری وہاں
آئے سب اقربائے شہنشاہِ انس و جاں حضرت کے گرد پیٹتی جا پہنچیں بی بیاں
ملنا ہر ایک کا وہ شہنشاہ نیک سے
وہ بین، وہ ہر ایک کی رخصت ہر ایک سے

لپٹی تھی کوئی عون و محمد سے نوحہ گر قاسم سے ملکے روتی تھی کوئی بچشم تر
بسمل تھی کوئی پیش علمدار نامور اکبر کے دوش پر تھا کسی غمزدی کا سر
غش تھی کوئی عقب میں سپہ مشرقین کے
کوئی گری ہوئی تھی قدم پر حسین کے

www.emarsiya.com

جانا یہ سب نے جب نہ رکیں گے شہِ زمن — دکھلائے صبر فاطمۂ پاک کے چلن
بدلا کسی نے جلد بھتیجے کا پیرہن — بھائی کے لائی اسلحہ جا کر کوئی بہن
کیونکر یہ داغ اٹھے حرمِ ذوالفقار سے
بیٹوں کی کمریاؤں نے بندھوائیں سا پسے

منگوا کے شہ نے خلعتِ شاہنشہِ نجف — پہنایا اپنے ہاتھ سے بھائی کو اس طرف
باندھے سلاح تیغ بھی دیدی میان کف — شوکت پکار اٹھی کہ دوبالا ہے یہ شرف
کج کر دیا وہ خود تو آن اور ہو گئی
رکھا نشاں جو دوش پہ شان اور ہو گئی

لیتے ہوئے علم کی بلائیں حرم بڑھے — غازی بڑھا تو ساتھ خدیو امم بڑھے
تیار سب تھے شیر حجازی بہم بڑھے — نصرت نے دی صدا کہ جلال و حشم بڑھے
جو تھا لوائے سید والا کے ساتھ تھا
مجمع برات کا تھا کہ دولھا کے ساتھ تھا

سواری

ڈیوڑھی تک آ کے بڑھ کے جو عباسِ باکرم — رایت جھکا کے در سے نکالا بصد حشم
صف بستہ اس طرف تھے دلیران محترم — نعرے کئے درود کے مجروں میں ہو کے خم
عجلت تھی سب کو آمد شاہِ غیور کی
غل پڑ گیا کہ لاؤ سواری حضور کی

www.emarsiya.com

گھوڑا وہ مارتا ہوا آیا کلائیاں — جیتے ہوئے جو معرکے، بھیلے لڑائیاں
عالم میں جس کی تیز روی کی دہائیاں — منہ پر ہوا کے چھٹتی ہیں جس سے ہوائیاں
حکم امام میں کچھ اسے پیش و پس نہ تھا
سرعت تھی معجزہ سے مجسم فرس نہ تھا

رکھ کر قدم رکاب میں حضرت ہوئے سوار — بڑھ بڑھ کے مرکبوں پہ چڑھے سب وفا شعار
رایت کھلا جو شہ پہ یہ ہوتا تھا آشکار — زیر ہوا ہیں احمد محبوب کردگار
پنجہ وہ اور نشاں وہ دلاور کے ہاتھ میں
نیزے پہ آفتاب ہے حیدر کے ہاتھ میں

لہرا رہی ہے سبز بھریرا ہوا سے تیز — دریائے رنگ تا سر گردوں ہے موج خیز
خوشبو علم کی چار طرف کو بھی عطر بیز — سارا جہاں بسا ہے زمانہ ہے مشک ریز
جو گل ہے تر دماغ ہے دنیائے زشت میں
طوبیٰ بھی جھوم اٹھا ہے ریاض بہشت میں

شیروں کے رخ ہیں لال یہ ہے حالت عتاب — آفت کا دن ہے رخ بیاسی ہیں آفتاب
ممکن نہیں وہ قوم نہ ہو غارت و خراب — آثار قہر کے ہیں اب آیا دم عقاب
پوچھو نہ یہ کہ ہونگے فنا کس عذاب سے
طوفاں اٹھیگا خون کا تیغوں کی آب سے

کہتے ہیں آستیں کو چڑھائے ہوئے وہ شیر — جلدی بڑھیں بس اب کہیں شاہنشہ دلیر
تلواریں کیوں خراب ہوں لاشوں کے کیوں ہو ڈھیر — میداں الٹ دو چلتے ہی لڑنے میں ہوگی دیر
دیکھیں عذاب وہ کہ نہیں جس کا ڈر انھیں
لے لے وہیں زمیں کے تلے سے سقر انھیں

www.emarsiya.com

عباس نامدار کے غصے کا ہے یہ حال — نظروں سے خوں ٹپکتا ہے اللہ رے جلال
لرزاں ہے اس طرح سے وہ سب عرصۂ قتال — تھرا رہا ہے نخل ہر اک بید کی مثال
شور الاماں کا اٹھا ہے گردوں کے جوف سے
ٹھہرا ہے مہر دن نہیں چڑھتا ہے خوف سے

برہم ہے طبعِ بادشہِ خوشخصال بھی — پر ساتھ ہی ہے امت جد کا خیال بھی
رخ پر غضب بھی زردیٔ رنگِ ملال بھی — صدقے ہے آفتاب بھی بدر کمال بھی
دعویٰ جلال کا ہے کہ بیٹے علی کے ہیں
رحمت پکارتی ہے نواسے نبی کے ہیں

جب تھامتے ہیں باگ کو پنجہ میں استوار — رکھ دیتا ہے قدم پہ کرم سر کو بار بار
دیتے ہیں دم بدم یہ صدا شاہ ذوالفقار — بیٹا بس اب اٹھا دو فرس تم پہ میں نثار
مشتاق سب ہیں شیر ہیں خنگ آزمائی کے
میداں میں چل کے معرکے دیکھو لڑائی کے

مانا کہ دن ہے صبر کا آج اے نبی کے لال — پر کچھ پدر کے نام کا بھی چاہیے خیال
بہتر ہے وہ تو ہو گا جو ہے حکم ذوالجلال — ایک دو گھڑی کی کانپ تو لے عرصۂ قتال
دنیا میں اس جلال کا ڈر سب کو ہو تو لے
حملوں کی زلزلوں سے خبر سب کو ہو تو لے

پہنچے ہر اک مقام پہ اس خنگ کا خروش — عالم سنے صدائے بگیر و بدہ بجوش
سکان دہر میں اسی جانب ہوں سب کے گوش — پہنچا کے بوئے خوں کو ہوائیں اڑائیں ہوش
اتنا تو غل ہو بعد کو پیاسے نے سر دیا
کس دھوم سے نبی کے نواسے نے سر دیا

www.emarsiya.com

ظالم ہیں دشمنانِ خدا ہیں عدوئے دیں — لازم ہے اب کہ کچھ تو سزا پائیں یہ لعیں
بیکس سمجھ لیا ہے تمھیں خیر غم نہیں — کھل جائیگا لڑائی تو آغاز ہو کہیں
پشتی پہ خود رسول امم ساتھ ہوئینگے
میداں میں لڑنے والوں کے ہم ساتھ ہوئینگے

بھاگے کدھر سے دیکھیو خود سر کہاں گئے — کس کس جگہ لہو میں ہوئے تر کہاں گئے
کھا کھا کے برچھیاں یہ دلاور کہاں گئے — کٹ کر تنوں سے سر تنِ بے سر کہاں گئے
بڑھنے میں مر کے بھی نہ کہیں پر گریں گے یہ
رد کو گے جب تمھیں تو زمیں پر گریں گے یہ

جوش آچکا تھا شاہ کو سن سن کے یہ سخن — آئی صدائے حضرت محبوب ذوالمنن
روحی فداک اے مرے مظلوم بے وطن — سچ ہے کہ تم سے لڑ نہیں سکتے یہ تیغ زن
بے سر بغیر جنگ ہر ایک نابکار ہو
چاہو تو یہ غضب کی نظر ذوالفقار ہو

جرأت کا ذکر کیا ہے تمھاری کہ ہو امام — عالم لڑے تو کافی ہے اس گھر کا اک غلام
اس معرکے کو بھولیں کے برسوں نہ اہلِ شام — پیارے بگڑنے پائے نہ امت کا کوئی کام
رحمت بھی ساتھ ہو جو بڑھو قتل عام پر
غیظ اپنی جا پہ، صبر ہو اپنے مقام پر

ٹھہرا ہے جو ازل سے نہ ہوتا وہ گر خیال — دو دن سے اپنی آل کا کیوں دیکھتے ملال
غصہ علی کو بھی شبِ ہفتم سے ہے کمال — ہم روکتے نہ رہتے تو بچتے یہ بدخصال
کس غیظ میں چڑھائے ہیں چاک آستین کے
اب تک طبق الٹ دئے ہوتے زمین کے

www.emarsiya.com

روکے ہیں دیکھو اپنے برادر کو ہم ادھر — تم بھی جوان بھائی سے واں رہیو باخبر
غفلت نہ ہو غضب میں بھرا ہے وہ شیر نر — جاتے ہی معرکے میں الٹ دیگا دشت و در
کیا جانے کیا کرے گا سپاہِ ضلال سے
دھڑکا ہے ہم کو ساتویں شب کی جدال سے

بھولے نہیں وہ حملۂ ضرغام خشمگیں — سب مٹ گئے تھے بھاگ نہ جاتے جو اہل کیں
ہو جاتے گر یہ قتل جو قائل ہیں بد یقیں — پھر امتحانِ صبر کا موقعہ بھی تھا کہیں
حکم ظفر اب آج نہ دینا دلیر کو
بہلاتے رہیو پیار کی باتوں میں شیر کو

بولے یہ ہاتھ جوڑ کے سلطانِ کربلا — نانا کرم یہ آپ کے شبیر ہو فدا
حضرت کا میں نواسہ ہوں چاہیگا گر خدا — ہنگامِ ذبح لب نہ ہلیں گے بجز دعا
روکونگا اس ہزبر کو گو تشنہ کام ہوں
عباس بھی غلام ہے میں بھی غلام ہوں

تعمیل بسکہ حکم پدر کی بھی ہے ضرور — لڑ لونگا خیر کچھ پے تنبیہ اہل زور
قاتل نہ قتل ہوں مجھے خود فکر ہے حضور — آخر میں ہوگی رخصت عباس ابھی ہے دور
بڑھنے نہ دوں گا نہر سے آگے دلیر کو
لے لوں گا جب قسم تو رضا دونگا شیر کو

رخصت یہ ہو کے سب فرس خوش قدم بڑھا — گھوڑے اٹھے سپاہ خدا کا علم بڑھا
اقبال ساتھ لے کے جنود و حشم بڑھا — یوں رخش دور دم وہ بڑھے اور دم بڑھا
اک ابر گرد رہ گیا اٹھ اٹھ کے راہ سے
برقیں چمک کے چھپ گئیں گویا نگاہ سے

www.emarsiya.com

فوج یزید کا ہراس

پیکوں نے دی صدا یہ اُدھر ہو شیار ہو چلائے سُن کے بانیٔ شر ہو شیار ہو
افسر پکارے کر کے نظر ہو شیار ہو غل پڑ گیا بچیں گے نہ سر ہو شیار ہو
اللہ رے ہیبت آمد فوج الٰہ کی
پیچھے صفیں اُلٹ گئیں اگلی سپاہ کی

پہنچے جھپٹ کے اور ہراساں کئی سوار چلائے ہاتھ اُٹھا کے خبردار ہو شیار
سارے نشاں جھکا دو نہ ہو دیر زینہار آتے ہیں خود علم لئے عباس نامدار
کی سرکشی تو دھوؤ گے ہاتھوں کو جان سے
رایت بلند ہو نہ کوئی اس نشان سے

سمجھاتے آتے ہیں شہ دیں گرچہ دمبدم غصے کی پُرشکن نہیں ہوتی جبیں سے کم
جب دیکھتے ہیں جانب شمشیر برقدم بہلا کے باتیں کرتے ہیں شاہنشہ اُمم
اوروں کو کب ہے تاب سخن اُس دلیر سے
دیکھو کسی کی آنکھ نہ ملجائے شیر سے

سنتا تھا یہ کہ جھک کے نشاں خاک پر گرے کانپے بسانِ پیر، جواں خاک پر گرے
زور آوروں پہ تھا یہ گماں خاک پر گرے تھرائے ہاتھ، گرزِ گراں خاک پر گرے
دیکھا تھا اس جدال میں لڑنا جو ساکھ کا
اوپر تلے اُلٹ گیا لشکر چھ لاکھ کا

www.emarsiya.com

پھیلنے لگا اُدھر کوئی دوڑا اِدھر کوئی — پہنچا بلند جا پہ برائے نظر کوئی
غائب ہوا اپٹک کے نشاں نامور کوئی — بھاگا پھکیت پھینک کے تیغ و سپر کوئی
سرکا کوئی صفوں سے فرس کو نکال کے
ڈوبا کوئی فرات میں گھوڑے کو ڈال کے

تھا قلبِ فوج میں پسرِ سعد بدحواس — کہتا تھا افسروں سے کہ اب فتح ہے یاس
ہلچل ہے بے لڑے ہوئے لشکر کو ہے ہراس — تم روکتے نہیں کہ رکے فوجِ بے قیاس
آمد کا شور سن کے ڈرے ہٹتے آتے ہیں
یہ کیا غضب ہے رن سے پرے ہٹتے آتے ہیں

مندیل کس کے سامنے ٹیکوں ہے اضطراب — خود چیختا ہوں میں کہ نہ کوشش کرو خراب
سنتا نہیں کوئی نہ حمیت نہ کچھ حجاب — دانتوں کو پیستا ہوں وہ دیتے نہیں جواب
غیرت نہیں کہ تیغ بکف بھاگے جاتے ہیں
جی چھوڑے اپنی اپنی طرف بھاگے جاتے ہیں

بولے وہ سب ہمیں بھی تردد ہے اے امیر — رن کو تو دیکھ بھاگا ہے کیوں لشکرِ کثیر
ڈالی نظر جو دور سے تھرا گیا شریر — اتنا کہا کہ آتے ہیں عباس قلعہ گیر
کہنے دیا کچھ اور نہ رعبِ دلیر نے
گویا گلہ دبا لیا پنجہ سے شیر نے

نزدیک تھا کہ واں بھی مچے شورِ الفرار — خود منہ کے بھل گرا پسرِ سعد نابکار
بولا یہ سب کو روک کے شمرِ ستم شعار — ٹھہرو کہ آئی ذہن میں تدبیر یادگار
کوشش ہے اک وہ آتے ہیں جنگ آزمائی کو
گر بن پڑے تو جیت لیا اس لڑائی کو

www.emarsiya.com

شمر کی ایک چال

کہنے لگے یہ جوڑ کے ہاتھوں کو سب کے سب
کیا ہے وہ فکر، دیر کا موقعہ نہیں ہے اب
پوچھا یہ رائے کیسی ہے ایسا ہو کچھ سبب
آ کر لڑے نہ تم سے ہزبر شہ عرب
بولے لعیں کہ پھر نہ دبیں مشرقین سے
ہم سب ابھی سمجھ لیں سیاہِ حسین سے

اُس نے کہا وہ تم سے جو ملجا میں آن کر
کیوں پھر تمھیں نصیب ہو کس طرح کی ظفر
سب اک زباں پکارے کہ آ جائیں گر ادھر
غیر از یزید پھر نہ ہو دنیا میں تاجور
لیکن عبث یہ سعی پے مشکلات ہے
ہم سے ملیں گے وہ کوئی کہنے کی بات ہے

شاید یہ دلدہی و تسلی کے تھے کلام
ایسا ہے گر تو چاہیے ہم سب کو اہتمام
بولا عمر یہ بحث کا قصہ کرو تمام
باتوں میں دیر گر ہوئی ہونے دو جلد کام
میں مطمئن ہوں شمر دلاور کی سمت سے
رشتہ وہ اس سے رکھتے ہیں مادر کی سمت سے

حاصل ہے فخر نسبت ضرغام ذوالمنن
ہے یہ عزیز مادرِ عباس صف شکن
یاں راحتیں ہیں عیش ہے واں کلفت و محن
کیا دور ہے کہ رد نہ وہ اس کا کریں سخن
کر دے جدا جو سبط پیمبر سے بھائی کو
خلعت پہنا کے سب بڑھوں پیشوائی کو

www.emarsiya.com

بولا قبول کر کے اسے شمر بد نہاد — ہاں حکم دے غل اب مچے فوج میں زیاد
سب ڈال دیں سلاح کہ برپا نہ ہو فساد — پہنچیں جدھر صفیں ہوں سلامی پہ رکھیو یاد
میرا یہ کام لاتا ہوں جا کر دلیر کو
سب کا یہ کام روک لیں منت سے شیر کو

فوج حسینی کا میدان جنگ میں پہنچنا

باتیں یہ تھیں کہ رن کی طرف غل ہوا بپا — لو آ گئی سپاہِ شہنشاہِ کربلا
بڑھ کر پرے جمائے دلیروں نے جا بجا — پیدا ہوئے جنودِ ملائک سر ہوا
لشکر کمک پہ آ گیا ربِ قدیر کا
نعرہ ہوا فلک پہ جنابِ امیر کا

بڑھنے لگا فرات بھی دکھلا کے جزر و مد — اعدا میں خاک اڑا دوں ہوا کو ہوئی یہ کد
نصرت کو پاس آ گئے صحرا کے دام و دد — سکانِ قاف بھی ہوئے حاضر پئے مدد
حربہ سنبھالے ہاتھ بلند آستین سے
جن بھی کمر تلک نکل آئے زمین سے

اللہ رے نہیب سپاہِ ظفر قریں — میداں سے دور ہٹ گئے دب دب کے اہل کیں
عباس نے غضب میں جو گاڑا نشانِ دیں — یا بوتراب کہہ کے لرزنے لگی زمین
کانپے ادھر دھمک سے قدم ہر پلید کے
رایت تمام ہل گئے فوجِ یزید کے

www.emarsiya.com

بولے یہ ہمشیر کے بھائی سے شاہِ فلک جناب — دیکھا یہ فوج لائی کی دم بھر وغا کی تاب
ڈانٹا کسی کو تم نے کی لی تیغ برق تاب؟ — بے وجہ بھاگے جاتے ہیں سب خانماں خراب
ہم پھر یہی کہیں گے بگڑنا فضول ہے
ایسے گریز پاؤں سے لڑنا فضول ہے

اچھا تمھیں گران کی سزا کا ہے کچھ خیال — پھر جا کے چھین لیجیو دریا دم جدال
ہے آج سب دلیروں کو شوق وغا کمال — اور دن کی دیکھو جنگ ابھی اے پدر کے لال
غصہ میں تم جو ہو تو ہر اک دور دور ہے
بیتاب سب ہیں ان کی بھی خاطر ضرور ہے

کی عرض ہاتھ جوڑ کے جو مرضیٔ امام — حکم آپ کا ہے حکم رسول فلک مقام
خیر اور سب قبول مگر یا شۂ انام — اکبر کو جانے دیگا نہ یہ باوفا غلام
کس طرح دیکھ سکتا ہوں جب تک حواس ہوں
تیغوں میں شاہزادہ ہو میں شہ کے پاس ہوں

ہم صورت بنی ہے وہ سرمایۂ سرور — لڑنے دوں اپنے ہوتے یہ ممکن نہیں حضور
بولے کمال پیار سے شاہنشہ غیور — اچھا یہی خوشی ہے تو جنگ ان کو کیا ضرور
لازم ہے جو رضا ہو تمھاری وہ سب کریں
اکبر کی کیا مجال جو رخصت طلب کریں

یہ سن کے کچھ بڑھے علی اکبر پئے کلام — دکھلا کے آنکھ اشارے سے مانع ہوئے امام
تم اس طرف صفوں سے چلا کر کے انتظام — بولا کوئی کہ حکم ہے کیا یا شہ انام
مفسد ہے ایک ہے یہ شریر اہل زور میں
رستہ اسے ملے کہ سر آئے حضور میں

www.emarsiya.com

فرمایا شہ نے آنے دو جو آئے روسیاہ — آتا ہے اپنے پاؤں سے جائیگا اپنی راہ
گر تم سے شر کریگا تو پا سکتا ہے پناہ — دیکھے گا روز بد بھی بری ہوگی گر نگاہ
خود کچھ کہے گا یا کوئی پیغام لائیگا
جیسا سوال ہوگا جواب اس کا پائیگا

بولے دلاوران سیاہِ شہ زماں — پروا ہے کیا وہ آئے کہ سب لشکر گراں
تنکر کہا حبیب نے بولیگا کچھ یہاں — برچھی سے چھید لونگا وغا کار کی زباں
گویا ہوئے ظہیر کہ ہم مرنے والے ہیں
گر شمر ہے تو کیا ہے یہ سب دیکھے بھالے ہیں

شمر کا امام حسین کے پاس آنا اور صلح کی گفتگو کے بہانے حضرت عباس کو لیکر جانا

واں خادمان شہ کو پکارا وہ بدنہاد — کر دو خبر حضور سے آتا ہے خانہ زاد
اس حاضری سے غیر اطاعت نہیں مراد — رکھتا ہوں عرض کچھ پئے دفعِ شر و فساد
امیدِ عفو و رحم ہے شاہِ انام سے
کہنا ہے جو وہ آپ کہونگا امام سے

اللہ رے خلقِ عام شہنشاہِ نیک خو — بلوا لیا حسین نے قاتل کو روبرو
گو شوکتِ ستم پہ جلا دل میں کینہ جو — ٹر ٹر کے بعد مدح و ثنا کی یہ گفتگو
چرچے ہیں رحم و لطفِ امامِ غیور کے
اگلے کرم نہ بھول سکوں گا حضور کے

www.emarsiya.com

حضرت کو یاد ہوگا وہ کوفہ کا ماجرا　　زینت دہِ سریرِ خلافت تھے مرتضیٰ
آیا تھا قید ہو کے میں یا سبطِ مصطفےٰ　　کوشش ہر ایک کی تھی کہ سر ہو مرا جدا
بڑھ بڑھ کے عرض کرتے تھے نیزوں سے بوتراب
دشمن ہے قتل ہو یہ نہایت عذاب سے

سنتے ہی آپ اگر نہ پہنچتے بصد شتاب　　جلاد تک کو لائے تھے بلوا کے شیخ و شاب
کرتے تھے دمبدم جو شفاعت مری جناب　　غصہ تھا پھیر لیتے تھے چہرے کو بوتراب
آخر منہ اپنا اشک سے دھونے لگے علی
مانا نہ جب حضور نے رونے لگے علی

حضرت کو جب گلے سے لگا کر کیا تھا پیار　　باتیں وہ تھیں نہ کوئی سمجھتا تھا زینہار
آتا تھا تذکرہ کسی خنجر کا بار بار　　ہو جاتے تھے بیانِ اسیری پہ بیقرار
پردہ تھا کچھ ہر اک سے کھلے کر کے ذکر میں
رومال تر تھا اشکوں سے چادر کے ذکر میں

پر غم تھا حال دُرّۂ بیمار کس قدر　　لڑکی یتیم، ظلم ظالموں کے الحذر
علم اس کا گو نہیں مگر اب تک ہے یہ اثر　　ہوتی ہے یاد ذکر میں چشم آنسوؤں سے تر
اک بدترین فرقۂ ظالم کا حال تھا
کچھ صبر صابرین و مظالم کا حال تھا

طاری تھی آپ پر بھی وہ حالت دمِ ملال　　ہوتا تھا زرد رخ کبھی چہرے کا رنگ لال
فرمایا پھر علی نے جب آیا مرا خیال　　زنداں بھی بھیجو اس کو تشدد ہے کمال
تاریک گھر ہو فرق نہ ہو دن میں رات میں
چھٹنے نہ پائے قید سے قیدِ حیات میں

www.emarsiya.com

وہ قیدِ سخت موت تھی جس جا تھے حیات — لیتے تھے آپ ہی تو خبر وقتِ مشکلات
لاتے تھے قسم قسم کے کھانے ہر ایک رات — پانی بھی خود پلاتے تھے اللہ رے التفات
روتے تھے آپ مجھ کو بصد یاس دیکھ کر
تاب آتی تھی کبھی نہ مری پیاس دیکھ کر

یاں تک غلام کیلئے کی کوشش مزید — صدقے میں قید سے ہوا آزاد روزِ عید
جبتک نہ ہوگا آج بھی لطفِ شہِ سعید — ممکن نہیں ہے جانبریٔ لشکرِ یزید
بس مختصر ہے ہوش کسی کے بجا نہیں
عباسِ نامدار سے تابِ وغا نہیں

بھیجا ہے ابن سعد نے حضرت کو یہ پیام — منظور دب کے صلح ہے راضی ہوں گر امام
اک جا سب اسلئے ہیں سران سپاہِ شام — جو مابہ النزاع ہیں جھگڑے وہ ہوں تمام
طے کر لیں چل کے اذن امام غیور دیں
عباسِ نامور کو اجازت حضور دیں

بولے یہ مسکرا کے شہنشاہِ بحر و بر — پہلے بھی ہم کو سب تری طینت کی تھی خبر
واقف ہیں اب بھی نیتِ فاسد سے سر بسر — خیر اُن کی یہ خوشی ہے تو بہتر ہے رفعِ شر
پنہاں نہیں جو کوشش بیجا ہے کام میں
روباہ چاہتے ہیں کہ شیر آئے دام میں

مکّار و حیلہ ساز ہیں سب بانیٔ حسد — لڑ کر تو کچھ نہ کر سکے اب یوں ہے جد و کد
بھولے وہ اپنے ظلم کہ جنکی نہیں ہے حد — اچھا جو ملتجی ہیں نہ ہوگا سوال رد
عباس جاؤ گو کہ یہ پُر مکر و زور ہے
دشمن بھی گھر میں آئے تو خاطر ضرور ہے

www.emarsiya.com

سنکر یہ حکم صف سے نکل کر بڑھا وہ شیر — گھوڑے اٹھا کے ساتھ چلے اور بھی دلیر
فرمایا ٹھہرو ہم ابھی آئے نہ ہوگی دیر — کیا ڈر وہ شر کریں گے تو لاشوں کے ہونگے ڈھیر
دیکھیں گے جا چھپے گا عمر کس پناہ میں
ضیغم نہیں جو گھس کے نہ مارا سپاہ میں

یہ بیحیا جو ساتھ ہے بد اصل و بدنہاد — باغی ہے سب اسی کا ہے بویا ہوا فساد
کیا دوست بن کے شاہ کے احسان لائے یاد — کچھ تازہ مفسدہ ہو یہ مفسد کی ہے مراد
چھوٹا تھا پہلے سعی شہ خوش صفات سے
اب ہم لے چھڑائیں گے قید حیات سے

بے تاب ہو کے کہنے لگے شاہ خوشخصال — بھیا یہ کیا ابھی سے تمھیں آگیا جلال
جاتے ہو اسلئے کہ ہو قضیوں کا انفصال — ایسا نہ ہو پہنچتے ہی آغاز ہو جدال
جو کام ہو برفق و مدارا وہ کام ہو
لازم ہے تم کو ضبط کہ حجت تمام ہو

لڑنے کو کیا ہے آئے ہیں جب بہر جنگ ہم — کچھ مصلحت ہے اور سہی دیر کوئی دم
تو مطمئن ہو کہدیا ہوگا نہ بیش و کم — الٹی پڑیگی کرتے ہیں فکریں جو بد شیم
وہ چاہتے ہیں ہم سے علی کا پسر ملے
تم کیا ملوگے دیکھیو کتنے ادھر ملے

سنکر امام سے یہ خبر سب وہ ارجمند — خوش ہوگئے درود کے نعرے ہوئے بلند
اٹھا جناب حضرت عباس کا سمند — پیدل چلا رکاب میں شمر دغا پسند
لب پر جب اس کے کچھ سخن زور آتے تھے
یہ منہ کو پھیر لیتے تھے کہہ مسکراتے تھے

www.emarsiya.com

وہ جانتا تھا خوش مری باتوں سے ہیں زیاد — کرتا تھا اور ہرزہ سرائی کہ اب ہیں شاد
لاتا تھا جو زباں پہ سخن واں وہ پُر فساد — کہدیتے تھے وہ سب سے یہاں شاہِ خوش نہاد
پہنچاتی تھی ہوا خبریں اس مقام سے
تو بہ تحسی کا مکر چلا ہے امام سے

کہتے تھے سب جو تھے متبسم شہ ہدا — آقا یہ کچھ سفیہ بھی ہے مرد پر دغا
ڈرتا نہیں فضول بیانی سے بیحیا — اُلٹا جو ہاتھ ماردیں منہ پر تو پھر ہو کیا
چکھے سفاہتوں کا مزہ دار و گیر میں
دنداں یقیں تو ہے کہ ہوں حلقِ شریر میں

حضرت عباس کا فوج شام میں پہنچنا اور اہل فوج کی خوشی

پہنچا جو اُس سیہ کے قریب وہ فلک مقام — باجے خوشی کے بجنے لگے ہر طرف تمام
جس سمت اُٹھ گئی نظر صیغم امام — خم ہو گئیں اُدھر کی صفیں سب نے کی سلام
سردار آگے آگئے اپنی صفائی کو
جھک جھک کے سب نشاں بھی بڑھے پیشوائی کو

سمٹی ہوئی وہ گرد کئی لاکھ کی سپاہ — مانند شیر بیچ میں عباس عرش جاہ
لوہے میں غرق سب صفتِ صیغم الٰہ — جاتے ہیں ڈالتے ہوئے کیا کیا کرنی نگاہ
چھایا ہر اک پہ رعب نظر ہے حضور کا
رخ سوئے بارگاہ عمر ہے حضور کا

www.emarsiya.com

خوش خوش ہر ایک دیتا ہے ہر اک کو تہنیت
لب پر کسی کے شمر دغا کار کی صفت
ملکر گلے یہ کہتے ہیں باہم بہ مشورت
عید آج کر دیں فوج میں بس ہے یہ مصلحت
خوف اب عبث ہے دیکھ کے حیدر کے شیر کو
ہم بڑھ کے پہلے دیتے ہیں نذریں دلیر کو

باہر سب آپ سے ہیں خوشی میں یلان شوم
غوغائے وحشیان عرب ہر جگہ ہجوم
بھرتے ہیں خم بجا کے زغندیں علی العموم
مچتی ہے ہنسنے والوں میں قلقاریوں کی دھوم
لے بھاگے ہیں جو شمر کو گودی میں آن کے
لالے پڑے ہوئے ہیں ستمگر کو جان کے

کچھ مفسدوں کا خیمۂ حرم میں غلط خبر پہونچانا اور خیمے میں تہلکہ

اس غل میں اک طرف سے کئی مفسدان شام
چلائے جا کے یوں عقب خیمۂ امام
ہاں باخبر ہو اے حرم شاہ تشنہ کام
لو ہم سے جا کے مل گئے عباس نیکنام
ڈر تھا اسی ہزبر شہ مشرقین کا
توڑا اُسے قوی تھا جو بازو حسین کا

افسوس ہے امام کو آیا نہ کچھ خیال
لائق تھا قدر کرنے کے وہ شیر حق کا لال
عہدہ دیا علم کا تو کیا کر دیا نہال
اب کچھ سکینہ جان کا اُن کو نہیں ملال
واں جمع دعوتوں کے سب اسباب ہو چکے
مر جاؤ تم عطش سے وہ سیراب ہو چکے

www.emarsiya.com

یہ کہہ کے ہو گئے وہ شہر یار اک طرف رواں — خیمے میں شور مچ گیا تھرائے پاسباں
چلائی در پہ جا کے یہ فضہ بصد فغاں — یہ کیا خبر ہے جھوٹ کہے رب انس و جاں
دوڑو کوئی کدھر ہیں فدائی سے جھوٹ کر
کیا بنگی حسین پہ بھائی سے جھوٹ کر

ہے ہے امام ہائے شہنشاہِ بحر و بر — جو حال ہے بجا ہے قلق ہو گا سخت تر
کیونکر کہوں بچھڑ گئے عباس نامور — کیا دور کھول ڈالی ہو گر جنگ سے کمر
مایوس آتے ہونگے پھرے رزم گاہ سے
ہو گا علم سے کام نہ مطلب سپاہ سے

وا غربتا یہ دکھ یہ غم و رنج بیقیاس — کیا حال ہو گا دیکھ کے لشکر اداس اداس
تھے وہ تو دل سے عاشقِ سلطان نیک رائے — پھر کس کی آس ایسے برادر سے جب ہو یاس
ہل آئے ہیں وہ کی ہے دغا فوج شام نے
ہے ہے نہ سب کو چھوڑ دیا ہو امام نے

اب سنئے حال زوجۂ عباس باوفا — سن ہو گئی یہ سنتے ہی وہ صاحبِ وفا
بیٹھی تھی اٹھ کھڑی ہوئی گھبرا کے دی صدا — مجھ سے تو کچھ کہو ارے لوگو یہ کیا ہوا
شوہر نے دکھ میں ناؤ کو کس کی ڈبو دیا
کس کو مرے نصیب نے دنیا سے کھو دیا

ہے ہے یہ مجھ سے میرے مقدر نے کی بدی — ابن علی نے صاف دغا دی بدا دی
سمجھے نہ شہ کو باعثِ الطافِ سرمدی — بچوں کو لیکے جائے کدھر اب یہ غم زدی
آگے کسی کے لونڈی سے جایا نہ جائیگا
منہ بی بیوں کو مجھ سے دکھایا نہ جائیگا

www.emarsiya.com

ایسا ہی تھا تو ساتھ نہ آتے امام کے
یہ کیوں گئے وہ غول میں افواج شام کے
دشمن سے ملگئے شہ عالی مقام کے
اچھا سلوک مجھ سے کیا ہاتھ تھام کے
گھر میں کسی سے بات کے قابل نہیں رہی
عزت میں لونڈیوں کے مقابل نہیں رہی

دقعت کی آنکھ سے مجھے دیکھے گا اب کوئی؟
سمجھے گا رشتے دار امیر عرب کوئی؟
دنیا میں یوں سبک ہو عزت طلب کوئی
میں کیا کرونگی بات نہ پوچھے گا اب کوئی
آئیگی مدتوں یہ حقارت بیان میں
خفت نصیب مجھ سی نہ ہوگی جہان میں

اے بخت واژگوں یہ مصیبت نہ رکھ روا
اے وقتِ بدنحوستِ ساعات تا کجا
اے درد و غم ملال سے جی بھر چکا مرا
اے آسماں نہیں ترے ظلموں کی انتہا
اے موت جلد آ مرے قصے کو پاک کر
اے ارضِ کربلا مجھے پیوند خاک کر

ہیں نا سمجھ ابھی مرے دونوں مہِ منیر
بچوں کے ساتھ کھیلیں گے ہونگے نہ گوشہ گیر
بجیش گے ہائے دیگا جو طعنہ کوئی صغیر
وہ کیا سمجھ سکیں گے کہ ہم ہوگئے حقیر
اگلا سا میل جول نہ وہ بات چاہیئے
ہمجولیوں سے اب نہ مساوات چاہیئے

یا تو وہ نصرتِ خلفِ سید البشر
کھولی نہ تھی مہینوں کی باندھی ہوئی کمر
یا اب یہ بیرخی کہ ادھر سے گئے ادھر
گویا نہ تھے غلام شہنشاہِ بحر و بر
جو خادمی کے طور تھے بے طور ہوگئے
وہ اور ہوگئے کہ امام اور ہوگئے

www.emarsiya.com

وہ ہفتم و دوم کی جدالوں کے واقعات — ابتک لرز رہی ہے سیاہ زبوں صفات
تھی فکر اب سکم آتی ہے کہنے میں یہ بھی بات — کھودے تھے اپنے ہاتھ سے کیونکر کنوئیں وہ سات
سمجھی میں آج جانے کا مطلب پھر آئینگے
تب لڑکے پانی لائے تھے اب مل کے لائینگے

اعدائے دیں سے بیکسی سفارش بھی تو ہے کام — کچھ مہرباں کرینگے کہ بچے ہیں تشنہ کام
عاجز سمجھ کے رحم کرے گی سپاہ شام — روئی میں کس طرح کوئی رونے کا ہے مقام
آقا سے یہ دغا جو بری ہو تو روؤں میں
دشمن سے التجا جو بری ہو تو روؤں میں

خدمت سے شہ کی منہ کو پھرایا تو کیا ضرور — آفت میں ہے بتول کا جایا تو کیا ضرور
سیدانیوں کو گھر میں رلایا تو کیا ضرور — دکھتے دلوں کو اور دکھایا تو کیا ضرور
دریا پہ جائیں یاں بھی کوئی تشنہ لب نہیں
سیراب ہوں وہ غش میں سکینہ تو اب نہیں

کہدے کوئی نہیں ہمیں پانی کی احتیاج — سب کا خدا ہے یاں بھی وہ قائم رکھیں مزاج
نعلین بیبیوں کی ہے لونڈی کے سر پہ تاج — میں تو کنیز انکی ہوں کیسا سہاگ راج
پروا ہے کیا بتول کی کھیتی ہری رہے
یارب یہ مانگ بانو کی صندل بھری رہے

جاؤنگی یاں سے سوئے نجف جب میں دل جلی — ٹکرا کے سر کہونگی دہائی ہے یا علی
اپنے پسر کا حال ہے حضرت پہ منجلی — فریاد کرنے آئی ہوں اب جاؤں کس گلی
آقا کے حق کئے نہ ادا داد دیجئے
شوہر نے میرے کی نہ وفا داد دیجئے

www.emarsiya.com

زوجہ ہوں انکی اہل وفا یہ سنیں گے جب شیدائے آل مجھ سے کنارا کریں گے تب
منہ کو چھپا کے راہ میں خجلت کی نوگی اب پوچھے گا گر کوئی کہ ہے تو کون خاں بلب
رو کر جواب دونگی تلاشی قضا کی ہوں
کیونکر بتا سکونگی بہو مرتضیٰ کی ہوں

یا فاطمہ کچھ اس میں نہیں ہے مرا قصور مجبور ہوں خطا مرے وارث کی ہے ضرور
لونڈی کو بخشئے، تو کرم سے نہیں ہے دور ایسا نہ ہو کہیں دم ہنگامہ نشور
کہیئے کہ اب بلند نہ کر شور و شین کو
شوہر نے تیرے چھوڑ دیا تھا حسین کو

یہ کہہ کے دونوں ہاتھوں سے پیٹا جو اس نے سر تکتا تھا منہ لپٹ گیا ماں سے بڑا پسر
بولا پھر اپنے ہاتھوں سے ہاتھوں کو جوڑ کر اماں نہ پیٹئے کبھی ایسے نہیں پدر
کیوں شہ کا ساتھ چھوڑ دینگے اعدا کے واسطے
وہ اپنی جان دیتے ہیں آقا کے واسطے

کہنے کو جو کہے کوئی کہنے بھی دیجئے جھوٹی خبر ہے آپ اسے باور نہ کیجئے
غم کھایئے نہ خون جگر غم سے پیجئے یہ سب غلط نہ ہو تو قسم مجھ سے لیجئے
بھر آیا دل منہ آنکھوں سے دھونے لگیں گے اب
اچھا نہ مانئے گا تو رونے لگیں گے اب

سمجھانے کو تو ماں کے کئے اسطرح کلام پر واقعہ تھا باپ کا رویا وہ لالہ فام
بولی پسر سے مادر مغموم و مہتمام جی جاؤں میں نثار جو بن آئے تم سے کام
یہ سر نثار بادشہ نیک خو کرو
اپنا لہو بہا کے مجھے سرخرو کرو

www.emarsiya.com

جلدی سے باندھی کہہ کے یہ فرزند کی کمر ہتھیار چھوٹے چھوٹے لگائے اِدھر اُدھر
دوڑیں تمام بی بیاں سر پیٹ پیٹ کر غل پڑ گیا کہ جاتا ہے عباس کا پسر
سب گھر پہ بدلیاں الم و غم کی چھا گئیں
بھاوج کے پاس زینب و کلثوم آگئیں

بچے سے سب لپٹ گئیں سیدانیاں بہم لیکن جناب زینب خاتون محترم
آنچل سے اپنے پونچھ کے بھاوج کے اشک غم بولیں مخاطب یہ دھیان ہے کھاتی ہوں میں قسم
ہرگز نہ ساتھ چھوڑیگا خوشخو حسین کا
بھائی کا جزو تن ہے وہ بازو حسین کا

تو صالحہ ہے ایسے مناسب نہیں سخن ہوتا ہے اس میں وہن عمل اصف شکن
یہ سچ کہ تیرے حق بطرف ہیں غم و محن میں کیا کروں قلق کو کہ بھائی کی ہوں بہن
دل سے خیال دور جو تھے پاس آتے ہیں
بی بی بس اب نہ رو مجھے وسواس آتے ہیں

ہے ہے صغیر بچے کی بندھوائی ہے کمر اس سن میں بھیجتی ہے اسے سوئے فوج شر
پھپھیوں کا، پیاری بہنوں کا پیارا ہے یہ قمر کتنوں کے اسکے داغ سے جل جائیں گے جگر
روتا ہے دل قلق سے مرا جان روتی ہے
اب ہاتھ سے نشانی عباس کھوتی ہے

کہنے کو کچھ تھی بالی سکینہ باضطراب رو کر قدم پہ گر پڑی زینب کے وہ شتاب
کی عرض کانپ کانپ کے اے آسماں جناب کیا جانے کیا کہا تھا کہ صدموں سے تھی نہ تاب
ہول آتے ہیں کنیز شہ حق شناس ہوں
تقصیر عفو کیجئے میں بدحواس ہوں

www.emarsiya.com

رونے لگے یہ سن کے حرم سب بصد فغاں ڈیوڑھی سے دی صدا کسی خادم نے ناگہاں
سب خیریت ہے اے حرمِ شاہِ انس و جاں سننے کو کچھ گئے ہیں علمدار نوجواں
کیا دور اُدھر سے ذکرِ صفائی شروع ہو
آئے وہ شیر جب تو لڑائی شروع ہو

عمرِ سعد کے خیمے میں حضرت عباس کی پیشوائی کی تیاریاں

سنتا تھا یہ کہ سب نے کہا شکر یا الٰہ اچھا ہے صلح کی نکل آئے جو کوئی راہ
ہاں پھر سنیں وہ معرکہ اب عاشقانِ شاہ پھر بڑھ رہا ہو حالِ علمدارِ عرش جاہ
آرائشیں ہیں جشن کی یہ رنگ اُدھر کا ہے
گویا دلہن بنا ہوا خیمہ عمر کا ہے

ہیں جمع دعوتوں کے سب اسباب ہر طرف خوانِ طعام و تحفۂ نایاب ہر طرف
شربت بھرے وہ ساغرِ پرتاب ہر طرف ٹھنڈی صراحیوں میں ہے برفاب ہر طرف
پھولوں کے چار سمت ہیں انبار فرش پر
اک سونجھی ہے مسندِ زرتار فرش پر

تا دور دونوں سمت جو لشکر ہے راہ پر عہدے لئے ہوئے ہر اک افسر ہے راہ پر
چھڑکاؤ دو طرف سے برابر ہے راہ پر ٹھنڈی ہوا بنائے ہوئے گھر ہے راہ پر
تر ہے پتی ہوئی جو زمیں آفتاب سے
سوندھی نکل رہی ہے مہک خاک و آب سے

www.emarsiya.com

ہے در پہ بارگہ کے نقیبوں کا اژدحام — نوبت لئے ہیں نوبتیان امیرِ شام
باجوں کے لوگ کام پہ ہیں مستعد تمام — قرنا اٹھا چکے کئی دیوِ سیاہ فام
ڈنکوں پہ خم نشان ہیں نامی کیواسطے
چوبیں اٹھی ہوئی ہیں سلامی کیواسطے

حضرت عباس کا آنا اور عمرِ سعد کا تملّق

اُس جدِ راہ پر تھیں نگاہیں کہ ناگہاں — چمکا علم کا پنجۂ پرتاب و زرفشاں
آیا نظر فرس پہ ہزبرِ شہِ زماں — باجے بجے ادھر کہ ہلی سقفِ آسماں
اور آ گئے قریب جو اس اوجِ موج سے
کانپی زمیں تلاطمِ دریائے فوج سے

کوئی نہ تھا خطاب کے قابل جو راہ میں — داخل مع سمند ہوئے بارگاہ میں
ہوگا جلال و رعب یہ کس کی نگاہ میں — لرزہ عمر کے پڑ گیا قلبِ سیاہ میں
بہرِ سلام فرقِ نحس خم کئے ہوئے
پہنچا قریبِ نذر کی کشتی لئے ہوئے

فرمایا ہاتھ رکھ کے تواضع ہے یہ فضول — بے انفصالِ نذر نہیں ہے تری قبول
خادم کے منتظر ہیں اُدھر نائبِ رسول — ہاں مختصر سی وجہِ طلب کہنہ کچھ ہو طول
راضی ہو جج، رکھتے ہیں امرت بھی زہر بھی
رحمت بھی ہے امام کے قبضے میں قہر بھی

www.emarsiya.com

بولا لعیں کہ تابعِ فرماں ہوں میں غلام — یہ کفش خانہ آپ کا ہے اے فلک مقام
لیجئے قسم سوائے اطاعت جو کچھ ہو کام — حاضر ہیں سب یہ لوگ سرانِ سپاہِ شام
مجرا قبول ہونے کے امیدوار ہیں
خادم ہیں جاں نثار ہیں، خدمتگزار ہیں

کیوں صلعجو میں صبح سے کتنا تھا بیقرار — کیا کیا تڑپ کے راہ پہ جاتا تھا بار بار
دیکھی یہ تم نے فطرتِ شمرِ دغا شعار — پہنچا خود اور مجھ کو نہ ہونے دیا سوار
پہلے ہی جا کے بندۂ درگاہ ہو گیا
کیا خوب مجھ سے بڑھ کے ہوا خواہ ہو گیا

سب اک زبان ہو کے یہ گویا ہوئے لعیں — کہتے ہیں ہم حلف سے یہ سب سچ ہے شک نہیں
بولا وہ اب حضور ہوا بات کا یقیں — پیاسے ہیں آپ روئے نہ میرا دلِ حزیں
برف ان میں دیکھئے کہ ہے کیسی پسی ہوئی
ٹھنڈک سے ساغروں پہ ہے سردی رسی ہوئی

آقا بس اب قبول ہو بندے کی التماس — گرمی کچھ ایسی کج ہے مجھ میں نہیں حواس
سب مضطرب عطش سے ہیں دریا ہے گرچہ پاس — پانی پہ پانی پیتا ہوں بجھتی نہیں ہے پیاس
یہ اضطراب سخت ہے ہر اضطراب سے
وہ بھی بشر ہیں دور جو بستے ہیں آپ سے

اب خشم سے اتر کے کرم کیجئے جناب — ٹھنڈا کوئی مکاں لے کے سمندِ صبا شتاب
مسند پہ چلئے لوگ ہوں خدمت میں بہرہ یاب — کچھ کھا کے نوش کیجئے دو ایک جامِ آب
دم لیکے چلئے خدمتِ شاہِ غیور میں
ہم سب تو ساتھ ہونگے رکابِ حضور میں

www.emarsiya.com

اس فوج میں نہیں کوئی اب آپ کے خلاف — جو تھے وہ قتل ہو گئے کہتا ہوں صاف صاف
یا بھاگ کر نکل گئے کچھ بانیٔ گزاف — کیا قہر کی تھی وہ شبِ ہفتم کی بھی مصاف
لاکھوں کا کھیت ساکھ وہ تیغ آزمائی میں
اب تک تو رن پڑا نہیں ایسا خدائی میں

سمجھایا، روکا، ڈانٹا، کہا بھی بُرا بھلا — ایسی چڑھی نہ تھی کہ سمجھتے سخن مرا
دعوے سے کی تھیں آپ سے شرطیں پئے وغا — پھر ہم تو ہنسنے والے تھے اب پوچھنا ہے کیا
جس راہ پر وہ تھے اُنھیں ڈھرّوں پہ رکھ لیا
تعریف بے محل ہی کے چہرّوں پہ رکھ لیا

اس شب کو چار لاکھ تماشائی تھی سپاہ — سب دو طرف تھے بیچ میں ان کی تھی رزم گاہ
جب ضرب کر کے منہ کے بھل آتے تھے روسیاہ — کیا ہاتھ اٹھا کے کہتے تھے ہم واہ واہ واہ
وہ جانتے تھے ہیں یہ معرّف تپاک سے
سو سو سلام کرتے تھے اٹھ اٹھ کے خاک سے

نامی تھے گو پہ عقل سے خارج تھے اہلِ کید — ہوتی جو کچھ سمجھ تو دکھاتے بھی زرق و شید
شیر وغا تھے آپ، وہ روباہ دل تھے صید — سب مرکبوں پہ تھان کے ٹرے تھے عمرو زید
دعوے بڑے نشان پہ تھے اہلِ زور کے
اس معرکے سے گڑ گئے جھنڈے حضور کے

سچّی تو بات یہ ہے چھپانے سے کیا ہے کام — بس میں اسی لڑائی سے حضرت کا ہوں غلام
افسوس ہے یہاں پہ جو ہوتا امیر شام — رہتی یہ فوج اور کسی کے بھی پائے نام
لے لیتا آپ کو شہِ عالی مقام سے
بیعت کا پھر سوال نہ کرتا امام سے

www.emarsiya.com

اب عرض یہ ہے امر ہے اک مشورہ طلب — پروانۂ یزید بھی آیا تھا وقت شب
بارے میں آپ ہی کے مضامیں رقم تھے سب — کرتا ہے التماس و گزارش بصد ادب
گر سرفراز کیجئے غم جائے شاد ہوں
یہ گھر تو ہے حضور کا میں خانہ زاد ہوں

عہدے تمام لیجئے لشکر بھی لیجئے — خواہش ہو گر خزانۂ پُر زر بھی لیجئے
مال و منال لے کے مرا گھر بھی لیجئے — جس ملک کی طلب ہو وہ کشور بھی لیجئے
ہر شہر کا خراج بھی دیتا ہوں باج بھی
یہ بھی نہ ہو تو تخت بھی حاضر ہے تاج بھی

جو ما بہ النزاع ہے برہم ہیں جس پہ شاہ — دخل آپ گر نہ دیں تو نکل آئے کوئی راہ
بس صاف یہ ہے لے خلف ضیغم الٰہ — میں مانگتا ہوں آپ کی تلوار سے پناہ
خوف اسقدر نہیں کسی ذیشاں کی تیغ سے
بندے کو قتل کیجئے احساں کی تیغ سے

حضرت عباس کی تقریر

مجھ سے سوا ہے کون بہادر کا قدرداں — واں کیا دیا امام نے جز عہدۂ نشاں
جھومے یہ سن کے جوش میں عباس نوجواں — فرمایا او سفیہ بس اب بند کر زباں
یہ چاپلوسیاں یہ تملق کلام میں
لاتا ہے ہم سے شیر کو باتوں کے دام میں

www.emarsiya.com

کیا ہے وہ شور بخت ترا حاکمِ پلید — فاسق، شرابخور، شقی، مرتد و مرید
بے پیر، بے تمیز، عزازیل کا مرید — نسبت ہے کیا امام کجا اور کجا یزید

وہ ہے زبوں خصال، ذمیل الشیم ہیں یہ
ظلمت وہ دیر کی ہے چراغِ حرم ہیں یہ

وہ خار ہے وہ خار، جو خاروں میں ہے خراب — یہ پھول ہیں وہ پھول، جو پھولوں میں انتخاب
وہ نار ہے وہ نار، جو ناروں میں ہے عذاب — یہ نور ہیں وہ نور، جو نوروں میں آفتاب

وہ ماند ہے وہ ماند، جو ماندوں میں ماند ہے
یہ چاند ہیں وہ چاند، جو چاندوں میں چاند ہے

وہ شام ہے وہ شام، جو شاموں میں غم فزا — یہ صبح ہیں وہ صبح، جو صبحوں میں دلکشا
وہ داغ ہے وہ داغ، جو داغوں میں شعلہ زا — یہ باغ ہیں وہ باغ، جو باغوں میں پرفضا

وہ زشت ہے وہ زشت، جو زشتوں میں ایک ہے
یہ نیک ہیں وہ نیک، جو نیکوں میں نیک ہے

حور و قصور و نہر لبن گلشنِ ارم — میکال و جبرئیل و سرافیلِ ذی حشم
کرسی و فرش و عرشِ بریں لوح اور قلم — میزان و حشر و بحر و بر و زمزم و حرم

پوچھے جو ان سے کون شہِ مشرقین ہیں
سب اک زبان ہو کے پکاریں حسین ہیں

کیا اس لعیں کو قدر نشان شہِ ہدا — یہ عہدۂ پدر ہے جو ہم کو ہوا عطا
کاندھے پہ اس علم کو اٹھاتے تھے مرتضیٰ — رکن رکین فوجِ ظفر موجِ مصطفیٰ

سر قدسیوں کے جھکتے ہیں رفعت کو دیکھ کر
پڑھتے ہیں سب درود اسی رایت کو دیکھ کر

www.emarsiya.com

ظالم مری حسام سے ہے طالبِ پناہ
اس تیغ سے ہے بڑھ کے کہیں بیکسوں کی آہ
ڈرتا نہیں کسی سے سوا میرے روسیاہ
اس گھر کا ایک طفل بھی پائے جو حکم شاہ
رکھے نشان و نام نہ تختِ پلید کا
پایا ہلا کے قصر الٹ دے یزید کا

عہد سے تمام کیا ہیں یہ لشکر ہے اس کا کیا
مٹی ہے سب خزانہ پر زر ہے اس کا کیا
کعبہ گھر اہلبیت کا ہے گھر ہے اس کا کیا
خطہ ہے جبر و غدر کا کشور ہے اس کا کیا
شاہوں کے شاہ خسرو عالی مقام ہیں
وہ کون تخت و تاج کے مالک امام ہیں

ہم اور امام بیکس و تنہا کو چھوڑ دیں
ادنیٰ غلام کیلئے آقا کو چھوڑ دیں
پست اسقدر ہوں رتبۂ اعلیٰ کو چھوڑ دیں
دنیائے دوں کیواسطے عقبیٰ کو چھوڑ دیں
چھوڑیں حرم کو رسم ہوا اہل کنشت سے
دوزخ کو کوئی جاتا ہے باغِ بہشت سے

اچھا یہی ہے اس ستم آرا کو گر خیال
بس اک ہماری تیغ سے ڈرتا ہے بدخصال
یا داس کو رکھ کہ اب دمِ ہنگامۂ جدال
پہلے لڑے گی فوج شہنشاہِ باکمال
اپنی سپہ کی طاقت و قوت بھی دیکھ لے
ایک اک جری کی شوکت و جرأت بھی دیکھ لے

کیوں اب تو جنگ کرنے میں ہوگا نہ تجھ کو ڈر
یوں بھی سہی لڑیں تو کہیں بانیانِ شر
پر ہاں تمام فوج میں کہدے پکار کر
روکی جو راہِ نہر تو ہوں گے نہ تن پہ سر
کوفے تلک ڈٹے ہوئے گو بدشعار ہیں
ابکی کھنچی یہ تیغ تو پھر وار پار ہیں

www.emarsiya.com

ظالم مری حسام سے ہے طالب پناہ — اس تیغ سے ہے بڑھ کے کہیں بیکسوں کی آہ
ڈرتا نہیں کسی سے سوا میرے رُوسیاہ — اس گھر کا ایک طفل بھی پائے جو حکم شاہ
رکھے نشان و نام نہ تختِ پلید کا
پایا ہلا کے قصر الٹ دے یزید کا

عہد سے تمام کیا ہیں یہ لشکر ہے اُس کا کیا — مٹی ہے سب خزانہ پُر زر ہے اُس کا کیا
کعبہ گھر اہلبیت کا ہے گھر ہے اُس کا کیا — خطہ ہے جبر و غدر کا کشور ہے اُس کا کیا
شاہوں کے شاہ خسرو عالی مقام ہیں
وہ کون تخت و تاج کے مالک امام ہیں

ہم اور امام بیکس و تنہا کو چھوڑ دیں — ادنیٰ غلام کیلئے آقا کو چھوڑ دیں
پست اسقدر ہوں رتبۂ اعلیٰ کو چھوڑ دیں — دنیائے دوں کیواسطے عقبیٰ کو چھوڑ دیں
چھوڑیں حرم کو رسم ہوا اہل کنشت سے
دوزخ کو کوئی جاتا ہے باغ بہشت سے

اچھا یہی ہے اس ستم آرا کو گر خیال — بس اک ہماری تیغ سے ڈرتا ہے بدخصال
یا داس کو رکھ کہ اب دم ہنگامۂ جدال — پہلے لڑے گی فوج شہنشاہِ باکمال
اپنی سپہ کی طاقت و قوت بھی دیکھ لے
ایک اک جری کی شوکت و جرأت بھی دیکھ لے

کیوں اب تو جنگ کرنے میں ہوگا نہ تجھ کو ڈر — یوں بھی سہی لڑیں تو کہیں بانیانِ شر
پرہاں تمام فوج میں کہدے پکار کر — روکی جو راہِ نہر تو ہوں گے نہ تن پہ سر
کوفے تلک ڈٹے ہوئے گو بدشعار ہیں
ابکی کھنچی یہ تیغ تو پھر وار پار ہیں

www.emarsiya.com

وہ رزم کیا تھی کیا شبِ ہفتم کے واقعات — اب ذکر کیا کہ کر نہ سکے کچھ زبوں صفات
مارا بھی ہے انھیں تو یہ کیا فخر کی ہے بات — کچھ ان کی اصل تھی نہ تمھاری ہے کائنات
لڑ کر تو مر گئے وہ نہ گر فتح پا سکے
جرأت کے تم دھنی ہو کہ چرکا نہ کھا سکے

ہنستے تھے تم انھیں تمھیں ہنستا تھا اک جہاں — دعویٰ یہ پھر کہ ہم ہیں سپاہی کے قدرداں
کیوں بے حمیتو دمِ پیکارِ امتحاں — چھینا تھا ہم نے جسکو تمھارا نہ تھا نشاں
لشکر کی ناک صف تھی جو دو بدو بڑھی
تم خوش ہوا سکے کٹنے سے اور آبرو بڑھی

پیرو ہو جن کے رکھتے ہیں وہ بھی یہ جرأتیں — بھاگے ہزار بار ہوئیں کچھ نہ ذلتیں
دونو طرف کی فوج سے یکساں تھیں الفتیں — اُن سے ٹسکائیتیں نہ کچھ اِن سے علاقتیں
رہتے تھے لڑنے والوں کے پیچھے سپاہ میں
ہوتے تھے آگے بھاگنے والوں کے راہ میں

کیوں ابن سعد تو تو ہمارا ہے دوست دار — گزرے گواہ بھی کہ سحر سے تھا بے قرار
سچا ہے گر تو قول سے پھرنا نہ زینہار — ہم جو کہیں وہ کر کہ صداقت ہو آشکار
گر چاہتا ہے لائقِ آب اپنے کام میں
پانی کی پہلے بھیج دے مشکیں خیام میں

پیاسا رہے نہ شاہ کا لشکر تو ہم پئیں — پی لیں یہ آبِ سرد جو سرور تو ہم پئیں
تر کر لیں لب جو آلِ پیمبر تو ہم پئیں — سیراب ہو لے پیاس میں اصغر تو ہم پئیں
کر خوف بد دعا نہ کوئی بے گناہ دے
پہرے ہٹا لے نہر سے پیاسوں کو راہ دے

www.emarsiya.com

یہ لوں یہ گرم دھوپ کپے تپتے ہیں سب جبال — بے آب تین دن سے ہیں اطفالِ خورد سال
جو صاحبِ قلق ہوں وہ اتنا کریں خیال — کیا ہوگا بے زبانوں کے قلب و جگر کا حال
غم ہے یہ ان کی تشنہ دہانی کو دیکھ کر
دل سے دھواں اب اٹھتا ہے پانی کو دیکھ کر

حُر کی تجویز اور ابن سعد کی گھبراہٹ

سنتا تھا یہ کہ اُڑ گیا رنگ رخِ عمر — کتنے شریر رو دئے منہ پھیر پھیر کر
حاضر وہیں تھا حر دلاور بہ کروفر — بیٹا غلام بھائی بھی باندھے ہوئے کمر
سب کیطرح یہ لوگ نہ پتلے دغا کے تھے
چاروں جوان چار عناصر وفا کے تھے

بڑھ کر عمر سے حرِ جری نے کیا خطاب — سچ ہے بہت بجا ہے جو فرماتے ہیں جناب
کچھ ہو بس اب نہیں دلِ مضطر کو میرے تاب — دے حکم اے امیر کہ جاؤں میں لیکے آب
احساں کیا تھا خسروِ عالی مقام نے
پانی دیا تھا راہ میں مجھ کو امام نے

یاد آ گیا وہ دشت و وہ گرمی وہ اپنی پیاس — سب تھے عطش سے میرے رسالے ہیں بیحواس
منہ خشک، ہونٹ خشک، زباں خشک، دل اداس — پانی سے یاس، کرب کی حالت دمِ ہراس
لو تھی کہ پھینکے دیتی تھی دامن جبال کے
گر گر گئے تھے رخش زبانیں نکال کے

www.emarsiya.com

حضرت سے تشنہ کاموں کا دیکھا گیا نہ غم — مطلق کیا نہ اپنے صغیروں کا کچھ الم
شربے تھے جتنے ساتھ وہ بخشے بصد کرم — پانی بھی پی کے ہوش میں پھر نہ آئے ہم
راہِ عطا میں حق کا شناسا نہ رہ گیا
انساں تو کیا فرس کوئی پیاسا نہ رہ گیا

یارب وہی حسین ہیں اس بن میں تشنہ لب — محسن کے اپنے کام نہ آؤں میں ہے غضب
یہ تو کھلا کچھ آج کہ تو بھی ادھر ہے جب — پھر مجھ کو اس سپاہ میں رہنے کا کیا سبب
اب غم ہے کیا لڑینگے جو غول اہل شام کے
سر تجھ سے پہلے دونگا قدم پر امام کے

گھبرا گیا یہ سنتے ہی وہ خانماں خراب — عباس نامدار سے بولا باضطراب
مہلت ہو ایک دم کیلئے اے فلک جناب — کچھ کر کے مشورہ ابھی دیتا ہوں میں جواب
جانا ہے جلد خدمت شاہ غیور میں
خود مشک آب لیکے چلوں گا حضور میں

یہ سُن کے مسکرائے علمدار باوفا — فرمایا خیر ہم ترا سمجھے ہیں مدعا
پھیرا عناں کو در سے نکل آیا بادپا — کچھ دور جا کے واں سے بھرا شیغم وفا
روکا کنوتیاں جو بدلنے لگا سمند
اس صحن بارگہ میں ٹہلنے لگا سمند

واں جان پا گئے وہ فسوں ساز پُر دغل — سمجھے کہ سر سے ٹل گئی آئی ہوئی اجل
دوڑے جگہ سے سب کے کلیجوں میں تھی دہل — غرفوں کے پاس آ گئے کتنے زبوں عمل
کچھ ڈر سے جھانکنے لگے دشمن نجات کے
کتنوں نے چاک کر دیئے پردے قنات کے

www.emarsiya.com

خوشامدی فوج اور مکّار سردار

دیکھا یہ جب کہ دور ہے یاں سے وہ شیر نر — کچھ کم ہوا دلوں میں جو پیدا ہوا تھا ڈر
پاس آئے ابن سعد کے جلدی سے بدگہر — حال اسکا اور تھا متردد تھا سخت تر
بولے خوشامدی عبث اتنا ملال ہے
وہ آپ نے کہا کہ جو کہنا محال ہے

کیا خوب کی جری سے دلیرانہ قیل و قال — دینے کا ذکر کیا تھا برابر کے تھے سوال
حاکم کے حکم پر انھیں گزرا تھا کچھ ملال — سب دیکھتے تھے آپ بھی غصے میں تھے کمال
کیا یونہی بارگاہ سے باہر نکل گئے
ہاں ہم گواہ ہیں کہ طرح دیکے نل گئے

کہنے لگا کوئی نہ تھے اور ایک دم — پنہاں یہ تھی بغل میں مرے تیغ برق دم
گویا ہوئے یہ اور شریان بدشیم — خنجر تھے آستینوں میں بٹھنے ہی کو تھے ہم
بولا کوئی غضب میں تھا میں تھا میں بھی بھرا ہوا
مسند کے نیچے تھا مرا بچھا دھرا ہوا

سب کے ادھر سے ایک پکارا دغا پسند — میں تھا لئے ہوئے کئی حلقوں کی یہ کمند
چلّائے کتنے ہاتھوں میں تیغے کئے بلند — ہم چھپکے جا چکے تھے کہ پے کر دیں وہ سمند
آئی صدا یہ پھر کسی گوشے سے کان میں
دیکھو یہ تیر جوڑے تھا میں اس کمان میں

www.emarsiya.com

خم ٹھونک کر یہ کہنے لگا کوئی پہلوان — وہ اس قنات میں مرا ساطور ہے نہاں
بڑھ کر کہا کسی نے کہ سچ ہے ترا بیاں — مانگی تھی اپنے بھائی سے میں نے بھی تو سناں
آواز ادھر سے آئی کہ غصہ تھا آنے کو
میں بھی الگ کھڑا تھا فقط غل مچانے کو

بے پر کی اپنی اپنی اڑاتے تھے نابکار — چھپ چھپ کے جھانکے جاتے تھے غازی کو بار بار
گھبرایا سب کے غل سے بن سعدِ بدشعار — ڈانٹا کہ چپ ہو شور میں ہوگے ذلیل و خوار
سمجھے ہو دور ضیغمِ شیر الٰہ کو
سن لیں جو کچھ الٹ دیں ابھی بارگاہ کو

کرتے ہیں چپکے چپکے بڑوں کی بڑائیاں — یا یہ کہ غل مچا کے کرو خود ستائیاں
میں نے فریب دیکھے تو کی تھیں صفائیاں — کیسی صفائیاں نکل آئیں برائیاں
اب کیا وہ دل میں تھے جو ارادے اٹھے ہوئے
مشکیں اٹھاؤ جاؤ نہ سقے بنے ہوئے

بس کچھ ہے زندگی کی جو صورت تو اسقدر — اقرار کر چکے ہیں علمدار نامور
پہلے لڑیں گے اور دلیران پُر جگر — پھر ان سے معرکہ بھی جو ہوگا تو نہر پر
ہاں مصلحت ہے تم تو لڑانا سپاہ کو
بھر دوں گا آفتوں سے میں دریا کی راہ کو

وہ آفتیں کہ جن میں بشر کی تو کیا مجال — رکھنا قدم کا دیو قوی تن کو ہو محال
سوچا ہوں جو خیال سے تن پر کھڑے ہیں بال — سب بھول جائینگے شبِ ہفتم کی وہ جدال
کہتا نہیں ابھی جو حضورِ نگاہ ہے
رستہ ہے وہ بلا کا قیامت کی راہ ہے

www.emarsiya.com

حر اور عمر سعد کی جھڑپ

توبہ ہے حر کے سامنے کہتا ہوں دل کا راز — سب حال یاں کا پہنچے گا پیش شہ حجاز
اب چپنے ہو حسین کی ہے دوستی پہ ناز — دشمن بغل میں تھا یہ ہوا آج امتیاز
اس مار آستیں سے بچو تم سے لاگ ہے
منتر نہیں ہے کاٹے کا جسکے وہ ناگ ہے

کیوں حُر، ارے ہوا تجھے حاکم کا کچھ نہ پاس — جنبہ کیا حسین کا بیخوف و بے ہراس
یہ خشک خشک ہونٹ یہ چہرہ اداس اداس — ثابت ہے چتونوں سے کہ ہے تین دن کی پیاس
راحت کا کوئی شغل نہ آب و طعام کا
فاقوں میں پہلے ساتھ دیا ہے امام کا

دیکھی مری منجے ہوئے فقروں میں گفتگو — وہ دام میں نہ آئے مگر کیا پھنسا ہے تو
کیوں پست ہے مجھ کو شوق اطاعت تھا اے عدو — کہلائی دم میں کیسی، جو مخفی تھی آرزو
عہدہ بس اب کوئی نہ کوئی کام چاہیے
سیدھے سپاہیوں میں ترا نام چاہیے

منشی کدھر ہے کاٹ دے فتر سے اس کا نام — کیوں پہلے مجھ سے ہوگا نہ تو فدیۂ امام
جا تو سہی اُدھر ابھی بھیجوں گا یہ پیام — آنے نہ دیں قریب اسے شاہنشہ انام
یہ مل کے داغ دے گا امام غیور کو
بھیجا ہے ننگ نے کہ دغا دے حضور کو

www.emarsiya.com

حاکم سے اپنے تجھ کو بغاوت کا کیا سبب — پرچہ نہ کیا لگے گا یہ پھیلے گی بات جب
کیوں لشکرِ حسین میں جاتا ہے بے طلب — کیسا الٹ گیا ہے ترا قلب ہے غضب
مانوں نہ میں اثر ہے یہ تسخیر نام کا
دل پر ترے ہوا ہے تصرف امام کا

آہوش میں حواس ہیں تیرے پر اختلال — گفتار میں وہ بات، رفتار میں وہ چال
چہرے کا رنگ زرد ہے، آنکھیں لہو سی لال — گرمی چڑھی نہ ہو تو غلط کہہ مرا خیال
دم بھر رہا ہے سر یہ حالت ہے شوق کی
مجھ کو تو فکر پڑ گئی زنجیر و طوق کی

عاقل کا کب ہے کام کہ ثروت کو چھوڑ دے — دیوانہ ہے جو دامن دولت کو چھوڑ دے
دشمن سے اپنے چاہئے رغبت کو چھوڑ دے — یا یہ کہ دوستوں کی محبت کو چھوڑ دے
بہتر ہے اس سے تیغ جو گردن سے آ ملے
دشمن ہے اپنا آپ جو دشمن سے جا ملے

پیاسا تھا واں، ترا جو رسالہ میان راہ — خوف اٹھا تھا کہ لٹ کے نہ ہو قافلہ تباہ
پانی نہ دیتے دب کے تو چھن جاتا خواہ مخواہ — شاباش خوب شاہ کے احساں جتائے واہ
کیوں خوش تو کر دیا خلف بوتراب کو
محسن بنا لیا شہ عالی جناب کو

جنگی سوار اور تجھ ایسے کہ پائے نام — تیری نہیں یزید کی تقصیر ہے تمام
کس طرح رک سکے کوئی رکنے کا ہے مقام — جاتے ہی یاں سے ہو گا بس اب نائب امام
رتبے ملیں گے خدمت شاہ غیور میں
بھیجا کریں گے ہم بھی عریضے حضور میں

www.emarsiya.com

اس پر نہ بھولنا کہ میں ہوں افسرِ کلاں جا کر بھی تجھ کو ہنستے ہیں اب افسری کہاں
جُز التجائے عفو ہلائی اگر زباں ایسا ذلیل ہوگا کہ دیکھے گا اک جہاں
ہاں پھر تو نام جانے کا او کم وقار لے
کہدوں ابھی کسی سے کہ وردی اتار لے

سنتے ہی لال ہوگیا غصے میں وہ ہزبر نعرہ کیا غضب میں گرج کر بسان ببر
اوپر فساد، رنگ شیاطین، مجوس و گبر بس منہ کو بند کر نہیں اب جھانکتا ہے قبر
کب مانتا ہوں تجھ سے سگِ حیلہ ساز کو
بھونکا تو کاٹ لونگا زبان دراز کو

آیا میں دیکھ رہ تو سہی بانیٔ فساد تو کیا ہے کیا یزید ہے کیا ہے بن زیاد
کیوں میرے منہ پہ طعن سے ذکرِ شہِ جواد دانتوں سے بوٹیاں تری کاٹونگا بدنہاد
دم لوں نہ جب تلک تجھے دیکھ بھال لوں
پنجہ یہ ہے پکڑ کے گلا دم نکال لوں

خود ہے ذلیل اور مجھے سمجھا ہے تو حقیر چھاتی پہ چڑھ کے کھینچ لوں گا دن کو کیوں نہ پیر
ان انگلیوں سے یاد رکھ او مفسد کے پیر کلّوں کو چیر اڈا لونگا ہوں گی جو دار و گیر
ہاتھوں میں زور شیرِ خدا کی ولا کا ہے
یہ پنجۂ اجل وہ طمانچہ قضا کا ہے

تو ہے وہ ہیزگر ابھی کھینچوں گا تیغ تیز اتنوں میں کہہ رہا ہوں کہ جائے گا گر دیے
سب کے مگس ہیں خوان کے تیرے یہ فتنہ خیز اڑ بھاگیں گے مچے گا جو ہنگامہ ستیز
شوران کا کیا ہے کیا ہیں بندے طعام کے
لقمے شکم میں بول رہے ہیں حرام کے

www.emarsiya.com

دعویٰ جو کچھ ہو اور تو جرأت مجھے دکھائیں — کیسے یہ عہدہ دار ہیں دبتے ہیں دہنے بائیں
تھوڑے اگر ہیں فوج سے اوروں کو چن کے لائیں — تلوار پکڑیں چار طرف سے سمٹ کے آئیں
تر بھر نہ کر دوں گر تو بہادر نہ جانیو
ہُر ہو نہ جائیں سب تو مجھے حُر نہ جانیو

ارذل ہے ارذلوں کو شریفوں کی قدر جان — گدی سے کھینچی جاتی ہے بدگو ہو جو زبان
اب مجھکو بے ادب تری تنبیہہ کا ہے دھیان؟ — کیوں شرط ہے اٹھاؤ بٹھاؤ پکڑ کے کان
بحثوں گا تجھ سے کیوں کہ ہے گھاتوں کا آدمی
باتوں سے مان سکتا ہے لاتوں کا آدمی

ہاں ہاں مجھے حسین کی ہے دوستی پہ ناز — بیشک ہوں جان و دل سے غلام شہ حجاز
یاں آئیگا عداوتِ حیدر سے گر نہ باز — واں مار آتشیں تجھے کاٹیں گے اور گراز
اتنا نہ زہر اُگل کہ قریب انتقام ہے
کالی ہے جس میں آگ وہ کالا مقام ہے

کیوں مجھ کو تیرے حاکم مردود کا ہو پاس — جب حاکم ازل کا وہ دشمن ہے بد اساس
پیاسا میں تین دن سے ہوں سچ ہے ترا قیاس — سیر آب ہو حسین تو بجھ جائے میری پیاس
کیونکر ہو تجھ کو رنج امام سعید کا
تو تو پئے ہوئے ہے پیالہ یزید کا

مکار جعلسازی پہ اپنی یہ افتخار — کیسا فریب ہو گیا آخر کو آشکار
عرض قبول آپ تو کرتا تھا بار بار — سمجھے تھے وہ بھی میں بھی تصنع کا انکسار
پانی خوشی سے دیگا کوئی یہ گماں بھی تھا
"جھوٹے کو تا بہ خانہ" کا مضموں یہاں بھی تھا

www.emarsiya.com

ہیں صحنِ بارگہ میں ابھی وہ فلک جناب — آتے ہی حکم دینگے بڑھا مشکہائے آب
گزرا جو یاں سے عرض کرونگا دمِ خطاب — منہ توڑ دوں گا دیگا جو انکار کا جواب
مارا اب پڑی کہ مشک کوئی او عدو گئی
دونوں طرح غرض کہ تری آبرو گئی

عہدہ یہ کیا ہے کیا ہے وہ منشیٔ فوجِ شام — لکھا ہوا ہے دفترِ حیدر میں میرا نام
حیلوں سے تیرے او ستم آرا سقر مقام — آنے نہ دینگے فوج میں اپنی مجھے امام
جیسا ہے جس کا دل اُسے پہچانتے ہیں وہ
مجھ کو غلام، تجھ کو عدو جانتے ہیں وہ

الٹا ہے قلب مجھ کو یہ کہتا ہے بد عمل — خیر اب کھلا دماغ میں بھی تیرے ہے خلل
پاتے ہیں کلب تیغ سے دیوانگی کا پھل — پتا ترا بھی کٹتا ہے او قیدیٔ اجل
زنجیر و طوق کیا تری تدبیر ہو چکی
عو عو نہ کر کہ موت گلو گیر ہو چکی

عاقل نہیں جو دین کی دولت کو چھوڑ دے — دنیا ہے کیا کہ جس کی نہ ثروت کو چھوڑ دے
ہاں دشمنوں سے چاہیے رغبت کو چھوڑ دے — ہرگز نہ دوستوں کی محبت کو چھوڑ دے
دشمن یہ ہیں جو ساتھ تجھ ایسے شقی کے ہیں
وہ دوست ہیں جو دوست خدا کے ولی کے ہیں

واں پیاس سے جو میرے رسالے کو تھی نہ تاب — کیوں او لعیں امام نے دیکر دیا تھا آب
یاد آگیا جلالِ خدیوِ فلک جناب — کیا منہ تھا کوئی آنکھ ملاتا دمِ عتاب
طاری تھا ڈر مرے بھی دلِ فکرمند پہ
قدموں پہ سر تھا ہاتھ عنانِ سمند پہ

www.emarsiya.com

ہوتا نہ درمیان جو میں اور دغا شعار — دریائے رحم جوش پہ آتا نہ زینہار
کرتا ہے مضحکہ مرے جانے پہ نابکار — دیکھے گا کیوں نیابت سلطان ذی وقار؟
حکم اب ترے عریضوں پہ ہوگا ممات کا
رکھ دونگا پھاڑ کر ترا کاغذ حیات کا

چاکر ہے چاکروں کا وہ مردود دو جہاں — جو اس سیاہ ظلم میں ہے افسر کلاں
مندیل رکھ نہ دی مرے قدموں پہ گر تو ہاں — ممکن نہیں کہ موت سے دم بھر رہے اماں
کھولوں گا اب کمر بھی تو ان سب کو مار کے
وردی اتارنی ہے ترا سر اتار کے

عمر سعد کی بارگاہ میں ہنگامہ اور حضرت عباس کا آکر حر کو لیجانا

چلایا پیٹ کر ابنِ سعدِ زبوں سیر — لینا اسے کہ دی مجھے ذلت تمام تر
دوڑے شریر دور سے جب سنبھال کر — اک غل ہوا کہ جانے نہ پائے یہ نامور
برچھے لگاؤ گھیر لو مل کر دلیر کو
ہاں مار لو، پکڑ لو، کمندوں سے شیر کو

بھرے ادھر بھی چار یہ شیران دشت جنگ — لی بڑھ کے حر نے میان سے شمشیر شعلہ رنگ
برچھا لیا جھپٹ کے برادر نے بے درنگ — بیٹے کو گرز اٹھاتے ہی اور آ گئی امنگ
لپکا غلام حر شجاعت پناہ کا
ہکہ دیا پکڑ کے ستوں بارگاہ کا

www.emarsiya.com

ہلنے لگے خیام تو باہر ہوئی پکار — تلوار بارگاہ میں چلتی ہے ہوشیار
جھپٹے اٹھا اٹھا کے فرس سیکڑوں سوار — چاروں طرف سے دوڑ پڑی فوجِ نابکار
قرنا کی دشتِ ظلم سے کوسوں صدا گئی
جنگی دہل بجے کہ زمیں تھرتھرا گئی

یاں صحنِ بارگہ میں تھے عباسِ نیک چشم — صیحہ فرس کا سُن کے رُکے بانیٔ ستم
بس در کی سمت پھیر کے شبدیز خوش قدم — ڈانٹا کہ ابنِ سعد خبردار، آئے ہم
کیوں بے ادب شریروں نے تیغیں سنبھال لیں
اب غل مچا تو منہ سے زبانیں نکال لیں

سنتا تھا یہ کہ پڑ گئی قلبوں میں تھرتھری — کانپے بسانِ پیر، جوانانِ لشکری
کیسی وہ دار و گیر کہاں کی وہ بگدھری — بودوں کا ذکر کیا تھا گریزاں ہوئے جری
اُس سمت جا چھپا کوئی پیچھے بہیر کے
نکلا کوئی عقب کی قناتوں کو چیر کے

دبکا الٹ کے فرش کہیں اہلِ شر کوئی — چڑھ کر ستوں پہ چھپ گیا چھت کاٹ کر کوئی
پھاندا قنات اُڑ گیا بیداد گر کوئی — جا کر گرا، طناب میں الجھا اُدھر کوئی
ہلچل تھی باب بند تھے گفت و شنود کے
بھاگا عمر بغل کے دریچے سے کود کے

درانہ بارگہ میں در آیا علی کا لال — واں کون تھا نکل گئے تھے سب زبوں خصال
نعرہ کیا پہنچ کے کچھ ایسا بصد جلال — وہ شیر دل بھی کانپ گئے بید کی مثال
حربے چھٹے ہر ایک بہادر کے ہاتھ سے
نزدیک تھا کہ تیغ گرے حر کے ہاتھ سے

www.emarsiya.com

بولا یہ ہاتھ جوڑ کے غازی سے وہ غیور — بے جرم ہوں غلام کا مطلق نہ تھا قصور
ناحق فساد کرتے تھے مجھ سے وہ بے شعور — کیونکر کہوں انھیں جو سنے کلمۂ ہائے زور
شور اُن کا تھا انھیں کا وہ غوغا تھا دور تک
میری صدا تو پہنچی نہ ہوگی حضور تک

فرمایا کچھ نہ خوف کر اے صاحبِ حیا — واقف ہیں ہم کہ مفسد و مقہور تھے اشقیا
یہ کیا کہا قصور و جرائم کا ذکر کیا — معصوم کے غلام سے ہوتی بھی ہے خطا
ہے یاوروں میں قبلۂ عالم پناہ کے
لکھا ہے تیرا نام صحیفے میں شاہ کے

لاکھوں ہیں پر کسی کو بھی یہ دن ہوا نصیب — اپنا محب کہے جسے اللہ کا حبیب
عصیاں کے عارضے کا مسیحا ہو جو طبیب — خطبہ میں نام عرش پہ جس کا پڑھے خطیب
فرمائے وہ کہ حر کے شرف جانتے ہیں ہم
ہاں اپنے اس حبیب کو پہچانتے ہیں ہم

آتے ہی یاں جو تجھ سے ہوئے تھے نہ ہم کلام — موقعہ وہ تب تھا اور اب اور ہے مقام
لے عفو کر دے بہر شہنشاہ ذوالکرام — محجوب ہیں کہ تجھ سے نہ کی سبقت سلام
دعویٰ نہیں ہے اس کا کہ عالی مقام ہیں
جن کا رفیق تو ہے ہم ان کے غلام ہیں

کیا پیاس ہے تجھے ہیں لاحق ہے اضطراب — دریا کو چھین کر ابھی لے آئیں جام آب
گو ہم پہ آج وقت ہے بھائی نہ کر حجاب — جس شے کی ہو طلب وہ منگا دیں تجھے شتاب
راضی ہیں گر ترے لئے سر زیرِ تیغ ہو
کام آئے جان تک تو نہ تجھ سے دریغ ہو

www.emarsiya.com

اب چل کہ منتظر ہیں ادھر ذی وقار سب — مشتاق تیرے شوق میں ہیں بیقرار سب
تنہا نہ ایک تو، نہ یہ قوم فرار سب — کس سے لڑیگا بھاگ گئے نابکار سب
تجھ سا بھی دوسرا تھا کوئی آن بان میں
موقعہ ہوا تو رکھ لے سر ذی کو میان میں

سنتے ہی لطف خاص و عنایات کے کلام — کاٹھی میں جلد رکھ لی جواں مرد نے حسام
بولا قدم کو چوم کے یوں پھر وہ نیکنام — قربان اس غلام نوازی کے یہ غلام
جرأت کیطرح آپ پہ رحمت بھی ختم ہے
لطف و کرم بھی ختم مروت بھی ختم ہے

میری بساط کیا کہ ہوں اک عبد خاکسار — اتنا بڑھا دیا مجھے اے آسماں وقار
اس کا جواب کوئی نہیں اور زینہار — بس جان و سر کو آج قدم پر کروں نثار
یہ نصرتِ امام مری بے غرض نہیں
پاؤں گا وہ حیات کہ جسکا عوض نہیں

یہ سنتے ہی لگا لیا سینے سے حُر کا سر — بھائی سے اس دلیر کے جھک کر ملے ادھر
بیٹے کو حُر کے پیار کیا آگے آن کر — پلٹے ادھر غلام پہ شفقت کی کی نظر
تسلیم کو جو اُٹھ گیا اس ذی حشم کا ہاتھ
شاباش کہہ کے پشت پہ پھیرا کرم کا ہاتھ

گُونکلے بارگاہ سے لیکر انھیں جناب — بھاگی لرز کے فوج دغا کار و بیحساب
چاروں جواں چڑھے فرسوں پر بصد تتاب — دوڑے زمیں سے ملکے وہ گھوڑے صبا شتاب
رستے پہ جو تھے پھٹ گئے بادل سپاہ کے
اٹھے ہوا میں پانچ تتق گردِ راہ کے

www.emarsiya.com

حُر کا امام حسین کی خدمت میں پہونچنا

اب سنئے واں کا حال کہ حضرت کی سب سپاہ — صف بستہ رن میں تھے اسی جانب تھی ہر نگاہ
وہ واقعاتِ راہ وہ حالات بارگاہ — جو واں گزر رہا تھا خبر دے رہے تھے شاہ

تھا سب کو وجد ضیغمِ حیدر کے ذکر پر
جوش آرہے تھے حُرِ دلاور کے ذکر پر

ناگاہ سامنے سے نمایاں ہوا غبار — بڑھ بڑھ کے دیکھنے لگے سب شہ کے جاں نثار
غل پڑ گیا وہ آگئے عباسِ نامدار — آواز دی حبیب نے پانچ آتے ہیں سوار

آگے وہ شیر کا فرس سبزہ رنگ ہے
پیچھے کمیت تین ہیں اور اک سرنگ ہے

دیکھا وہاں سے حُر نے جو شہ کا جمالِ پاک — بھیجا درود کہہ کے کہ اے روحا فداک
رہوار سے گرا دیا اپنے کو سوئے خاک — نزدیک تھا کہ فرطِ ندامت سے ہو ہلاک

بھائی پسر غلام بھی سب پاس اتر پڑے
اللہ رے رحم رخش سے عباس اتر پڑے

فرمایا بڑھ کے حال تو کہہ کیا ہے ماجرا — عرض اس نے کی کہ مجھ کو نہ لیجئے میں فدا
پکڑی تھی میں نے باگ خجالت یہ کم ہے کیا — بیٹے سے پھر کہا مری جانب کو جلد آ

کس طرح جاؤں خدمتِ شاہِ غیور میں
ہاتھوں کو میرے کاٹ کے لیجا حضور میں

www.emarsiya.com

عباس نے کہا نہیں بھائی کہا تو مان — وہ سب خطا معاف ہے دیتے ہیں ہم زبان
کیا جانے ان کا لطف ابھی تازہ ہے میہمان — خاطر تری وہ ہوگی کہ جس کا نہیں بیان
ابرِ کرم ہیں آئے ہیں رحمت نمائی کو
کیا دور ہے کہ آپ بڑھیں پیشوائی کو

پورا ابھی نہ ختم کو پہنچا تھا یہ کلام — آئی صدا فلک سے کہ اے حُر نیک نام
بس بس کہ آبدیدہ ہیں پیغمبرِ انام — لے اُٹھ کے دیکھ آتے ہیں لینے تجھے امام
چڑھنا نہ اب فرس پہ شرف گر قبول ہے
پیدل وہ ہے جو راکبِ دوشِ رسول ہے

جلدی اٹھا یہ سُنکے تو اب دیکھتا ہے کیا — سب ساتھ ہیں اور آتے ہیں سرور پیادہ پا
مجرے کو بڑھ کے جھک گئے چاروں وہ باوفا — حضرت نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دی دعا
آلِ رسولِ پاک کی نصرت قبول ہو
یارب انھیں سعادتِ عقبیٰ حصول ہو

گر کر قدم پہ رونے لگا حُرِ نیک نام — کی عرض رحم کیجئے مجرم ہوں میں غلام
یاں آپکو میں گھیر کے لایا تھا یا امام — اب بھی کوئی ہے غیرِ جہنم مرا مقام
کم ہے وہ جو حضور سزا دیجئے مجھے
دوزخ نہیں قبول جلا دیجئے مجھے

کہنے لگے یہ رو کے شہنشاہِ نیک خو — کیسا وہ جرم، تھا بھی تو بخشا ڈرا نہ تو
انگلی پھرا اسکے ماتھے پہ رکھ کر شہِ نکو — بولے گواہ رہیو کہ تم سب کے روبرو
اسکو مٹا کے پہلے جو تھا سرنوشت میں
حصہ اب اس کا لکھدیا باغِ بہشت میں

www.emarsiya.com

کاندھے سے حُر کے بول اٹھا کاتبِ گناہ — شاہد ہوں میں بھی پہلے جہنم تھی اسکی راہ
کیا لکھدیا جبین پہ اے مصطفےٰ کے ماہ — یاں حرف اُڑ گئے مراد فقط تھا سب سیاہ
لکھا پلٹ دیں بخت کا کیا ذی کرم ہیں آپ
کچھ شک نہیں ہے مالکِ لوح و قلم ہیں آپ

اٹھا قدم سے سرو بریں کے وہ سرفراز — رتبے پہ اپنے فخر تھا اپنے شرف پہ ناز
پاس آکے ان جوانوں کے سب ضیغم حجاز — ملنے لگے گلے بصد اعزاز و امتیاز
حکم طرب سے رنج کو تہدید ہو گئی
باہم معانقے جو ہوئے عید ہو گئی

جنگ کی تیاریاں

مہماں کی خاطروں سے جو فارغ ہوئے جناب — اب پاس آئے بھائی کے بادیدۂ پرآب
حاضر تھا مثلِ شیر وہ دلبند بوتراب — سینے سے سر لگا لیا دل کو رہی نہ تاب
اس شان پر منہ اشکوں سے دھونے لگے حسین
بابا کی یاد آگئی رونے لگے حسین

جب مل چکے تو کہنے لگے شاہِ نامدار — بھیا تمھاری کوشش و محنت کے میں نثار
تکلیف اٹھائی اے شہِ مرداں کے یادگار — بلوا کے بھی نہ راہ پہ آئے دغا شعار
تم کیا کرو جب انکو شقاوت سے کام ہو
بھیجا اسی لئے تھا کہ حجت تمام ہو

www.emarsiya.com

غازی نے عرض کی یہ کہ مکّار ہیں لعیں — مفسد ہیں قول و فعل بھی باطل ہیں بالیقیں
لازم ہے کچھ اب انکی سزا یا امام دیں — لاشوں سے دیکھئے گا کہ پٹ جائے گی زمیں
ساتھ اس سپہ کے جنگ میں جانے تو دیجئے
لڑنے نہ دیجے مجھ کو لڑانے تو دیجئے

خادم ہوں پر ہوئی جو گزارش نہ یہ قبول — قبر علی پہ بیٹھ رہوں گا میں دل ملول
گر ہے یہی تو کوشش میداں ہے سب فضول — کٹوا دیں بے لڑے ہوئے سر کیوں بڑھائیں طول
ضیغم جو چپ ہیں شیر وہ سب بے خصال ہیں
گھوڑے ابھی اٹھیں تو شقی پائمال ہیں

فرمایا خیر یاں بھی ہو سامان کارزار — پیچھے ہٹا یہ سنتے ہی وہ آسماں وقار
اللہ رے رعبِ حضرت عباس نامدار — جب خود طلب کیا تو قریب آئے جاں نثار
مجرے کو جھک کے اور تو آگے سے ہٹ گئے
قاسم ادھر ادھر علی اکبر لپٹ گئے

بولے یہ پیار کر کے کہ قربان ہو چچا — دیکھو گے آج دید کے لائق ہے یہ دغا
دونوں نے کی یہ جوڑ کے ہاتھوں کو التجا — لڑنے کی پہلے ہم کو دلا دیجئے رضا
فرمایا جان و دل ہو امام انام کے
تم پاس رہیو قبلۂ عالی مقام کے

اوروں سے پھر کہا کہ سمندوں پہ جلد جاؤ — اب وقت کارزار ہے جنگی صفیں جماؤ
کیا فوج ابن سعد اسے خاطر میں کچھ نہ لاؤ — آقا ساقدرداں ہے ادھر جوہر دکھاؤ
واں اس سپہ کو شام کے اظلم لڑائیں گے
دیکھو تو معرکہ کہ تمھیں ہم لڑائیں گے

www.emarsiya.com

بڑھ کر سمندِ خاص پہ حضرت ادھر چڑھے
عباس شیر دل بھی ادھر رخش پر چڑھے
گھوڑوں پہ دوڑ دوڑ کے سب نامور چڑھے
غل پڑ گیا کہ رن پہ شہ بحر و بر چڑھے
نعرے غضنفروں کے ہوئے فوج شاہ میں
جنگی دہل گرجنے لگے اُس سپاہ میں

میداں میں دور دور سے لشکر کے دل بڑھے
فوج اپنی لے کے ساتھ ہی پیک اجل بڑھے
دعوائے رستمی پہ سب اہل دغل بڑھے
بڑھنے سے جن کے ہلگئی گیتی وہ یل بڑھے
سنبھلے پکڑ کے باگوں کو یہ ارجمند بھی
جم جم کے مارنے لگے ٹاپیں سمند بھی

بڑھنے ہی کو تھے سب کہ علمدار نامدار
دوڑا کے رخش سامنے آئے بصد وقار
فرمایا بس جمے رہو بڑھنا نہ زینہار
جھپٹے تو بھاگ جائے گا آتا ہوا فگار
آجائیں اتنی زد پہ کہ پیچھے نہ ہٹ سکیں
وہ ہٹ سکیں جگہ سے نہ گھوڑے پلٹ سکیں

واں تین سمت سے جو بڑھے ہیں مخاشیم
وسعت بھی ہوتی آتی ہے دشت وغا کی کم
قربانِ جرأتِ اسدِ سرورِ اُمم
دہنی طرف اڑا دیا شبدیز دور دم
خاطر میں کچھ نہ لائے کسی روسیاہ کو
اس حد پہ جا کے روک دیا اُس سپاہ کو

جھپٹے ادھر سے سامنے والوں پہ آئے اب
ڈانٹا کہ ڈر سے تھم گئے دب دب کے بے ادب
دوڑا پھرا جو واں سے بھی گھوڑا بصد غضب
بائیں پہ جتنی فوج تھی خود رک گئی وہ سب
دل حلقہ وار کر دئے فوجِ خلاف کے
آئے حضور بیچ میں دشتِ مصاف کے

www.emarsiya.com

نعرہ کیا غضب میں کہ او قوم پُر عذاب — لو مستعد ہیں جنگ اب آغاز ہو شتاب
اک اک لڑو تو آئے کوئی کا نماں خراب — سب ملکے گر لڑو گے تو بہتر ہے دو جواب
حملے پہ یاں تلے ہوئے سب ارجمند ہیں
مجبور اُس طرح ہیں یوں تم سے بند ہیں

حُر کی جنگ اور شہادت

پڑھ کر پکارے فوج سے چند افسران فوج — لڑئے نہ آپ فوج سے ہوا متحان فوج
باندھے ہیں چار غول ادھر سب یلان فوج — آئے اُدھر سے ہاں کوئی نامی جوان فوج
گر مرد ہے تو رد نہ کریگا سوال کو
ہم حُر کو ٹوکتے ہیں کہ نکلے جلال کو

فرمایا خیر حافظ و حامی ہے ذوالجلال — کافی وہ ہی اسد ہے دبک جائیں گے شغال
پھر مڑ کے اسطرف یہ پکارا علی کا لال — آقا عطا ہو حُر کو اجازت پئے جدال
مطلب ہے ٹوکنے سے ارباب شام کا
داغ ان کو ہے حضور کے تازہ غلام کا

اٹھا غریو لشکر سرور میں ایک بار — نکلا پرے سے حُر دلاور کا راہوار
واں بھی اٹھا خروش چلی فوج نابکار — عباس نے پلٹ کے یہ ڈانٹا کہ ہو شیار
تینوں وہ شیر دل بھی بڑھے جھوم جھوم کے
رخصت ہوئے امام کے قدموں کو چوم کے

www.emarsiya.com

بڑھ کر پکارے حُر کو یہ عباس نامور — گھوڑا اٹھا دے میمنہ فوج پر اُدھر
بھائی کو اُس کے پھیر یہ صدا دی بہ گردِ فر — بڑھ جا ادھر کو میسرہ والوں کی بے خبر
فرماں ملا غلام کو لشکر کی راہ کا
بیٹے کو حکم دیدیا قلب سپاہ کا

چاروں پہ چار غول سے آنے لگے جو تیر — چاروں نے چار کھینچ لیں تیغیں قضا نظیر
چاروں کی چار راہ ہوئے آج دوڑے وہ سب شریر — چاروں کے چار اٹھ گئے رخشِ فلک مسیر
چاروں دلوں میں غل ہوا چاروں کی حرب سے
چاروں وہ غول پھیل گئے چاروں کی ضرب سے

چاروں سمند چار جگہ فوج میں در آئے — کاوں میں جتنے گھر گئے ڈھوتے کے گھر آئے
سب گرد حملہ ور ہوئے تیغوں کے منہ پر آئے — سر گر کے لوٹنے لگے تن گر کے تھرتھرائے
دوڑ آئے اور بڑھ کے خریدار مرگ کے
لشکر میں چار کھل گئے بازار مرگ کے

چلنے لگی جو قہر کی تلوار چار سمت — ڈھالیں اٹھیں کرار بردھواں دھار چار سمت
گرتے ہوئے تنوں کے وہ انبار چار سمت — اڑتے ہوئے سروں کی وہ بوچھار چار سمت
کیا غم ہے غلغلہ جو گیر و بزن کا ہے
چاروں بہادروں پہ کرم پنجتن کا ہے

اس سمت سرفگن ہے ادھر یہ وہ تیغ اُدھر — اس سمت دشمکن ہے ادھر یہ وہ تیغ اُدھر
اس رُخ شرارہ زن ہے ادھر یہ وہ تیغ اُدھر — اس رُخ بھی شعلہ تن ہے ادھر یہ وہ تیغ اُدھر
گرتی ہیں چار بجلیاں تیغ آزمائی میں
چاروں جگہ پہ آگ لگی ہے لڑائی میں

www.emarsiya.com

فوجوں کا انکی تیغ سے چلتا نہیں ہے زور — واں شامیوں کی صبح ادھر رومیوں کا بھور
چاروں مقام پر وہ پرے خوں میں شوربور — یاں تہلکے، وہ زلزلے، واں غلغلے، یہ شور
کٹتے ہیں اہل قریہ بھی اعراب شہر بھی
آفت بھی ہے بلا بھی قیامت بھی قہر بھی

گھوڑے الٹ رہے ہیں سواروں کے اک طرف — برہم پڑے ہیں ظلم شعاروں کے اک طرف
سر کٹ کے گر رہے ہیں ہزاروں کے اک طرف — لوہے سے دل بجھے ہیں کراروں کے اک طرف
تلوار کٹ رہی ہے ہر اک رزم گاہ میں
قبضوں میں ہے پناہ نہ قبضے پناہ میں

تیغیں پکڑ کے توڑ رہا ہے دلیر ایک — ڈھالوں کو چیر چیر کے کرتا ہے ڈھیر ایک
برچھوں کو پھینکتا ہے اٹھا کر کے زیر ایک — نیزوں کو روندتا ہے جھپٹنے میں شیر ایک
زیر قدم ہیں گرز گراں تھے جو دوش پر
نعرے انھیں کے چھا رہے ہیں ان کے خروش پر

نامی دلیر جان پہ کھیلے ہیں اک طرف — اجڑے ہوئے سپاہ کے میلے ہیں اک طرف
لشکر الجھ پڑا ہے جھمیلے ہیں اک طرف — بھاگڑ میں فوج ظلم کے ریلے ہیں اک طرف
نازل ہے سر پہ قہر گروہ خراب کے
چاروں اسد ہیں چار فرشتے عذاب کے

لاکھوں میں دھنس کے معرکہ دکھلا رہا ہے ایک — لاشوں سے پاٹتا ہوا رن جا رہا ہے ایک
گرتے ہوؤں کو رخش سے روندا رہا ہے ایک — ڈوبا ہوا سپہ میں نظر آ رہا ہے ایک
رستے پہ سب کٹی ہوئی فوج غرور ہے
یہ حُر ہے جس کی قبر بھی مقتل سے دور ہے

www.emarsiya.com

نعرہ یہ ہے کدھر ہے بنِ سعد کو بتاؤ — بھائی بھی حُر کا ڈانٹ رہا ہے ٹھہر تو جاؤ
بیٹا پکارتا ہے کہ بھاگے ہوؤں کو لاؤ — للکار ہے غلام کی اب سامنے تو آؤ
کہتا ہوں دانت پیس کے ڈھالوں کو روک لو
آقا کو میرے ٹوکا تھا مجھ کو بھی ٹوک لو

بھاگا گروہ ادھر کا تو اُس دل پہ جا پڑا — وہ دل الٹ کے قلب کے لشکر پہ آ پڑا
اُس دل کی دوڑ دھوپ پہ اک غلغلا پڑا — اِس دل کی دوڑ بھاگ سے اک تہلکا پڑا
یہ غول بھی پلٹ کے چلا بھاگ بھاگ میں
گرتے ہی منہ کے بھل تھا جہنم کی آگ میں

ہر سمت رخش راں ہیں علمدار نامور — نعرہ ہے میمنہ پہ کہ اے حُرِ پُر جگر
ہاں باحواس بھاگ چلی ہے سپاہ شر — آڑا زرا لگائے ہوئے راہوار اِدھر
بائیں پہ پھٹ چلا ہے دلاسائے ہوئے
دہنی طرف کو باگ کا پودا لئے ہوئے

جاتے ہیں میسرہ پہ جو چمکا کے راہوار — آواز حُر کے بھائی کو دیتے ہیں بار بار
شاباش حرب و ضرب بھی تیری ہے یادگار — چوٹیں ہوں سب منجی ہوئی کھنچتے ہوئے ہوں وار
ٹکڑے اڑا دے تیغ سے قومِ عذاب کے
دہنی طرف سے لا انھیں بائیں پہ داب کے

آتے ہیں سوئے قلب سپہ بھی بسانِ شیر — کہتے ہیں حُر کے بیٹے سے تو سب میں ہے دلیر
اے مرحبا یہ جنگ کہ اتنے کٹے ہیں ڈھیر — کاوَن پہ بدمزاج ہے گھوڑے کی باگ پھیر
کیوں گھیرتا ہے بڑھ کے سروں کو اُتار لے
وہ خود گھرے ہیں سب انھیں چن چن کے مار لے

www.emarsiya.com

پھر جلد اُدھر پہنچتے ہیں جس سمت ہے غلام — فرماتے ہیں کہ واہ یہ جرأت ہے تیرا کام
جاتے ہیں بھاگتے وہ سرانِ سپاہِ شام — ہاں اے دلیر گھیر لے دوڑا کے خوشخرام
اب یاں پرے الٹ نہ گروہِ فرار کے
نیچا دکھا دے فوج کے اونچوں کو مار کے

سن سکے ان کلاموں کو دیتے ہیں وہ صدا — ہم سب غلام بندہ نوازی کے ہوں فدا
جسطرح حکمِ حرب ہے لائے ابھی بجا — صدقہ ہے آپ ہی کا ہماری جدال کیا
باعث یہ ہے جو کچھ کوئی حملہ ہے ڈھنگ کا
دیکھے ہیں معرکہ شبِ ہفتم کی جنگ کا

پھرتے ہیں آپ جب یہ بتا کر دغا کے طور — ہو جاتا ہے ہر اک کی لڑائی کا رنگ اور
تیغوں کا اوج بڑھتا ہے ڈھالوں کا اُنکی دور — ناگہ ادھر امام نے دیکھا جو کر کے غور
آواز دی کہ بھاگے ہوئے پلٹے آتے ہیں
بھیا سب ان پہ دور سے ناوک لگاتے ہیں

بوچھار چار سمت ہے تیروں کی ہے غضب — فوجیں کلوخ زن ہیں شریروں کی ہے غضب
بدعت معززوں پہ حقیروں کی ہے غضب — کیسی یرش ہے چار بہیروں کی ہے غضب
تن تن کے زخم کھاتے ہیں جھکتے نہیں ہیں وہ
اب بھی کسی کے روکے سے رکتے نہیں ہیں وہ

جھپٹے یہ سن کے حضرت عباس اُدھر شتاب — لپکے سبھوں کے ساتھ امام فلک جناب
واں شور تھا صدا یہ اک آئی پر اضطراب — خادم نثار ہوتا ہے یا ابنِ بوتراب
مارا دغا سے فوج ستم نے غلام کو
میری خبر کا وقت ہے میرے امام کو

www.emarsiya.com

دوڑے غلام حُر کی طرف شاہِ انس و جاں — قلب سپہ سے غلغلہ اٹھا یہ ناگہاں
لو کام آگیا پسرِ حُرِ نوجواں — مڑ کر اب اس صدا کی طرف کو ہوئے رواں

اتنے میں میسرہ پہ یہ محشر بپا ہوا
آئی خبر کہ حُر کا برادر فدا ہوا

پلٹے تو میمنہ میں بھی اک غل ہوا ادھر — باجے بجاؤ، قتل ہوا حُرِ نامور
آئیں حسین اپنے ہراول کی لیں خبر — کیسا پڑا ہے خاک پہ لاشہ لہو میں تر

دعویٰ بڑا تھا تیغ زنی پر دلیر کو
مارا ہے ہم نے دور کے حربوں سے شیر کو

سنتے ہی حُر کو پیٹتے دوڑے شہِ ہدا — بھائی کی سمت ادھر گئے عباس باوفا
پہنچے پسر کی لاش پہ اکبر بصد بکا — آئے غلام حُر کے قریبِ شہ کے اقربا

بھاگے شریر چھا گیا غم خاص و عام پر
ماتم کا شور پڑ گیا چاروں مقام پر

چاروں کی چار جا سے برابر اٹھا کے لاش — رستے پہ آ کے مل گئے مردانِ حق شناس
سب سر برہنہ وہ غم و ماتم جگر خراش — کلمہ یہ تھا زبانوں پہ موت آتی ہم کو کاش

غیرت کی جا ہے شہ پہ یہ سینہ سپر گئے
ہم اپنے میہمانوں سے پہلے نہ مر گئے

دنیا میں رسم ہے کہ جیے آتے ہیں میہماں — خاطر میں کچھ اٹھا نہیں رکھتے ہیں میزباں
کیسی عراق کی ہے زمیں اور آسماں — جاتی ہے میزبان کے گھر میہماں کی جاں

ہم لوگ بیوفا نہیں بے اختیار ہیں
لو بھائیو معاف کرو شرمسار ہیں

www.emarsiya.com

پہنچے جو واں مقام پہ اپنے شہ نکو
لاشہ ہر اک لٹا دیا رو رو کے قبلہ رو
تھی سب کی آنکھ سے تو رواں آنسوؤں کی جو
اترا تھا چشم حضرت عباس میں لہو
ہوتی نہ بے بسی جو کہیں حکم شاہ سے
کیا جانے کس طرح سے سمجھتے سپاہ سے

فارغ بس اب کہ طول بیانی کہاں تلک
تقریر مختصر ہو کہانی کہاں تلک
آخر یہ دعویٰ ہمہ دانی کہاں تلک
ہر معرکے میں سیف زبانی کہاں تلک
مجمل ہو گر بیاں ہو کسی عرش جاہ کا
لکھنا ہے حالِ رزم علمدار شاہ کا

ناصرانِ حسین کی جنگ

ماتم تھا حرؑ کا یاں کہ وہ غدار پھر بڑھے
باجے بجا بجا کے دغا کار پھر بڑھے
سمجھا کے کچھ ہر اک کو علمدار پھر بڑھے
قصد ابکی اور کر کے وہ جرار پھر بڑھے
حضرت بھی سمجھے کچھ جو ہزبر آئے سامنے
گھبرا کے پیارے بھائی کو روکا امام نے

تابع تھے ان کے رُکنے سے سب رک گئے دلیر
فرمایا شہ نے کیا یہ ارادہ ہے میرے شیر
عالم کو قتل کر کے جو لاشوں کے کر دو ڈھیر
زندہ نہ ہو گا محشر میں ہوں خود زندگی سے سیر
حاشا نہیں قبول گر وہ جفا نہ ہو
کیا چاہتے ہو وعدہ طفلی وفا نہ ہو

www.emarsiya.com

آج اس مقام پر مجھے کرنا نہیں مقام — یوں سمجھو راستے میں ہے یہ قافلہ تمام
رہزن ہیں کوششوں میں سب اپنی ہیں اہلِ شام — الجھو کسی سے کیوں انھیں کرنے دو اپنا نام
جا پہنچیں جلد طے کہیں جھگڑا ہو راہ کا
منزل پہ منتظر ہے ہراول سپاہ کا

تھرا گیا یہ سنکے وہ شیرِ خدا کا لال — گزرے سب ان ارادوں سے دل میں جو تھے خیال
کہنے لگے یہ پیار سے سلطانِ خوشخصال — لڑلو کچھ ان سے خیر اگر ہے تمھیں ملال
پائیں سزا ستاتے ہیں آفت نصیب کو
بیکس سمجھ لیا ہے حسینِ غریب کو

بھولے تھے داں جو دور کے حربوں پہ وہ شریر — انکو بھی حُر سمجھ کے لگائے ہر اک نے تیر
آئے غضب میں شہ کے رفیقانِ بینظیر — ایک اک جری نکلنے لگا بہرِ دار و گیر
دنیا ادھر کی حملۂ حُر میں ادھر نہ تھی
پڑنے لگے وہ رن انھیں خبکی خبر نہ تھی

ایک اک دغا پہ ہوتا تھا عالم کو انقلاب — نعروں سے پھٹ رہا تھا فلک صورتِ سحاب
حملوں سے ان کے دہر کی مٹی ہوئی خراب — پنہاں تھا گرد میں کبھی پیدا تھا آفتاب
ہر بار یہ کے خون کے نالے بڑھا کئے
اترا کئے کبھی کبھی دریا چڑھا کئے

بڑھتا تھا غلغلہ کبھی ہوتا تھا گاہ کم — کشتوں سے پٹتا جاتا تھا سب وادیٔ ستم
جاتا تھا بعد ایک کے اک صاحبِ حشم — رنکی زمیں کو زلزلے آتے تھے دمبدم
کیونکر الٹتی معرکۂ گیر و دار سے
گیتی تو تھی دبی ہوئی لاشوں کے بار سے

www.emarsiya.com

لاکھوں سے لڑکے مرتے تھے جس دم وہ باوفا لاشے اٹھا کے لاتے تھے خود شاہِ کربلا
خالی ہوا نہ تھام جو انصار کا پرا لے لیکے اذن لڑنے لگے شہ کے اقربا
برپا تھا غل یہ اور ہی حملوں کا ڈھنگ ہے
ضربیں پکارتی تھیں کہ حیدر کی جنگ ہے

وہ ولولے کہ بڑھ کے الٹ دینگے رن کو ہم وہ غلغلے کہ جنگ وہ محشر سے تھی نہ کم
وہ تہلکے کہ کانپتا تھا وادیِ ستم وہ زلزلے کہ دھوپ بھی لرزاں تھی دمبدم
ذکر ان کا کیا گرے تھے جو ڈھانو کو ڈال کے
سائے بھی اچھلے جاتے تھے دشت قتال کے

کیا حشر تھا کہ بند تھے سب آسماں کے در دن تھا سیاہ شمس تھا واللیل والقمر
برپا رہی قیامتِ کبریٰ یہ دوپہر جنباں رہے ترے زلزلِ ہیجا سے دشت و در
آٹھو محل ہلا کئے چرخ بریں کے بھی
لاشوں سے آٹھ بنکے رطبقے زمیں کے بھی

مسلم کے دونوں بیٹوں کی لڑنے میں وہ اُمنگ زینب کے لاڈلوں کی وغا کا وہ اور رنگ
اولاد مجتبیٰ کے وہ رن خوں سے لالہ رنگ نامی برادرانِ علمدار کی وہ جنگ
یوں تو سبھی عزیز خدا کے ولی کے تھے
لیکن یہ تین شیر تو بیٹے علی کے تھے

ان کی وغا جدا تھی تو ان کی وغا جدا وہ معرکے جدا تھے تو یہ معرکے جدا
میداں میں تہلکے تھے جدا زلزلے جدا گیتی ہلائے دیتا تھا قہرِ خدا جدا
لاشوں کا بار تھا کہ نہ تھمنے کی تاب تھی
کشتی زمیں کی تین طرف غرقِ آب تھی

www.emarsiya.com

گھوڑوں کی باگ اٹھاتے تھے جس رُخ کو ڈوبری ٹاپوں کے نیچے منہ کے بھل آتے تھے لشکری
زندے تو کیا جب اٹھتی تھیں تیغیں لہو بھری پڑ جاتی تھی کٹے ہوئے مردوں میں تھرتھری
اُڑتے تھے سر پہ سر، تن ارباب زور سے
عباس داد دیتے تھے بڑھ بڑھ کے دور سے

ہوتے تھے نعرہ زن کبھی جا جا کے اور پاس ہاں غازیو بڑھے ہوئے کیا ہیں یہ بد اساس
غم ہو کسی طرح کا نہ مطلق ہو کچھ ہراس دیکھو کہ دیکھتے ہیں تمھیں شاہِ حق شناس
بہلاؤ صفدرو دلِ شاہِ غیور کو
دکھلا دو معرکوں کا تماشہ حضور کو

ہاں کس طرح بتائی تھی بابا نے وہ جدال خود جس سے بھاگتی ہوئی فوجیں ہوں پائمال
بھولے ہو کیا وہ نعرۂ ضرغام ذوالجلال گھوڑے بھڑک کے گرتے ہیں جس سے دم قتال
یہ کیا کہ جم گئے ہو پرے توڑ توڑ کے
تم کیوں لڑو اُس اپنی لڑائی کو چھوڑ کے

حملے کرو سواروں کو نیچا دکھا تو دو برہم سی کچھ صفیں ہیں برابر بچا تو دو
ہلچل مچی ہے موت کا رستہ بتا تو دو لو پھر بلند ہو گئے رایت گرا تو دو
توڑو ہر اک نشان پھریرے کو پھاڑ کے
پلٹو بھی اب تو فتح کے جھنڈے کو گاڑ کے

اونچے ہیں سرکشوں کے علم دیکھتے ہو تم باجے بھی بج رہے ہیں بہم دیکھتے ہو تم
زندہ کھڑے ہیں دیو و دژم دیکھتے ہو تم اُلٹا نہیں یہ دشتِ ستم دیکھتے ہو تم
ہو مطمئن علی کے جو آنے سے یاس ہے
عباس مر گیا نہیں تم سب کے پاس ہے

www.emarsiya.com

فرما چکے ہیں کوچ کو سب کیلئے امام ہوگی مجھے نہ تمکو سرائے جہاں میں شام
بیٹے وہ ہیں بلند رکھیں جو پدر کا نام تب مطمئن ہوں جب مرے آگے تم آؤ کام
رہجاؤ راہ میں نہ کہیں بیقرار ہوں
منزل پہ تم پہنچ لو تو میں بھی سوار ہوں

سن سنکے یہ جو ہوتے تھے وہ شیر حملہ ور لغزوں سے گونج اٹھتا تھا صحرائے پرخطر
ضربوں سے تھرتھراتے تھے روح الامیں کے پر گرتے تھے پائے شاہ تک آکر ادھر کے سر
وہ تہلکہ تھا شیروں کی جرات نمائی سے
مردے بھی مانگتے تھے پناہ اس لڑائی سے

منظور اب اس جگہ پہ نہ ہوتا جو اختصار لیتا زباں کلک سے میں کار ذوالفقار
رن بولتا صریر قلم سے ہزار بار آجاتی کھنچ کے بزم میں تصویر کارزار
لو چھوڑتا ہوں واقعے سب گیرودار کے
بس مختصر ہے مرگئے لاکھوں کو مار کے

شہادت انصار و اقربا کے بعد

حضرت کا غم میں اشک بہانا کہوں میں کیا مقتل کو پیٹتے ہوئے جانا کہوں میں کیا
گر گر کے سر پہ خاک اڑانا کہوں میں کیا لاشے اٹھا اٹھا کے وہ لانا کہوں میں کیا
غش پر غش آرہے تھے دم یاس آپ کو
تھامے ہوئے تھے اکبر و عباس آپ کو

www.emarsiya.com

جاکر ہر ایک لاش کو لائے جو تھے امام — مقتل کی گرد تن پہ تھی پُر خوں قبا تمام
جاگے ہوئے تھے سب کئی شب کے وہ نیکنام — سوتے تھے خاک پر شہدائے فلک مقام
زخموں کے دامنوں کو نہ حاجت رفو کی تھی
اُن گورے گورے چہروں پہ چادر لہو کی تھی

سینوں پہ ہاتھ سامنے پھیلے ہوئے قدم — کج گردنیں تھیں خاک پہ رخسار تھے بہم
پھرے پھرے ہوئے طرف قبلۂ حرم — آنکھیں تھیں نیم باز کہ نکلے تھے ان سے دم
باب ارم جو سب پہ تھے یکساں کھلے ہوئے
کچھ کچھ تھے مسکرانے میں دنداں کھلے ہوئے

زخموں میں تھی بھری ہوئی اُس بن کی زرد خاک — رخت بدن سمیت سب اعضا تھے چاک چاک
خاک ریاض خلد تھی اُنکی جو خاک پاک — مہکا تھا بوئے خوں سے بیابان ہولناک
انصار ادھر پڑے ادھر آل رسول تھے
چکر حسین لائے تھے ایسے وہ پھول تھے

کیا کیا ابھی تھا نصرت سرور کا انکو جوش — منت امام کی تھی کہ سر ہیں یہ بار دوش
یا اب سر و تن کی فکر نہ مطلق تنوں کا ہوش — کچھ تو سنا اجل سے جو ایسے ہوئے خموش
بشاش و سرخرو تھے پہ لب کھولتے نہ تھے
حضرت پکارتے تھے وہ کچھ بولتے نہ تھے

چلا رہے تھے آپ کے یارو بس اب اُٹھو — پھر سر خدا کی راہ میں وارو بس اب اُٹھو
نوحہ تھا اقربا پہ کہ پیارو بس اب اُٹھو — لو پھر سلاح تن پہ سنوارو بس اب اُٹھو
کیوں ملتوی ہیں دل کے ارادے ٹھنے ہوئے
پھر جاؤ رزم گاہ میں دولھا بنے ہوئے

www.emarsiya.com

جاتی تھی اہل بیت نبی تک فغان شاہ ماتم کا واں بھی غل تھا کہ ہلتی تھی خیمہ گاہ
ڈیوڑھی سے نکلی آتی تھیں رانڈیں بہ اشک و آہ کہرام وہ مچا تھا کہ اللہ کی پناہ

یوں در پہ پیٹتے تھے حرم سر امام کے
رہ رہ کے اٹھے جاتے تھے پردے خیام کے

نالہ کسی کا تھا کہ برادر گزر گیا نوحہ کہیں تھا رات کا بیاہا بھی مر گیا
نالاں کوئی پھر بھی تھی بھتیجا کدھر گیا چلاتی تھی کوئی مرا پیارا پسر گیا

وہ تہلکہ تھا خیمۂ شاہ حجاز میں
طوفاں سے جس طرح ہو تلاطم جہاز میں

فوج یزید کی نئی کمک اور حضرت عباسؑ کو ٹوکنا

یاں تو یہ واقعے ہیں سنو حال رزم گاہ اب بندوبست اور ہیں لڑنے کی اور راہ
کوفہ سے تازہ دم کئی لاکھ آئی ہے سپاہ سب جن میں اپنے وقت کے رستم ہیں رو سیاہ

افسر وہ دو ہیں ایک سے جو سخت تر ہے ایک
مارد ہے ایک مرحب عبدالقمر ہے ایک

لشکر ہے ان میں نصف جو مارد کے نام سے قزاق بھی بلا کے ہیں وہ نطفۂ حرام
غدار و پُر فریب کہ ملکوں میں جن کا نام تاراج سب کئے ہوئے اقلیم روم و شام

ڈرتی ہے فوج ابن زیاد پلید کی
لوٹے ہوئے ہر ایک رسالیں یزید کی

www.emarsiya.com

ان سب کا بندوبست تو دریا پہ ہے اِدھر — مرحب کی فوج اُدھر ہے کہ ہلتے ہیں دشت و در
لرزاں ہے جن کے خوف سے سب لشکرِ عمر — گردانِ دیو قد کے وہ تیغے کہ الحذر
حملہ قریب تر ہے محمد کے لال پر
بیڑا اُٹھا کے آئے ہیں فتحِ جدال پر

لو اور کیا شام سے لشکر اُٹھی گھٹا — پھیلا اُمنڈ کے فوج کا دریائے پُر بلا
اب پیدلوں کی حد نہ سواروں کی انتہا — مجمع سے کس گیا ہے بیابان کربلا
بڑھنا کہیں کسی کو نہ ہٹنا نصیب ہے
چھانٹے گی جو یہ فوج وہ بجلی قریب ہے

اکبر سے کہہ رہے ہیں ادھر شاہِ تشنہ لب — بیٹا یہ کس پہ ہے یورشِ فوجِ بے ادب
جو ان سے لڑنے والے تھے مارے گئے وہ سب — بیکس پہ کیا ضرور تھی لشکر کشی پھر اب
مہلت نہ اتنی دی کہ منہ اُسکو سے دھو تو لوں
لاشوں کو دفن کر نہیں سکتا ہوں رو تو لوں

تم کو جو دوں رضا تو ہو عباس کو ملال — بھیجوں انھیں تو بچ نہ سکے لشکرِ ضلال
جاؤں میں خود تو روکو گے دونوں مجھے کمال — ٹھہرا رہوں تو لوٹ لیں خیمے کو بدخصال
اذنِ جہاد دوں تمھیں یا خود دغا کروں
کچھ کوئی بات بن نہیں آتی ہے کیا کروں

اکبر نے کی یہ عرض کہ بودے ہیں نابکار — معلوم ہو بڑھے جو کوئی یاں سے جاں نثار
اس گھر کا ایک طفل نہ یہ اہل کیں ہزار — جب ٹن پڑا ہے بھاگ گئے ہیں دغا شعار
اب تو یہی کہ ہٹنے نہ دوں فوجِ شام کو
حضرت بھی اور چچا بھی رضا دیں غلام کو

www.emarsiya.com

کیا انکی ہست و بود ہے کیا انکی کائنات — یہ رحم آپ کا ہے کہ زندہ ہیں بدصفات
جنگ آج کی یہ اور شب ہفتم کے واقعات — ہو جاتا واں پہ رات کا دن یاں ہے دن کی رات
تیغیں ہیں کیا یہ خبکو بڑھے ہیں سنبھال کے
سب بھاگ جائینگے یہیں تلواریں ڈال کے

عباس بولے بڑھ کے یہ بادیدۂ پر آب — آؤ نہ تم جلال میں اے شہ کے آفتاب
لازم نہیں رضا طلبی میں یہ اضطراب — ہو لینے دو ابھی کسی خادم کو بہرہ یاب
بڑھ آنے دو سزا بھی وہ بڑھنے کی پائینگے
آتے ہیں اپنے پاؤں سے خود بھاگ جائینگے

یہ ذکر تھا کہ شہ کو پکارے کچھ اہل زور — پایا مزا بگاڑ کے حاکم سے کیوں حضور
رونے سے کیا ملے گا لڑائی ہے اب ضرور — دور آپ ہم سے ہیں نہ اجل آپ سے ہے دور
گھوڑے اُٹھے اِدھر سے کہ ضربیں رہا ہوئیں
لاشوں کا تو پتہ نہ ملے گا کہ کیا ہوئیں

عباس نامور کا ہم آئے تھے سن کے نام — ابتک نہ وہ بڑھے یہ تعجب کا ہے مقام
اُس شب کو لڑ سکی تھی نہ ظلمت میں فوج شام — اب دن کو معرکہ ہو کہ دیکھیں تو خاص و عام
آئے ہیں دور دور سے جو یارے نام ہیں
ہونے نہ دینگے رات وہ ہم اہل شام ہیں

اچھا معمروں سے ادھر کے اگر ہے ڈر — لڑکے بھی یاں ہیں ساتھ لڑیں گے بخیطر
ٹوکیں گے جس کو بڑھ کے وہی ہوگا حملہ ور — دخل اور کو نہ ہوگا لڑائی میں کچھ ادھر
وہ بیچ میں مقام ہے جنگ آزمائی کا
بس فیصلہ اسی پہ ہے آج اس لڑائی کا

www.emarsiya.com

برہم ہوئے یہ سنتے ہی شاہ ملک خصال — اکبر بھی جوشِ غیظ میں تھرا گئے کمال
غصے میں لال ہو گئے عباسِ خوشخصال — سر سے دھواں نکل گیا اللہ رے جلال
پُرخوں غضب میں ہو گئیں نظریں دلیر کی
آنکھیں لہو اتر کے ابل آئیں شیر کی

خود چند گام بڑھ کے پکارے امام دیں — سر لوٹتے پھریں گے خبردار بس وہیں
حاکم تمہارا کیا ہے وہ مردود بدلقیں — کثرت یہ کیا ہے فوج کی کیا ہیں یہ اہل کیں
چاہوں ابھی تو بچ کے نہ قابو سے جا سکو
ہاتھ اٹھ سکیں نہ مجھ پہ نہ گھوڑے اٹھا سکو

جرأت تمہاری دیکھ لی جیسے ہو تم دلیر — فوجوں کو بھاگتے ابھی گزری نہیں ہے دیر
مارے گئے ہیں مار کے لاکھوں کو یاں کے شیر — گن لو جو گن سکو کہ ہیں لاشوں کے کتنے ڈھیر
کشتوں کے سر جدا ہیں سروں سے ہیں تن جدا
بچوں کے دن جدا ہیں جوانوں کے دن جدا

لاشے ادھر وہ ہیں جنھیں رتبے ہوئے حصول — گلگوں ہیں تن ریاضِ شہادت کے سب ہیں پھول
یوں رن میں سر بکف ہیں کہ راضی ہوئے رسول — دربار کردگار میں نذریں ہوئیں قبول
سوتے ہیں جلتی دھوپ میں جانیں دئے ہوئے
رحمت خدا کی سب پہ ہے سایہ کئے ہوئے

حافظ اب ان کا وہ ہے کہ جسکے ہیں عبد پاک — جاؤ ادھر تو قہر کے دریا میں ہو ہلاک
پھٹ کر زمیں کرے ابھی تم سب کو غرقِ خاک — نازل کروں سروں پہ عذابات ہولناک
سب کچھ ہے اختیار میں گو تشنہ کام ہوں
بس خیر اسی میں ہے کہ ڈرو میں امام ہوں

www.emarsiya.com

تم اور خیال جنگِ علمدارِ حق شناس ثابت ہوا ابھی سے اجل ہے سر فنکے پاس
ہم روکتے نہ رہتے جو امت کا کر کے پاس ہوتے نہ تم جہاں میں نہ وہ فوجِ بے قیاس
موت آئی یہ ہوس نہیں جنگ آزمائی کی
کیوں شرط ہے رضا انھیں دیدوں لڑائی کی

کم عمر بھی ہیں ساتھ جو داں بہر گیر و دار کہدو ہٹے رہیں دم آغاز کارزار
وہ اور جدال ضیغمِ صفر غامِ کردگار ان سے تو جنگ ہے علی اکبر کا ننگ و عار
پالا تھا جن کو گود میں سب کو پرچ کر چکے
بچے ہم اپنے لائیں کہاں سے کہ مر چکے

فرما کے یہ جو شاہ کی آنکھیں ہوئیں پر آب عباس خیمہ گاہ کو پھینکے باضطراب
اکبر نے سوئے گنج شہیداں کیا خطاب کیا سو رہے ہو عون و محمد اٹھو شتاب
آؤ روا رکھو نہ جوانوں کے ننگ کو
ہم سن تمھارے آئے ہیں ہم سب سے جنگ کو

مسلم کے لاڈلوں سے بھی کہدو کہ جلد آئیں رکھ لیں ہماری آن وہ شان و غا دکھائیں
روکو ادھر حریف تمھارے نہ بڑھنے پائیں لڑکوں پہ جاؤ تم تو جوانوں پہ ہم بھی جائیں
کس وقت پر اجل تمھیں آئی بہادرو
لڑلو یہ ایک اور لڑائی بہادرو

روئے یہ کہہ کے اکبرِ مہر و کمال تر پلٹے ادھر حرم سے علمدارِ نامور
اس شان سے کہ ساتھ تھا وہ چاند سا پسر مادر نے جسکی خیمہ میں بندھوائی تھی کمر
نصرت پہ شہ کی جان و سر اپنا تج ہوئے
چھوٹے سے سب سلاح بدن پر سجے ہوئے

www.emarsiya.com

عباسِ نامور کے وہ بچپن کی چھوٹی ڈھال — قبضے میں نیمچہ بھی وہی غیرتِ ہلال
خود و زرہ وہی، وہی دستانے بیمثال — رعب نظر وہی، وہی تیور وہی جلال
چلنے میں جھوم جھوم کے سارا چلن وہی
چتون وہی نگاہ وہی بانکپن وہی

ہے مختصر یہ حالِ علمدار ذی حشم — لائے ہیں رو کے مشکِ سکینہ بدردو غم
جب سے انھیں بھی ٹوک چکے ہیں وہ بدشیم — گوٹا لٹے ہیں پر نہیں ہوتا جلال کم
اس غم سے اب سوا کوئی غم جانگسل نہیں
وہ شیر آپ میں نہیں قابو میں دل نہیں

گھبرا کے بولے سیدِ عالم کہ ہائے ہائے — عباس اپنے لال کو تم کیوں حرم سے لائے
آماہ کا ستم ہیں وہ سرکش پرے جائے — میں کیا کروں خدنگ جو کوئی اُدھر سے آئے
بیکا ہو بال گر کہیں اس نورِ عین کا
چھد جائے تیرِ غم سے کلیجہ حسین کا

سنتے ہی یہ پسر کو اشارہ جو کچھ کیا — قدموں پہ گر پڑا شہ دیں کے وہ مہ لقا
سینے سے شہ نے رو کے لگایا تو یہ کہا — آقا ملے غلام کو اب رخصت وغا
رومال آنسوؤں سے بھگویا نہ جائے گا
اماں کے ساتھ بیٹھ کے رویا نہ جائے گا

فوجیں حضور پر ہیں صف آرا نہ جائیں ہم — کنبہ تمام ہوگیا سارا نہ جائیں ہم
سب نے سروں کو آپ پہ وارا نہ جائیں ہم — بابا کو نام لیکے پکارا نہ جائیں ہم
پیدا علی کے گھر میں ہوئے کیوں جھکے رہیں
دادا کہیں لڑے ہوں تو ہم بھی لڑے رہیں

www.emarsiya.com

اس ٹوکنے کا داغ وہ دل پر ہے یا امام — جسکی دوا ہے خونِ سرانِ سپاہِ شام
جو منہ سے کہہ رہا ہے کریگا وہی غلام — تلوار سے جواب کے قابل ہیں وہ کلام

ہم کو بھی اور پدر کو بھی سربار دوش ہیں
کچھ ان پہ تنگ ہے کہ بابا خموش ہیں

یاں سے ابھی گئے تھے جو با حالت تباہ — تلوار کھینچے پھرتا تھا میں گرد بانگا
فرمایا مشکلوں سے چلو رو رہے ہیں شاہ — لڑنا ہے ان سے ہم نہیں لڑ سکتے جن سے

میں نے کہا وہ کون ہیں دشمن جناب کے
کچھ کہہ سکے نہ رُک گئے ہونٹوں کو چاب کے

خیمے میں پیٹتے تھے حرم ہل رہا تھا گھر — روتا ہے کون کچھ انھیں مطلق نہ تھی خ
فتنیں اگر چھپی نہ دلاتیں بچشم تر — رخصت کا ذکر کیا کہ نہ جاتے قریب د

بی بی کوئی بڑھی کوئی گھبرا کے ہٹ گئی
روئے تو تب جب آکے سکینہ لپٹ گئی

پھیرے تھے سب کی سمت سے چہرے بصد حجاب — رقت تھی سلب تھا وہ طبیعت کو انقلاب
پرسا دیا کسی کو نہ تسکین اضطراب — لے لی سکینہ جان سے خالی یہ مشک آب

اک حشر تھا جدا جو نہ ہوتے تھے ساتھ تھے
دامن چھڑا کے آئے ہیں بچوں کے ہاتھ سے

رونے لگا یہ کہہ کے جو فرزند ذی شعور — عباس بولے اسکو اجازت ہو اب ضرور
پیاری سکینہ جان پہ ہے پیاس کا وفور — دیجئے یہ مشک نہر سے بھر لائے گا حضر

اس وقت میں خموش تھا لڑکے سے لے لیں
نو عمر کیا جوان و مسن ملکے سب لڑیں